إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ

تفسیر القرآن العظیم

www.KitaboSunnat.com

# قرآناً عجباً

مختصر سوال وجواب کی صورت میں

وَمَا لِيَ - 23

نگہت ہاشمی

ALNOOR-PUBLICATIONS
النور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

# محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا یَّهۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ

تفسیر القرآن العظیم

# قرآناً عجباً

مختصر سوال وجواب کی صورت میں

## وَمَا لِیَ - 23

نگہت ہاشمی

AL NOOR PUBLICATIONS
النور

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں


| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | قُرْآنًا عَجَبًا (پارہ:23) |
| مصنفہ | : | نگہت ہاشمی |
| طبع اول | : | مئی 2020ء |
| طبع دوم | : | نومبر 2021 |
| طبع سوم | : | نومبر 2023 |
| تعداد | : | 1100 |
| ناشر | : | النور انٹرنیشنل |
| لاہور | : | 59-C2 ، فیروز پور لنک روڈ، لاہور |
| فون نمبر | : | 0336-4033045, 042-37500049, 042-37500048 |
| کراچی | : | گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک III، کراچی |
| فون نمبر | : | 0336-4033034 - 021-35292341-42 |
| فیصل آباد | : | 121-A فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد |
| فون نمبر | : | 03364033050, 041-8759191 |
| ای میل | : | sales@alnoorpk.com |
| ویب سائٹ | : | www.alnoorpk.com |
| فیس بک | : | Nighat Hashmi, Alnoor International |

**پرنٹنگ اینڈ ڈیزائننگ**

دارالسلام قرآن پرنٹنگ کمپلیکس، کوٹ عبدالمالک انٹرچینج، لاہور

+92-321-8484569 | +92-300-1001345


" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

# عرض ناشر

الحمدلله رب العلمين والصلاة والسلام على النبي الكريم وعلى آله وصحبه أجمعين.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے اور بہترین انجام متقین کے لیے ہے۔ قارئین کرام! ہمیں جو زندگی عطا کی گئی وہ نہایت مختصر ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے: ؎ آ کے بیٹھے بھی نہ تھے کہ نکالے بھی گئے

دلی تمنا ہے کہ زندگی گزارنے کی جو مہلت ملی ہے، اس میں ایسا کام کر جاؤں کہ جب اس جہان سے چلی جاؤں، اگلی زندگی کے انتظار میں قبر میں رکھ دی جاؤں تو میری کتابِ زندگی، میرا نامہ اعمال بند نہ ہو، ایسی نیکیوں کے لیے کھلا رہے جو باقی رہنے والی زندگی کے کام آئیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: «أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللهِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ»

''لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ وہ ہے جو لوگوں کے لیے نفع مند ہو۔'' (سلسلہ احادیث صحیحہ:906)

دنیا کا سب سے قیمتی علم ''قرآن مجید'' کا ہے۔ فرمانِ نبوی ہے: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ»

''تم میں سے سب سے بہترین وہ ہے جو قرآن مجید کو خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔'' (صحیح البخاری:5027)

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کو سیکھنے اور سکھانے سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں اور سب سے بڑا تعاون ''طالب علم'' کے لیے آسانیاں پیدا کرنا ہے۔ جدید دور کے تقاضوں کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر کو عام فہم انداز میں پیش کرنا نہایت ضروری ہے۔ جہاں آسان الفاظ کا انتخاب ضروری ہے، وہیں اس کے مضامین کو عام فہم اسلوب میں پیش کرنا بھی ضروری ہے۔

تفسیر «قرآنًا عجبًا» میں سوال و جواب کے انداز میں ایسے نکات پر روشنی ڈالی گئی ہے جن پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس تفسیر میں سوال اٹھا کر اور جواب کو سادگی کے ساتھ مختلف نکات میں بانٹ کر جو آسانی پیدا کر دی گئی ہے اس کی وجہ سے معزز قارئین کے لیے قرآن مجید کو سیکھنے اور سکھانے میں سہولت پیدا ہو گی۔ وللہ الحمد!

اللہ تعالیٰ کا پیغام «قرآنًا عجبًا» کی صورت میں ''گھر گھر تک، دنیا بھر تک'' پہنچانا چاہتے ہیں اور اجر کی امید بھی اسی سے رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رسی ''قرآن مجید'' کو ہر ہاتھ میں تھمانا چاہتے ہیں جس کا ایک سرا بندے کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا ہمارے ''رب'' کے ہاتھ میں ہے۔ کیا آپ اللہ تعالیٰ کی رسی کو خود تھام کر دوسروں کو نہیں تھمائیں گے؟

قرآن سیکھیں ـــــ دوسروں کو سکھائیں　　　خود پڑھیں ـــــ دوسروں کو پڑھوائیں

ایک آیت روزانہ گھر والوں میں بیٹھ کر، کسی آفس میں، کسی بھی مقام پر پڑھنا مشکل نہیں۔ ذوق ہو تو زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ آیئے! بے مثال زندگی کے لیے آج ہی سے اس کا آغاز کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

دعاؤں کی طلب گار: فائزہ خان (مینیجنگ ڈائریکٹر النور پبلیکیشنز)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

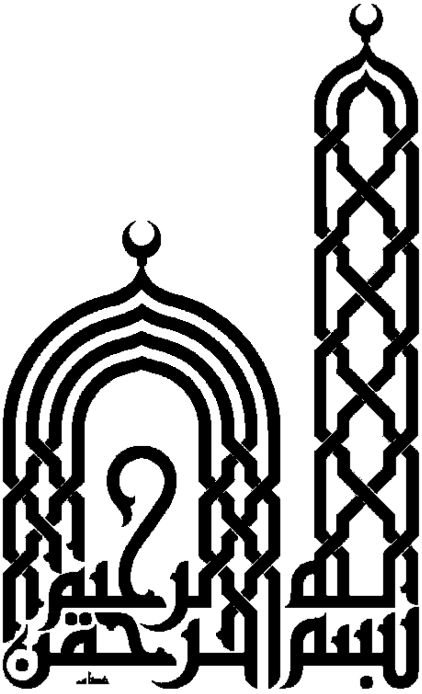

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿وَمَا لِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾

''اور مجھے کیا ہے کہ میں اُس ہستی کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اُسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے؟'' (22)

سوال 1: نیک شخص نے سب کے سامنے توحید کا اقرار کیا، اس کی وضاحت ﴿وَمَا لِیَ ... تُرْجَعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا لِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ﴾ ''اور مجھے کیا ہے کہ میں اُس ہستی کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا'' یعنی وہ کون ہے جو مجھے اس کی عبادت سے روک سکتا ہے جس نے مجھے پیدا کیا، جس نے مجھے وجود عطا کیا، جو مجھے رزق دیتا ہے۔

(2) ﴿وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''اور اُسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے؟'' اور اپنی موت کے بعد تم بھی اس کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔ پھر وہ تمہارا احساب کتاب لے گا اور تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا۔ جو پیدا کرتا ہے، رزق دیتا ہے، جو آخرت میں فیصلے کرے گا، وہی یہ حق رکھتا ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ (ایسر التفاسیر: 1270)

(3) اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ترغیب اور اس کے عذاب سے ڈراوا ہے۔ (تفسیر منیر: 649/11)

(4) مردِ مومن نے اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کر خالق کی طرف توجہ دلائی۔ (i) اُس نے توحید کی دعوت دی کہ آخر کیوں نہ میں اُس ہستی کی عبادت کروں جس نے مجھے پیدا کیا۔ (ii) مردِ مومن نے خالق کی طرف لوٹ جانے کی حقیقت کو واضح کیا کہ اُسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔

سوال 2: مردِ مومن نے جیسے رب کی طرف دعوت دی ایسی دعوت کون دے سکتا ہے؟

جواب: (1) ایسی دعوت وہ شخص دے سکتا ہے جسے خالقِ کائنات کا شعور حاصل ہو چکا ہو۔

(2) ایسی دعوت وہ دے سکتا ہے جس نے اپنی زندگی کے مقصد کو پا لیا ہو۔

(3) ایسی دعوت وہ شخص دے سکتا ہے جس کی ذات پوری طرح اپنے مقصدِ زندگی اور اپنے رب کے ساتھ جڑ چکی ہو۔ پھر وہ یہ پکار اٹھتا ہے کہ آخر کیوں نہ میں اُس ہستی کی بندگی کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور جس کی طرف سب نے لوٹ کر جانا ہے۔

سوال 3: انسان کو اپنے خالق کا شعور کب اور کیسے حاصل ہوتا ہے؟

جواب: (1) انسان کی فطرت اسے خالق کی طرف توجہ کرتی ہے۔ انسان اگر اپنے خالق کی طرف توجہ نہیں کرتا تو اس کے بیرونی اسباب ہوتے ہیں۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(2) انسان اپنے خالق کا شعور سچے علم یعنی اللہ تعالیٰ کے کلام اور محمد ﷺ کی احادیث سے حاصل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کے علم کے بغیر اس کا سچا شعور نصیب نہیں ہو سکتا۔

(3) انسان کو خالق کا شعور اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اس کے دل میں ایمان داخل ہو جائے۔

سوال 4: انسان کو خالق کی طرف لوٹ جانے کا شعور کب اور کیسے حاصل ہوتا ہے؟

جواب: (1) انسان کی فطرت اس بات کو محسوس کرتی ہے کہ آخر کار اس نے اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے کیونکہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ (2) انسان کو لوٹ جانے کا شعور وحی سے حاصل ہوتا ہے۔

﴿ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا

”کیا میں اُس کے سوا معبود بنالوں اگر رحمٰن ارادہ کرے کسی نقصان کا تو نہ اُن کی کوئی سفارش میرے کام آئے گی

وَّلَا یُنْقِذُوْنِ﴾

اور نہ ہی وہ مجھے چھڑا سکیں گے“ (23)

سوال: جھوٹے معبود سفارش نہیں کر سکتے، اس کی وضاحت ﴿ءَاَتَّخِذُ ... یُنْقِذُوْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً﴾ ”کیا میں اُس کے سوا معبود بنالوں؟“ کیا میں اس ہستی کو چھوڑ کر جس نے مجھے پیدا کیا، ایسے معبود بنالوں جن کے اختیار میں نہ کوئی نفع ہے نہ نقصان، نہ ان کے اختیار میں زندگی ہے نہ موت، نہ وہ کسی کو محروم کر سکتے ہیں، نہ عطا کر سکتے ہیں، نہ وہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں۔

(2) ﴿اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا﴾ ”اگر رحمٰن ارادہ کرے کسی نقصان کا تو نہ اُن کی کوئی سفارش میرے کام آئے گی“ اگر میرا مہربان رب مجھے نقصان پہنچانے کا ارادہ کرلے تو ان کی سفارش میرے کچھ کام نہ آسکے گی۔

(3) ﴿وَّلَا یُنْقِذُوْنِ﴾ ”اور نہ ہی وہ مجھے چھڑا سکیں گے“ نہ وہ مجھے اس تکلیف سے چھڑا سکیں گے جو اللہ تعالیٰ مجھے پہنچانا چاہے۔

(4) مرد مومن نے قوم سے سوال کیا کہ کیا میں اپنے خالق کو چھوڑ کر دوسرے معبود بنالوں حالانکہ اگر وہ مجھے نقصان پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش نہ مجھے نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ وہ مجھے بچا سکیں گے۔



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



﴿اِنِّیْٓ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾

''یقیناً میں تب ضرور کھلی گمراہی میں ہوں گا'' (24)

سوال 1: جھوٹے معبودوں کی عبادت گمراہی ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنِّیْٓ ... مُّبِیْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنِّیْٓ اِذًا﴾ ''یقیناً میں تب'' یعنی اگر میں نے جھوٹے معبودوں کی عبادت کی جو نہ نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان سے بچا سکتے ہیں۔

(2) ﴿لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ﴾ ''ضرور کھلی گمراہی میں ہوں گا'' اگر میں بے بس اور محتاج معبود بنا لوں جو مجھے دکھوں اور تکلیفوں سے نہیں بچا سکتے تب تو میں کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں گا۔

(3) اس کے اس تمام کلام میں ان کی خیر خواہی، رسولوں کی رسالت کی گواہی اور رسولوں کی خبر پر صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کے تعین کے ذریعے سے ہدایت کے اختیار کو جمع کرنا ہے، نیز اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے دلائل، غیر اللہ کی عبادت کا بطلان، اس کے دلائل و براہین، غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کی گمراہی کی خبر اور قتل کے خوف کے باوجود اس مرد صالح کے ایمان کے اعلان کا ذکر ہے۔ (تفسیر سعدی: 2242/3)

سوال 2: مرد مومن نے غیر اللہ کی عبادت پر تکذیب اور تشدد پر آمادہ لوگوں کے سامنے کیسے فطری فیصلہ دیا؟

جواب: (1) مرد مومن نے یہ فیصلہ دیا کہ اگر میں غیر اللہ کی عبادت کروں تو میں گمراہ ہو جاؤں گا یہ تو نہایت گھاٹے کا سودا ہے۔

(2) مرد مومن نے یہ فیصلہ اس لیے دیا کہ اس کا دل ایمان سے بھر چکا تھا اور اب کوئی دھمکی اس پر اثر انداز نہیں ہو رہی تھی۔

﴿اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ﴾

''یقیناً میں تمہارے رب پر ایمان لایا ہوں چنانچہ میری بات سنو!'' (25)

سوال: رب پر ایمان لانے کے اعلان کی وضاحت ﴿اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ﴾ ''یقیناً میں تمہارے رب پر ایمان لایا ہوں چنانچہ میری بات سنو!'' یعنی میں یقیناً تمہارے اس پروردگار پر ایمان لا چکا ہوں جس نے تمہاری تخلیق کی۔ چنانچہ میری بات غور سے سنو! اور میری نصیحت پر عمل پیرا ہو جاؤ! (صفوۃ التفاسیر: 8/3)

(2) اس نے کہا: اے میری قوم میں تو اپنے رب پر ایمان لا چکا جس کو تم نہیں مانتے بس تم میری یہ بات سن لو۔

(3) ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد ہے کہ اس نے کہا: اے مقدس رسولو! میں تمہارے رب پر جس نے تم کو رسول بنا کر



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بھیجا، ایمان لے آیا۔ تم اللہ تعالیٰ کے پاس میری گواہی دینا۔

(4) مردِ مومن نے انتہائی اطمینان کے ساتھ اپنے ایمان کا آخری اعلان کیا کہ میں تو تمہارے رب پر ایمان لایا ہوں اس لیے میری بات سن لو یعنی تم بھی ایمان لے آؤ۔ اس طرح اس نے ایک طرف رسولوں کو اپنے ایمان پر گواہ ٹھہرایا اور دوسری طرف اپنی استقامت کا اظہار کیا کہ جو میں نے کرنا تھا کر لیا اب جو تم کرنا چاہتے ہو وہ تم کر لو۔

(5) سیدنا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب اس مومن بندہ نے ان سے کہا تو وہ سارے اس ایک آدمی پر اس کو ضعیف اور کمزور جانتے ہوئے ٹوٹ پڑے حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا اور کسی نے اس کا دفاع نہ کیا۔ (جامع البیان:167/22)

(6) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس مومن بندے کو پاؤں سے روند روند کے پاخانہ نکال دیا۔ معاذ اللہ (جامع البیان:167/22)

(7) حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس کے گلے کو پھاڑ کر شہر کی فصیل سے لٹکا دیا۔ اس کی قبر انطاکیہ میں موجود ہے۔ (تفسیر قرطبی:16/8)

(8) سیدنا عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ حضور اگر اجازت دیں تو میں اپنی قوم میں تبلیغ دین کے لیے جاؤں اور انہیں دعوت اسلام دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں قتل کر دیں؟'' جواب دیا کہ اس کا تو خیال تک نہیں۔ انہیں مجھ سے اس قدر الفت وعقیدت ہے کہ میں سویا ہوا ہوں تو وہ مجھے جگائیں گے بھی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا پھر جایئے۔'' یہ چلے، جب لات وعزیٰ کے بتوں کے پاس سے ان کا گزر ہوا تو کہنے لگے اب تمہاری شامت آگئی قبیلہ ثقیف بگڑ بیٹھا۔ انہوں نے کہنا شروع کیا کہ اے میری قوم کے لوگو! تم ان بتوں کو ترک کرو یہ لات وعزیٰ دراصل کوئی چیز نہیں، اسلام قبول کرو تو سلامتی حاصل ہوگی، اے میرے بھائی بندو! یقین مانو کہ یہ بت کچھ حقیقت نہیں رکھتے، ساری بھلائی اسلام میں ہے وغیرہ۔ ابھی تو تین ہی مرتبہ صرف اس کلمہ کو دوہرایا تھا جو ایک بدنصیب تن جلے نے دور سے ایک تیر چلایا جو رگ اکحل پر لگا اور اسی وقت شہید ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب یہ خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ ایسا ہی تھا جیسے سورۂ یٰسین والا جس نے کہا تھا کاش کہ میری قوم میری مغفرت وعزت کو جان لیتی۔'' (تفسیر ابن کثیر:342/4)(الاساس فی التفسیر:4629/8، 4630)

(9) سیدنا کعب احبار رحمہ اللہ کے پاس جب سیدنا حبیب بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا جو قبیلہ بنو مازن بن نجار سے تھے جنہیں یمامہ میں مسیلمہ کذاب ملعون نے شہید کر دیا تھا تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! یہ حبیب بھی اسی حبیب کی طرح تھے جن کا ذکر سورۂ یٰسین میں ہے۔'' ان سے اس کذاب نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بے شک اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔اس نے کہا: میری نسبت بھی تو گواہی دیتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں؟ تو سیدنا حبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نہیں سنتا۔اس نے کہا: محمد (ﷺ) کی نسبت تو کیا کہتا ہے؟ جواب دیا: میں ان کی سچی رسالت کو مانتا ہوں، اس نے پھر پوچھا: میری رسالت کی نسبت کیا کہتا ہے؟ جواب دیا: میں نہیں سنتا۔اس ملعون نے کہا: ان کی نسبت تو سن لیتا ہے اور میری نسبت بہرا بن جاتا ہے۔ایک مرتبہ پوچھتا اور ان کے اس جواب پر ایک عضو بدن کٹوا دیتا پھر یہی پوچھتا پھر یہی جواب پاتا پھر ایک عضو بدن کٹواتا۔اسی طرح جسم کا ایک ایک جوڑ کٹوا دیا اور وہ اپنے سچے اسلام پر آخری دم تک قائم رہے اور جو جواب پہلے تھا وہی آخر تک رہا یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔(تفسیر ابن کثیر:342/4)(الاساس فی التفسیر:4630/8)

(10) قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: قوم کے لوگ انہیں پتھر مارتے رہے اور وہ کہتے رہے: ﴿اللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ حَتّٰى مَاتَ رَحِمَهُ اللّٰهُ﴾ ''اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے وہ جانتے نہیں۔وہ یہی کہتے رہے یہاں تک کہ وفات پا گئے۔''(تفسیر منیر:657/11)

## ﴿قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ﴾

''کہا گیا:''جنت میں داخل ہو جاؤ!''اُس نے کہا:''اے کاش میری قوم جان جاتی!''(26)

سوال: کاش میری قوم جان جاتی، اس کی وضاحت ﴿قِيْلَ ... يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ﴾ ''کہا گیا: جنت میں داخل ہو جاؤ!''فرشتوں نے موت کے وقت کہا: جنت میں داخل ہو جاؤ۔(ایسر التفاسیر:1270)

(2) سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ﴿قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ﴾ کے بارے میں کہتے ہیں کہ ﴿وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ﴾ کہ جنت اس کے لئے واجب ہو گئی۔یہ اس وقت کہا جب اس نے بدلہ دیکھ لیا۔(جامع البیان:167/22)

(3) جب وہ مومن بندہ جنت میں داخل ہوا تو اس نے اپنی آنکھوں سے اس کا نظارہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے اسے عزت و شرف بخشا یہ اس کے ایمان اور اس پر صبر کی وجہ سے حاصل ہوا۔(جامع البیان:167/22)

(4) مرد مومن نے اپنی قیمتی زندگی خطرے میں ڈال کر پیغمبروں کی دعوت کی تاکید کی تھی جس کی وجہ سے اُسے جنت میں داخل کر دیا گیا۔

(5)﴿قِيْلَ﴾ ''کہا گیا''اس شخص سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا گیا ﴿ادْخُلِ الْجَنَّةَ﴾ ''جنت میں داخل ہو جاؤ!''اس نے اپنی توحید پرستی اور اخلاص فی الدین کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ہاں حاصل ہونے والے اکرام و تکریم کی خبر دیتے ہوئے



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



اور اپنے مرنے کے بعد بھی اسی طرح اپنی قوم کی خیر خواہی کرتے ہوئے کہا جیسے زندگی میں کیا کرتا تھا۔ (تفسیر سعدی:2242/3)

(6)﴿قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ﴾ ''اس نے کہا اے کاش میری قوم جان جاتی!'' جب اس شخص نے جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیا تو آرزو کی کہ کاش میری قوم کو بھی ان نعمتوں کا علم ہو جاتا۔

(7) اس نے کہا: کاش! میری قوم کو علم ہو جاتا کہ کن امور کی بنا پر میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھ سے عذابوں کو دور کر دیا۔

(8) مردِ مومن اپنی قوم کی ہر حال میں خیر خواہی چاہتا ہے۔ یہ ایک سچے مومن کی تصویر ہے۔ وہ لوگوں کے ظالمانہ سلوک کے باوجود ان کا خیر خواہ ہوتا ہے۔

## ﴿بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ﴾

''میرے رب نے کس چیز کی وجہ سے مجھے بخش دیا اور مجھے باعزت لوگوں میں شامل کر دیا''(27)

سوال: کاش میری قوم کو ایمان کے نتائج پتہ چل جاتے، اس کی وضاحت ﴿بِمَا غَفَرَ لِيْ ... الْمُكْرَمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ﴾ ''میرے رب نے کس چیز کی وجہ سے مجھے بخش دیا'' ابی مجلز کا قول ہے ﴿بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ﴾ کہ یہ مغفرت میرے رب پر ایمان لانے اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرنے کی وجہ سے ہوئی۔ واللہ اعلم۔

(جامع البیان:168/22)

(2) اس شخص نے زندگی میں بھی قوم کی خیر خواہی کی اور مرنے کے بعد بھی۔ (تفسیر ابن ابی حاتم)

(3) یعنی ایمان، توحید اور صبر کی وجہ سے میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے باعزت لوگوں میں شامل فرمایا۔ (ایسر التفاسیر:1270)

(4)﴿وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ﴾ ''اور مجھے باعزت لوگوں میں شامل کر دیا'' اور مختلف انواع کی مسرتوں اور ثواب کے ذریعے سے مجھے اکرام بخشا۔ اگر ان تمام امور کا علم میری قوم کے دلوں تک پہنچ جائے تو وہ کبھی بھی اپنے شرک پر قائم نہ رہے۔ (تفسیر سعدی:2242/3)

(5) اس شخص نے کہا: میں دنیا میں اپنے رب پر ایمان لایا تھا اور اس کے رسولوں کی تصدیق کی تھی۔ اس کا مجھے آخرت میں یہ بدلہ ملا کہ کیسے کیسے جلیل الشان انعامات اور اعزازات سے نوازا جا رہا ہوں کاش! میری قوم کو ایمان اور تصدیق کے یہ نتائج معلوم ہو جائیں۔ اگر انہیں یہ ثواب بے کراں، یہ اجر غیر منقطع اور یہ دائمی اجر معلوم ہو جائیں تو شاید وہ بھی رسولوں کے پیروکار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان سے راضی ہو جائے۔ آپ دل سے قوم کی ہدایت کے



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



خواہش مند تھے۔ (مختصر ابن کثیر 1660/2)

(6) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم بقیع غرقد میں ایک جنازہ کے ساتھ تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے گرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس ایک چھڑی تھی۔ آپ سر جھکائے چھڑی سے زمین پر لکیریں لگانے لگے، پھر فرمانے لگے: ''تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے اور کوئی بھی جان ایسی نہیں ہے کہ جس کا ٹھکانا اللہ تعالیٰ نے جنت یا جہنم میں نہ لکھ دیا ہو اور یہ نہ لکھ دیا ہو کہ وہ نیک بخت ہے یا بد بخت ہے۔'' ایک شخص بولا، یا رسول اللہ ﷺ! پھر ہم اپنے لکھے ہی پر کیوں نہ بھروسہ کر لیں اور عمل چھوڑ دیں؟ (یعنی تقدیر کے روبرو عمل کرنا بے فائدہ ہے کہ ہوگا تو وہی جو قسمت میں ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو نیک بختوں میں سے ہے وہ نیکوں والے کاموں کی طرف چلے گا اور جو بد بختوں میں سے ہے وہ بد بختوں والے کاموں کی طرف چلے گا۔'' (مسلم: 6731)

﴿وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ﴾

''اور اُس کے بعد اُس کی قوم پر ہم نے آسمان سے کوئی فوج نہیں اُتاری اور نہ ہی ہم اُتارنے والے تھے'' (28)

سوال: اللہ تعالیٰ کے ولی کی شہادت پر عذاب آ گیا، اس کی وضاحت ﴿وَمَآ اَنْزَلْنَا ۔۔۔ مُنْزِلِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ﴾ ''اور اُس کے بعد اُس کی قوم پر ہم نے آسمان سے کوئی فوج نہیں اُتاری اور نہ ہی ہم اُتارنے والے تھے'' اللہ تعالیٰ کے ولی کی شہادت پر عذاب آ گیا یعنی جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے ولی کو قتل کر دیا ان پر اللہ تعالیٰ کا غصہ بھڑک اٹھا اور اس نے ان کی قوم سے انتقام لیا کیونکہ انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تھا اور اس اللہ تعالیٰ کے ولی کو شہید کر ڈالا تھا۔ تو حق تعالیٰ نے ان پر آسمان سے فرشتے نہیں اتارے کہ وہ انہیں آ کر تباہ کریں اور نہ ہی اسے کسی کو تباہ کرنے کے لیے آسمانی لشکر کے اتارنے کی ضرورت پڑتی ہے بلکہ اس کا تو حکم ہی کافی ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1660/2)

(2) یعنی ہم ان کے عذاب دینے کے لیے کسی تکلف کے محتاج نہیں کہ ہمیں ان کو ہلاک اور تلف کرنے کے لیے آسمان سے فوج اتارنی پڑے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اقتدار کی عظمت اور بنی آدم کی شدت ضعف کی بنا پر اللہ تعالیٰ کو آسمان سے فوج اتارنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ادنیٰ سا عذاب بھی ان کے لیے کافی ہے۔ (تفسیر سعدی: 2242/3)

(3) سیدنا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے ان کے قتل کے بعد ان کی قوم پر کوئی عذاب نازل نہیں کیا سوائے ایک چیخ کے وہ سارے کے سارے اس سے ملیامیٹ ہو کر راکھ بن گئے۔ (جامع البیان: 23/3)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(4) امام رازی رحمہ اللہ کا فرمان ہے: اس کے بعد آسان ترین صورت میں ان کی جلد ہلاکت کی طرف اشارہ ہے وہ اس لیے کہ ان کی ہلاکت کے لیے اللہ تعالیٰ کسی قسم کے لاؤلشکر بھیجنے کا محتاج نہیں ہے۔ (تفسیر قاسمی: 66/14)

﴿اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ﴾

''وہ محض ایک ہی چیخ تھی پس اچانک وہ سب بجھے ہوئے تھے'' (29)

سوال: ان کے دل سینوں میں پارہ پارہ ہوگئے، اس کی وضاحت ﴿اِنْ كَانَتْ ... خٰمِدُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً﴾ ''وہ محض ایک ہی چیخ تھی'' یعنی وہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام کی چنگھاڑ تھی۔

(2) ﴿فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ﴾ ''پس اچانک وہ سب بجھے ہوئے تھے'' یعنی وہ سب کے سب مر گئے۔

(3) ان کے دل ان کے سینوں میں پارہ پارہ ہوگئے۔ وہ اس چنگھاڑ کی آواز سے گھبرا اٹھے اور بے جان ہوگئے۔ اس تکبر کے بعد ان کی کوئی آواز نہ تھی نہ ان کے اندر کوئی حرکت تھی۔ اشرف المخلوقات کے مقابلے میں ظلم، تکبر، جبر اور ان کے ساتھ بدکلامی کے بعد ان میں زندگی کے آثار تک نہ تھے۔ (تفسیر سعدی: 2242/3)

(4) بغوی رحمہ اللہ نے لکھا: انطاکیہ والوں نے جب حبیب کو شہید کر دیا تو اللہ تعالیٰ کا غضب جوش میں آ گیا اور فوری عذاب اس نے نازل کر دیا۔ سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے بحکم الٰہی ایک چیخ ماری جس سے سب مر گئے۔ (تفسیر قرطبی: 17/8)

(5) یعنی ایک گرج دار آواز سے ہی سب کے پتے پانی ہوگئے اور سب مرے کے مرے رہ گئے۔ بادشاہ اپنے محل میں اور رعایا اپنے گھروں میں دم کے دم میں لوٹ پوٹ ہوگئے اور روئے زمین میں ایسے فنا ہوئے کہ ان میں سے ایک بھی تو نہیں بچا۔ سب کی زندگی کے شعلے آن کی آن میں بجھ گئے۔ (سیرت ابن اسحاق)

﴿يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾

''ہائے افسوس بندوں پر! اُن کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر وہ اُس کا مذاق ہی اُڑاتے رہے ہیں'' (30)

سوال: ہائے افسوس! بندوں کے حال پر، اس کی وضاحت ﴿يٰحَسْرَةً ... يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ﴾ ''ہائے افسوس بندوں پر'' قیامت کے دن وہ خود افسوس کریں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل کیوں نہ کیا اس کے احکامات کیوں ضائع کیے۔

(2) ﴿مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ ''ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر وہ اُس کا مذاق ہی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اُڑاتے رہے ہیں'' قیامت کے دن جب لوگ عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو کس کس طرح سے پچھتائیں گے کہ ہائے انہوں نے رسولوں کو کیوں جھٹلایا تھا؟ کیوں انہوں نے رسولوں کو مذاق کا نشانہ بنایا تھا۔

(3) اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر رحمت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ﴿يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ﴾ ''ہائے افسوس بندوں پر!'' یعنی ان کی بدبختی کتنی بڑی، ان کا عناد کتنا طویل اور ان کی جہالت کتنی شدید ہے کہ وہ اس قبیح صفت سے متصف ہیں جو ہر بدبختی، ہر عذاب اور ہر سزا کا سبب ہے۔ (تفسیر سعدی:2242/3)

(4) اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ﴾ کے بارے میں سیدنا قتادہ رحمہ اللہ سے مروی ہے، ان جانوں پر تأسف ہو! جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی پامالی کی اور ذات الٰہی کے بارے میں کوتاہی سے کام لیا۔ (الاساس فی التفسیر:4627/8)

(5) اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ﴾ کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ ندامت وشرمندگی اُن بندوں کے لیے ہے جن کا یہ مزاج بن چکا ہو کہ ان کے پاس جو بھی رسول آیا، اس کا مذاق ہی اڑاتے رہے تھے۔ مزید کہتے ہیں: ''ان پر تا قیام قیامت پشیمانگی ہے۔'' (الدر المنثور:55،54/7)(ابن ابی حاتم:3193/10)

﴿اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾

''کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ کتنی ہی قومیں ہم نے اُن سے پہلے ہلاک کر دیں؟ یقیناً وہ اُن کی طرف پلٹ کر نہیں آئے'' (31)

سوال: انہوں نے گزشتہ قوموں کی ہلاکت سے عبرت نہیں پکڑی، اس کی وضاحت ﴿اَلَمْ... يَرْجِعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَمْ يَرَوْا﴾ ''کیا انہوں نے نہیں دیکھا'' کیا اہل مکہ نے نہیں دیکھا۔

(2) ﴿كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ﴾ ''کہ کتنی ہی قومیں ہم نے اُن سے پہلے ہلاک کر دیں؟'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انہوں نے انبیاء ورسل کی تکذیب کرنے والی گزشتہ قوموں کو دیکھ کر عبرت نہیں پکڑی، جن کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر ڈالا، ان پر عذاب کا کوڑا برسایا اور وہ سب ہلاک اور برباد ہو گئیں۔ (تفسیر سعدی:2243/3)

(3) یعنی کیا انہوں نے قوم نوح، عاد، ثمود اور اصحاب مدین کی تباہی کو نہیں دیکھا۔

(4) ﴿اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾ ''یقیناً وہ اُن کی طرف پلٹ کر نہیں آئے'' وہ دنیا میں بار بار لوٹ کر آنے کی تمنا کریں گے مگر واپس نہیں بھیجے جائیں گے۔

(5) دنیا میں تو جہالت کی وجہ سے گمان کرتے تھے۔ ﴿اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



﴿بِمَبْعُوْثِيْنَ﴾ ''نہیں ہے یہ مگر ہماری دنیا کی زندگی، ہم یہیں مرتے اور جیتے ہیں اور ہم ہرگز اُٹھائے جانے والے نہیں ہیں۔'' (المومنون:37)

(6) اللہ تعالیٰ نے اہل مکہ کو رسالت کی تکذیب کی وجہ سے تنبیہ کی ہے کہ جیسے پچھلی قومیں تباہ ہوئیں یہ بھی ہو سکتے ہیں اور وہ دوبارہ لوٹ کر نہیں آئے۔

(7) ایک جانور دوسرے جانور کی موت سے کانپ اُٹھتا ہے اور استطاعت کے مطابق کوشش کرتا ہے کہ بچ جائے لیکن انسان اپنے غرور و تکبر اور لاپرواہی کی وجہ سے دھوکہ کھاتا ہے اور ہلاک ہونے والوں کے راستے پر چلتا ہے۔

ع 2 20 1

﴿وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ﴾

''اور یہ سب ہمارے پاس حاضر کیے جانے والے ہیں'' (32)

سوال: تمام زمانوں کے لوگ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر کیے جانے والے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَاِنْ... مُحْضَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنْ كُلٌّ﴾ ''اور یہ سب'' یعنی ہلاک ہونے والی ساری قومیں، سارے لوگ۔

(2) ﴿لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ﴾ ''ہمارے پاس حاضر کیے جانے والے ہیں'' یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب دینے کے لیے حاضر کیے جائیں گے، مومن نجات پائیں گے اور کافر ہلاک ہو جائیں گے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو تنبیہ کی ہے کہ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور ان سے حساب کتاب لیا جائے گا۔

(4) ﴿وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ ''اور یقیناً آپ کا رب ان سب کو جب (وقت آئے گا) ان کے اعمال کا یقیناً پورا پورا بدلہ دے گا، یقیناً وہ پوری طرح باخبر ہے اُس سے جو وہ کرتے ہیں۔'' (ہود:111)

﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ښ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا

''اور اُن کے لیے ایک نشانی مردہ زمین ہے، ہم نے اُسے زندہ کیا اور ہم نے اُس میں سے اناج نکالا

فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ﴾

تو اُس میں سے وہ کھاتے ہیں'' (33)

سوال: اللہ تعالیٰ کی قدرت اور زندگی بعد موت پر دلیل کی وضاحت ﴿وَاٰيَةٌ... يَاْكُلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جواب:(1)﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمُ﴾ ''اور اُن کے لیے ایک نشانی ہے''یعنی موت کے بعد دوبارہ زندہ اٹھائے جانے،حشر اور حساب کے لیے رب العزت کے حضور کھڑے ہونے اور اعمال کی جزا سزا پر دلیل ہے۔

(2)یعنی اللہ تعالیٰ کے وجود،اس کے کمال قدرت پر دلیل ہے۔

(3)﴿الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ﴾ ''مردہ زمین''جس پر گھاس کا ایک تنکا نہیں ہوتا،جہاں دھول اڑتی ہے۔

(4)﴿اَحْيَيْنٰهَا﴾ ''ہم نے اُسے زندہ کیا''وہاں اللہ تعالیٰ بارش برسا دیتا ہے تو وہ لہلہانے لگتی ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ زمین کے مردہ ہو جانے کے بعد اسے زندہ کرتا ہے۔

(5)﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ﴾ ''وہ مُردہ میں سے زندہ کو نکالتا ہے اور زندہ میں سے مُردہ کو نکالتا ہے اور وہ زمین کو اُس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے اور ایسے ہی تم بھی نکالے جاؤ گے۔''(الروم:19)

(6)﴿وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ﴾ ''اور ہم نے اُس میں سے اناج نکالا تو اُس میں سے وہ کھاتے ہیں'' اللہ تعالیٰ اس زمین سے زرعی اجناس اور نفیس قسم کے عمدہ جوڑے پیدا کرتا ہے جنہیں لوگ اور جانور خوراک کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔اس طرح تمہارے لیے اور تمہارے جانوروں کے لیے رزق پیدا کرتا ہے۔

(7)مردہ زمین کو زندہ کرنا،اس سے اناج اگانا،اللہ تعالیٰ کی توحید،اس کی قدرت اور الوہیت پر دلیل ہے۔(فتح القدیر:462/4)

(8)(i)مردہ زمین میں زندگی کے آثار یعنی زرخیز مٹی کا جمع ہونا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانی ہے۔(ii)مردہ زمین میں پانی،دھوپ،ہوا کا انتظام اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانی ہے۔(iii)مردہ زمین میں اُگنے والے بیج کے اندر نشوونما کی صلاحیت اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانی ہے۔(iv)مردہ زمین کو زندہ کر کے اس سے سبزیاں اور پھل نکالنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانی ہے۔(v)مردہ زمین کے سارے نظام انسان کے بنائے بغیر بنے ہیں۔کسی چیز کو وجود میں لانا اور اس کو قائم رکھنا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانی ہے۔

## ﴿وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ﴾

''اور ہم نے اُس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے اور ہم نے اُس میں کئی چشمے پھاڑ کر جاری کر دیے''(34)

سوال1:اللہ تعالیٰ نے لذیذ پھل پیدا کر کے اپنی مہربانی کا ثبوت دیا ہے،اس کی وضاحت ﴿وَجَعَلْنَا ... مِنَ الْعُيُوْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



جواب:(1)﴿وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيلٍ وَّاَعْنَابٍ﴾ ''اور ہم نے اُس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے'' اللہ تعالیٰ نے مردہ زمین سے تمہارے لیے کھجور اور انگور کے باغات پیدا کیے۔

(2)﴿وَّفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ﴾ ''اور ہم نے اُس میں کئی چشمے پھاڑ کر جاری کر دیے'' اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اسی مردہ زمین میں تمہارے لیے حسب ضرورت دریا جاری کر دیے تاکہ باغ اور کھیتیاں سیراب ہوں اور لوگ ان کے پھل کھائیں۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے مردہ زمین کو زندہ کرنے کے لیے کیا انتظام کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے مردہ زمین سے کھجوروں اور انگوروں کے باغات پیدا کرنے کے لیے پانی کے چشمے جاری کر کے زندگی کا انتظام کر دیا۔

﴿لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ﴾

''تا کہ وہ اُس کے پھلوں میں سے کھائیں، یہ سب اُن کے ہاتھوں نے نہیں بنایا تو کیا وہ شکر نہیں کرتے؟'' (35)

سوال: پھل کھاؤ اور شکر ادا کرو، اس کی وضاحت ﴿لِيَاْكُلُوْا ... يَشْكُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ﴾ ''تا کہ وہ اُس کے پھلوں میں سے کھائیں'' یعنی رب العزت نے جو درخت اگائے کھجور، انگور اور دیگر پھلوں کے درخت، تو اس لیے کہ لوگ انہیں غذا کے طور پر بھی استعمال کریں اور ان سے لذت حاصل کریں۔

(2)﴿وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ﴾ ''یہ سب اُن کے ہاتھوں نے نہیں بنایا'' یعنی اس میں تمہاری صنعت کاری کا، تمہاری محنت اور کوشش کا دخل نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کمال ہے۔

(3) حالانکہ ان پھلوں کو ان کے ہاتھوں نے تخلیق نہیں کیا، ان میں ان کی کوئی صنعت کاری ہے نہ ان کی کسی کاری گری کا عمل دخل، یہ تو اللہ احکم الحاکمین اور خیر الرازقین کی تخلیق کا کمال ہے، نیز ان پھلوں کو ان لوگوں یا کسی اور نے آگ پر نہیں پکایا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان پھلوں کو اس طرح وجود بخشا ہے کہ ان کو آگ پر پکائے جانے کی ضرورت ہی نہیں۔ ان پھلوں کو درختوں سے توڑ کر اسی وقت اور اسی حال میں کھایا جا سکتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2244/3)

(4) یعنی نباتات کو پیدا کرنا انسان کا کام نہیں۔ نباتات اور پھلوں کی پیدائش میں جس قدر عناصر سرگرم عمل ہیں وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اپنے اپنے کام میں لگے رہتے ہیں تب جا کر نباتات وجود میں آتی، بڑھتی، پھلتی پھولتی اور انسانوں اور دوسرے جانداروں کا رزق بنتی ہے اور ما کو موصولہ قرار دیا جائے تو پھر اس کے دو مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



اگرچہ نباتات کو وجود میں لانے والے سارے عناصر اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں۔تاہم اس میں کچھ نہ کچھ کام انسان کا بھی ہوتا ہے۔مثلاً انسان بیج ڈالتا ہے،ہل چلاتا ہے،زمین کی سیرابی اور فصل کی نگہداشت کرتا ہے۔لیکن اگر وہ غور کرے تو انسان کی یہ استعداد بھی اللہ تعالیٰ ہی کا عطیہ ہے۔اور انسان کے اتنا کام کرنے کے بعد بھی نباتات تب ہی اگ سکتی ہے جب پیداوار کے بڑے بڑے وسائل انسان کی اس حقیری کوشش کا ساتھ دیتے ہیں۔لہٰذا اللہ تعالیٰ کا شکر بہرحال واجب ہوا۔(تیسیر القرآن:682/3)

(5)﴿اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ﴾''تو کیا وہ شکر نہیں کرتے؟''رب العزت نے پھل پیدا کر کے مہربانی کا ثبوت دیا ہے،اب تم اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

(6)یعنی اس ہستی کا شکر کیوں نہیں ادا کرتے جس نے انہیں اپنی رحمت اور اپنے فضل وکرم سے غذا بھی دی اور اس میں لذت بھی دی۔

(7)کیا وہ ہستی جس نے بارش برسا کر زمین کو زندہ کیا،اس میں باغات اور کھیتیاں اگائیں،اس میں لذتوں بھرے پھل پیدا کیے جس نے زمین پر چشمے جاری کر دیے،کیا وہ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے؟یقیناً وہ پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ

''پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے اُن میں سے بھی جو زمین اُگاتی ہے اور اُن کے اپنے نفسوں میں سے بھی

وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ﴾

اور اُن میں سے بھی جنہیں وہ نہیں جانتے''(36)

سوال:اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا بنایا ہے،اس کی وضاحت﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ...یَعْلَمُوْنَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا﴾''پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے''پاک ہے وہ ذات جس نے ساری مخلوق کو جوڑا جوڑا بنایا،رب العزت نے فرمایا:﴿وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾''اور ہر چیز سے ہم نے جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے تاکہ تم سبق حاصل کرو۔''(الذاریات:49)

(2)﴿مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ﴾''اُن میں سے بھی جو زمین اُگاتی ہے''یعنی زمین کی بے شمار اصناف جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا،ان کو بھی جوڑا جوڑا بنایا۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(3) ازواج کے کئی معنی ہیں مثلاً اس کا اطلاق نر و مادہ پر بھی ہوتا ہے۔ مرد، عورت کے لئے زوج ہے اور عورت مرد کے لئے۔ اور ان دونوں میں اللہ تعالیٰ نے فطری طور پر ایک دوسرے کے لئے کشش رکھ دی ہے۔ پھر اس زوج کے ایک دوسرے سے ملنے سے آگے مزید تخلیق کا سلسلہ چلتا ہے۔ مثلاً کھجور اور انار کے درخت نر بھی ہوتے ہیں اور مادہ بھی، جب پھل لگنے کا موسم ہوتا ہے تو ہوائیں نر درختوں کا بیج مادہ درختوں میں پھینک دیتی ہیں۔ تو مزید پیدائش عمل میں آتی ہے۔ اور نباتات کی ہر قسم میں یہ نر و مادہ کا سلسلہ موجود ہے خواہ اس کا ابھی تک انسان کو علم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ پھر یہ سلسلہ جمادات حتیٰ کہ مادہ کے ایک ذرہ کے اندر بھی پایا جاتا ہے۔ اس میں بھی مثبت اور منفی قوتیں موجود ہوتی ہیں۔ جو آپس میں ایک دوسرے کے لئے کشش رکھتی ہیں۔ دوسرے زوج کا لفظ آپس میں مماثلت رکھنے والی چیزوں کے لئے بھی آتا ہے۔ مثلاً ایک جوتا دوسرے جوتے کا زوج ہوتا ہے۔ اور اس معنی میں یہ لفظ قرآن میں بھی موجود ہے جیسے فرمایا: ﴿وَاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ﴾ یعنی اس سے ملتی جلتی دوسری چیزیں اور ازواج کا تیسرا معنی ایک دوسرے کے مخالف اشیاء جیسے دن رات کا زوج اور رات، دن کا، سایہ، دھوپ کا اور دھوپ، سایہ کا یا روشنی، تاریکی کی زوج اور تاریکی، روشنی کی، گویا یہ زوج کا سلسلہ اتنا وسیع ہے جو نباتات اور حیوانات کے علاوہ بھی تمام اشیاء میں پایا جاتا ہے، خواہ تمہیں اس کا علم ہو یا نہ ہو سکے۔ اس آیت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْ﴾ کا لفظ استعمال فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ایک ایسی ذات ہے جو ہر قسم کے زوج سے پاک ہے۔ نہ اس کا کوئی مقابلہ ہے اور نہ مماثل کیونکہ مقابلہ یا مماثلت ان چیزوں میں ہو سکتی ہے جو کسی درجہ میں فی الجملہ اشتراک رکھتی ہوں مگر خالق اور مخلوق کا کسی حقیقت میں اشتراک نہیں ہوتا اور اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ دنیا میں شرک کی جتنی بھی اقسام پائی جاتی ہیں ان میں سے ہر قسم میں اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی نہ کسی کمی، کمزوری، عیب یا نقص کا الزام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سبحان کا لفظ کہہ کر مشرکوں کے ہر قسم کے شرکیہ عقیدہ کی تردید فرما دی۔ (تیسیر القرآن: 3/682، 683)

(4) ﴿وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ "اور اُن کے اپنے نفسوں میں سے بھی" رب العزت نے انسانوں کا جوڑا مرد اور عورت کی صورت میں بنایا اور ان کی تخلیق، ان کی فطرت اور ان کے ظاہری اور باطنی اوصاف میں فرق رکھا۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ "اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی پیدا کی اور اس نے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیے اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتہ داری (کو بگاڑنے) سے بھی ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ سے پورا نگہبان ہے۔" (النساء: 1)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(6)﴿وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور اُن میں سے بھی جنہیں وہ نہیں جانتے'' اور ان مخلوقات کی اصناف کو پیدا کیا جو ہمارے علم کی گرفت سے باہر ہیں اور وہ مخلوقات جو اس کے بعد پیدا ہی نہیں کی گئیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے کہ اس کا کوئی شریک، مددگار، معاون، وزیر، بیوی، یا کوئی بیٹا ہو، وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی صفات کمال اور نعوت جلال میں اس کا ہم سر، مثیل یا کوئی مشابہت کرنے والا ہو یا اسے کوئی اپنے ارادے سے باز رکھ سکے۔ (تفسیر سعدی:2244/3)

﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ﴾

''اور اُن کے لیے ایک نشانی رات ہے، ہم اُس سے دن کو کھینچ لیتے ہیں تو اچانک وہ اندھیرے میں رہ جانے والے ہوتے ہیں'' (37)

سوال: رات اور دن کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی نشانی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاٰيَةٌ ... مُّظْلِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ﴾ ''اور اُن کے لیے ایک نشانی رات ہے'' اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت کی نشانی رات اور دن کا پیدا کرنا ہے۔ رات اندھیرے اور دن روشنی کو لے کر آتا ہے اور ایک دوسرے کے پیچھے باری باری آتے ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۖ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ۗ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۗ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''بلاشبہ تمہارا رب وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر بلند ہوا، وہ رات کو دن پر اوڑھا تا ہے وہ تیزی سے اس کے پیچھے چلا آتا ہے اور سورج، چاند اور ستارے سب اُس کے حکم کے تابع کیے ہوئے ہیں، سن لو! پیدا کرنا اور حکم دینا اُسی کا کام ہے اللہ تعالیٰ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔'' (الاعراف:54)

(2) یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے نفاذ، اس کی قدرت کے کمال، مردوں کو اس کے دوبارہ زندہ کرنے پر ایک دلیل رات ہے۔ (تفسیر سعدی:2245/3)

(3)﴿نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ﴾ ''ہم اُس سے دن کو کھینچ لیتے ہیں'' یعنی جیسے بکرے کی کھال کھینچی جاتی ہے اسی طرح روشنی کو رات کے اوپر سے اتار دیتے ہیں تو اس کی جگہ اندھیرا لے لیتا ہے۔ (تفسیر المراغی:132/8)

(4) اللہ تعالیٰ دن کو تاریکی سے بدل دیتے ہیں جس نے ساری زمین کو روشن کر رکھا تھا۔

(5)﴿فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ﴾ ''تو اچانک وہ اندھیرے میں رہ جانے والے ہوتے ہیں'' اس طرح وہ تاریکیوں میں



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ڈوب جاتے ہیں۔رب العزت اسی طرح تاریکی کو سورج طلوع کر کے دور کر دیتے ہیں اور زمین روشن ہو جاتی ہے۔

(6) رب العزت نے فرمایا:﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ۭ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ (۷۱) قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (۷۲) وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۷۳)﴾ ”آپ فرمائیں کہ کیا تم نے دیکھا اگر اللہ تعالیٰ تم پر قیامت کے دن تک ہمیشہ کے لیے رات طاری کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون معبود ہے جو تمھیں روشنی لا دے؟ تو کیا تم سنتے نہیں ہو؟ آپ فرمائیں کیا تم نے دیکھا اگر اللہ تعالیٰ تم پر قیامت کے دن تک ہمیشہ کے لیے دن ہی کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون معبود ہے جو تمھیں رات لا دے گا جس میں تم سکون حاصل کرو؟ تو کیا تم نہیں دیکھتے؟ اور اُس نے اپنی رحمت سے تمہارے لیے رات اور دن بنائے ہیں تا کہ تم اُس میں سکون حاصل کرو اور تا کہ تم اُس کے فضل میں سے تلاش کرو اور تا کہ تم شکر کرو۔“ (القصص:71-73)

## ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾

”اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے، یہ سب پر غالب، سب کچھ جاننے والے کا اندازہ ہے“ (38)

سوال 1: سورج اپنے ٹھکانے کی طرف رواں دواں ہے، اس کی وضاحت ﴿وَالشَّمْسُ...الْعَلِيْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا﴾ ”اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے“ سورج دائمی طور پر اپنے ٹھکانے کی طرف رواں دواں ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ وہ اس سے تجاوز کرتا ہے نہ کوتاہی اور نہ وہ اپنے آپ پر تصرف کا اختیار رکھتا ہے اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے دم مار سکتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2245/3)

(2) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھ سے سورج غروب ہونے کے وقت پوچھا: ”کیا تم جانتے ہو کہ سورج کہاں جاتا ہے؟“ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے اور پھر (مشرق سے نکلنے کی) اجازت مانگتا ہے، چنانچہ اس کو اجازت دے دی جاتی ہے اور وہ زمانہ قریب ہے کہ جب وہ سجدہ تو کرے گا لیکن اس کا سجدہ قبول نہیں ہوگا اور بعد ازاں جب وہ مشرق سے نکلنے کی اجازت مانگے گا تو اس کو اجازت نہیں دی جائے گی، بلکہ حکم ہوگا کہ جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا۔ چنانچہ وہ مغرب سے طلوع ہوگا اور یہی مطلب



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا:﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾ ''اور سورج اپنے ایک ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے، یہ سب پر غالب سب کچھ جاننے والے کا اندازہ ہے۔'' (بخاری:3199)

(3) اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوئیں: ایک یہ کہ سورج اور اسی طرح دوسرے سیاروں کی گردش محض کشش ثقل اور مرکز گریز قوت کا نتیجہ نہیں بلکہ اجرام فلکی اور ان کے نظام پر اللہ حکیم وخبیر کا زبردست کنٹرول ہے کہ ان میں نہ تو تصادم وتزاحم ہوتا ہے اور نہ ہی ان کی مقررہ گردش میں کمی بیشی ہوتی ہے اور یہ اجرام اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت گردش کر رہے ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ قیامت سے پہلے ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ اس کے بعد نظام کائنات بگڑ جائے گا۔ (تیسیر القرآن:684/3)

(4) ﴿ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾ ''یہ سب پر غالب، سب کچھ جاننے والے کا اندازہ ہے'' یہ کمال غلبہ رکھنے والی ہستی کا اندازہ ہے جس نے سورج جیسی مخلوق کی بہترین تدبیر اور انتظام کیا۔

(5) یہ غالب اللہ تعالیٰ کا اندازہ ہے جس کے کام میں نہ تو کسی کو مخالفت کی جرأت ہے اور نہ مزاحمت کی اور جو ایک ایک حرکت اور سکون سے واقف ہے اور اسی نے سورج کی رفتار مقرر فرمائی ہے اور اسے ایک مقررہ مدت تک باقاعدہ قرینے سے رکھا ہے جس میں نہ اختلاف ہو سکے اور نہ اس کے برعکس ہو سکے۔ رب العزت نے فرمایا:﴿ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ﴾ ''وہ صبح کو پھاڑ نکالنے والا ہے اور اس نے رات کو سکون کا باعث بنایا اور سورج اور چاند کو حساب کا ذریعہ بنایا ہے، یہ سب پر غالب، سب کچھ جاننے والے کا اندازہ ہے۔'' (الانعام:96) (مختصر ابن کثیر:1663/2)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات العزیز اور العلیم کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت العزیز کا شعور سورج کے اپنے ٹھکانے کی طرف چلنے سے دلایا ہے کہ وہ غالب ہستی کی قدرت کی وجہ سے اپنے راستے پر چل رہا ہے، نہ ادھر اُدھر ہوتا ہے، نہ ٹکراتا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے سورج کے پوری صحت کے ساتھ چلنے سے اپنی صفت علیم کا شعور دلایا ہے کہ کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔

## ﴿وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ﴾

''اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر دیں یہاں تک کہ وہ لوٹ کر کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے'' (39)

سوال: چاند کی منزلیں مقرر ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَالْقَمَرَ ... الْقَدِيْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جواب:(1)﴿وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ﴾ ”اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر دیں“ رب العزت نے چاند کی منزلیں مقرر کر دی ہیں، وہ ہر رات ایک منزل میں ہے۔ ابتداء میں چاند بڑا ہوتا ہے پھر وہ ہر منزل میں کم ہوتا رہتا ہے۔

(2)﴿حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ﴾ ”یہاں تک کہ وہ لوٹ کر کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے“ یہاں تک کہ وہ کھجور کی سوکھی شاخ کی طرح چھوٹا ہو جاتا ہے۔

(3) کھجور کی سوکھی شاخ کا حجم آہستہ آہستہ کم ہو جاتا ہے پھر وہ شاخ ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔

(4) سورج اور چاند کی گردش کی وجہ سے (i) لوگ اپنے سالوں، مہینوں اور دنوں کا حساب لگاتے ہیں۔ (ii) سورج اور چاند کی گردش سے عبادات کے اوقات کا تعین کیا جاتا ہے۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ﴾ ”وہ آپ سے نئے چاندوں کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیں وہ لوگوں کے لیے اور حج کے لیے وقت معلوم کرنے کے ذریعے ہیں۔“

(البقرۃ:189)

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾ ”وہی ہے جس نے سورج کو تیز روشنی اور چاند کو نور بنایا ہے اور اس کی منزلیں مقرر کیں تا کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ نہیں پیدا کیا مگر حق کے ساتھ، وہ ان لوگوں کے لیے نشانیاں کھول کر بیان کرتا ہے جو علم رکھتے ہیں۔“ (یونس:5)

﴿لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ

”نہ ہی سورج کے لائق ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ ہی رات دن سے پہلے آنے والی ہے

وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ﴾

اور سب ایک ایک مدار میں تیر رہے ہیں“ (40)

سوال: سورج اور چاند ایک دوسرے کو نہیں پکڑ سکتے، اس کی وضاحت ﴿لَا الشَّمْسُ ۔۔۔ يَسْبَحُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ﴾ ”نہ ہی سورج کے لائق ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے“



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



سورج اللہ تعالیٰ کا غلام ہے۔اس کی قدرت،اس کی مجال نہیں کہ چاند کو جا پکڑے۔سورج کی ایک حد ہے جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتا،نہ اس حد میں وہ کمی کرتا ہے۔سورج رات کے وقت نہیں آ سکتا۔

(2) ﴿وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ﴾ ''اور نہ ہی رات دن سے پہلے آنے والی ہے'' رات کی یہ مجال نہیں کہ وہ دن کے وقت آ جائے۔

(3) اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق ہے۔اُس نے ستاروں اور سیاروں کے درمیان فاصلے رکھے ہیں تاکہ انہیں ٹکرانے سے بچایا جا سکے۔سورج اور سارے سیارے ایک نظام میں بندھے ہوئے ہیں۔ان کو باندھنے والا رب ہی قدرت والا ہے۔

(4) ﴿وَكُلٌّ﴾ ''اور سب'' یعنی سورج اور چاند،رات اور دن،روشنی اور اندھیرا،ہر ایک کے لیے رب العزت نے اندازہ مقرر کر دیا ہے۔کوئی اس حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ہر ایک کے لیے وقت اور حد مقرر ہے۔جب ایک آتا ہے تو دوسرا چلا جاتا ہے۔

(5) ﴿فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ﴾ ''ایک ایک مدار میں تیر رہے ہیں'' یعنی وہ دائمی طور پر اپنے راستے پر آ جا رہے ہیں۔یہ سب کچھ خالق کائنات اور اس کے اوصاف کی عظمت کی ناقابل تردید دلیل اور برہان ہے۔خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت، حکمت اور اس موضوع کے متعلق علم کے اثبات کی دلیل ہے۔(تفسیر سعدی:2246/3)

(6) سیاروں کی گردش سے انسان کو ایک رب کی بے پناہ قدرت کا سبق ملتا ہے۔وہی ایک ہے،سب سے بڑا ہے۔وہی عظیم ہے۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(7) ﴿سَبَّحَ﴾ کے معنی پانی یا ہوا میں نہایت تیز رفتاری سے گزر جانا یا تیرنا اور فلک کے معنی سیاروں کے مدارات یا ان کی گزرگاہیں (Orbits) ہیں۔اس آیت میں پہلے صرف سورج اور چاند کا ذکر فرمایا پھر کل کا لفظ استعمال فرمایا جو جمع کے لیے آتا ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سورج اور چاند کے علاوہ باقی سیارے بھی فضا میں تیزی سے گردش کر رہے ہیں اور چونکہ ہماری زمین بھی ایک سیارہ ہے لہٰذا یہ اب محوِ گردش ہے۔البتہ زمین کی گردش کے متعلق چند مخصوص وجوہ کی بنا پر استثناء ممکن ہے اور زمین کی گردش کے متعلق آج تک چار نظریے بدل چکے ہیں۔(تیسیر القرآن:685,684/3)

(8) رب العزت نے فرمایا: ﴿يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''بلاشبہ تمہارا رب وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر بلند ہوا،وہ رات کو دن پر اوڑھاتا ہے وہ تیزی سے اس کے پیچھے چلا آتا ہے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور سورج، چاند اور ستارے سب اسی کے حکم کے تابع کیے ہوئے ہیں، سن لو! پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کا کام ہے اللہ تعالیٰ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔'' (الاعراف:54)

﴿وَاٰیَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَهُمْ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ﴾

''اور اُن کے لیے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ہم نے اُن کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا'' (41)

سوال: اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی کشتیاں اور جہاز ہیں، اس کی وضاحت، ﴿وَاٰیَةٌ ... الْمَشْحُوْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاٰیَةٌ لَّهُمْ﴾ ''اور اُن کے لیے ایک نشانی یہ بھی ہے'' اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ایک نشانی کشتیاں اور جہاز بھی ہیں جو سمندر میں مال اور مسافر اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر منتقل کرتے ہیں۔ کشتیوں اور جہازوں کے اس عظیم سفر کے لیے رب العزت نے سمندر انسان کے قبضے میں دے دیا۔

(2) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے بڑی نعمت ہے ﴿اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَهُمْ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ﴾ ''کہ ہم نے اُن کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا'' رب العزت نے سیدنا نوح علیہ السلام کی پہلی کشتی میں نسل انسانی میں سے ایمان لانے والوں کو نجات دی تھی، رب العزت نے انہیں طوفان سے بچا لیا تھا اور باقی ساری دنیا ڈبو دی تھی۔

(3) نسل کو سوار کرنے سے مراد باپ دادا کو سوار کرنا ہے جن سے بعد میں آنے والے سارے انسانوں کی نسل چلی۔

(4) بھری ہوئی کشتی میں جانوروں کے جوڑے اور دیگر سامان تھا۔

﴿وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا یَرْكَبُوْنَ﴾

''اور ہم نے اُن کے لیے اس جیسی اور چیزیں پیدا کی ہیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں'' (42)

سوال: رب العزت نے ہر طرح کی سواریاں بنائیں، اس کی وضاحت ﴿وَخَلَقْنَا ... یَرْكَبُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَخَلَقْنَا لَهُمْ﴾ ''اور ہم نے اُن کے لیے پیدا کی ہیں'' یعنی اللہ رب العزت نے ہر طرح کی سواریاں بنائیں۔

(2) ﴿مِّنْ مِّثْلِهٖ﴾ ''اس جیسی اور چیزیں'' یعنی سیدنا نوح علیہ السلام کی کشتی جیسی کشتی بنانا انسان نے سیکھ لیا جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



نے دی تھی۔اس لحاظ سے سیدنا نوح علیہ السلام ہی کشتی یا جہاز کے موجد ہیں اور یہ مراد بھی لی جاسکتی ہے کہ کشتی جیسی کوئی اور چیز یا چیزیں بھی پیدا کیں اور اس سے مراد وہ تمام سواریاں لی جاسکتی ہیں جو سمندر یا خشکی یا فضا میں چلتی ہیں اور انسان ان پر سوار ہوتا ہے۔(تیسیر القرآن:685/3)

(3) یعنی پہلے دور میں سواریوں کے لیے جانور تخلیق کیے جیسے اُونٹ اور بعد کے زمانے کے لیے اس کشتی جیسی اور سواریاں بھی ایجاد ہوں گی جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی عظیم نشانیاں ہوں گی،اللہ تعالیٰ نے ان سواریوں کی صنعت کی تعلیم دی۔

﴿وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ﴾

''اور اگر ہم چاہیں تو اُنہیں غرق کردیں پھر نہ ہی ان کا کوئی فریادرس ہوگا اور نہ ہی وہ بچائے جائیں گے'' (43)

سوال: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بچانے والا نہیں،اس کی وضاحت ﴿وَاِنْ...يُنْقَذُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ﴾ ''اور اگر ہم چاہیں تو اُنہیں غرق کردیں پھر نہ ہی ان کا کوئی فریادرس ہوگا'' یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ہستی نہیں جو مصیبت میں مبتلا شخص کی مدد کرسکے۔

(2) گہرے سمندر میں کشتی کی حیثیت ایسی ہوتی ہے جیسے طوفان میں ایک تنکے کی۔گہرے سمندر میں کشتی خواہ کتنی ہی بھاری ہو،سائنسی اُصولوں کے مطابق بنی ہو،انسانی تدبیر کشتی کو سمندر میں ڈوبنے سے نہیں بچاسکتی۔کوئی ڈوبتی کشتی کے لیے فریادرس نہیں ہوتا کہ وہ بچائے جاسکیں۔

(3)﴿وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ﴾ ''اور نہ ہی وہ بچائے جائیں گے'' یعنی جو مصیبت میں مبتلا کو بچاسکے۔

(4) یعنی اگر اللہ تعالیٰ کشتی والوں کو ڈبودے تو کوئی بچانے والا،کوئی فریادرس نہ ہو۔

﴿اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ﴾

''مگر یہ ہماری طرف سے رحمت ہے اور ایک خاص وقت تک فائدہ دینا ہے'' (44)

سوال1: اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مقررہ وقت تک فائدہ اٹھانے دیتے ہیں،اس کی وضاحت ﴿اِلَّا رَحْمَةً...حِيْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا﴾ ''مگر یہ ہماری طرف سے رحمت ہے'' رب العزت نے فرمایا یہ ہماری رحمت ہے کہ غرق ہونے والوں کو نجات دیتے ہیں۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(2)﴿وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ﴾ ''اور ایک خاص وقت تک فائدہ دینا ہے'' یعنی غرق ہونے کے بعد جب وہ بچا لیتا ہے تو اپنے مقررہ وقت تک فائدہ اُٹھانے کی مہلت دیتا ہے۔

(3) یعنی اللہ تعالیٰ خشکی اور تری میں بحفاظت چلاتا ہے اور اپنے مقررہ وقت تک سلامت رکھتا ہے تاکہ لوگ معین وقت تک فائدہ اُٹھالیں۔

(4) اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے انسان کو خاص وقت تک دنیا میں فائدہ اٹھانے کا موقع مل جاتا ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ کی رحمت پر غور وفکر کرنے سے انسان کو کیا فائدہ نصیب ہوتا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ کی رحمت پر غور وفکر کرنے کی وجہ سے انسان کو سرکشی چھوڑ کر تواضع اختیار کرنے کا موقع ملتا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے انسان کا اپنے رب سے امید کا رشتہ جُڑ جاتا ہے۔

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾

''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اُس سے بچو جو تمہارے آگے اور تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم پر رحم کیا جائے'' (45)

سوال: اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے لیے تقویٰ اختیار کرنے کی ترغیب دی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا قِيْلَ ... تُرْحَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ﴾ ''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اُس سے بچو جو تمہارے آگے اور تمہارے پیچھے ہے'' یعنی جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت کے لیے تقویٰ اختیار کرنے کی رغبت دلائی کہ پچھلے گناہوں سے بچو، پچھلے گناہوں سے توبہ کرلو اور آئندہ گناہ کرنے چھوڑ دو تو توقع ہے کہ تم پر رحمت کی جائے گی۔ (2) یعنی برزخ اور قیامت کے احوال اور دنیاوی سزاؤں سے اپنا بچاؤ کرو۔ (تفسیر سعدی: 2248/3)

(3)﴿لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ ''تاکہ تم پر رحم کیا جائے'' یعنی تقویٰ اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے عذاب سے بچا لے گا، تمہیں اپنی عافیت میں رکھے گا۔

(4) تقویٰ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہے اسی لیے رب العزت نے تقویٰ اختیار کرنے کی ترغیب دی۔

﴿وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ﴾

''اور اُن کے پاس اُن کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی نہیں آتی مگر وہ اُس سے منہ ہی موڑنے والے ہوتے ہیں'' (46)



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



سوال1: نشانیاں دیکھ کر وہ منہ موڑ جاتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَمَا تَأْتِيهِمْ ... مُعْرِضِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا تَأْتِيهِمْ مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ﴾ ''اور اُن کے پاس اُن کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی نہیں آتی'' اللہ رب العزت نے اپنی رحمت سے اپنی آیات نازل فرمائیں تاکہ بندے دین و دنیا میں ان سے راہنمائی حاصل کریں لیکن لوگوں کا عجیب حال ہے کہ ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی بھی آجائے جس سے توحید کی حقیقت اور رسالت کی تصدیق ہوتی ہو تو وہ اس پر توجہ ہی نہیں کرتے۔

(2) ﴿إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ﴾ ''مگر وہ اُس سے منہ ہی موڑنے والے ہوتے ہیں'' وہ اس سے منہ موڑ جاتے ہیں اور اسے ٹھکرا دیتے ہیں۔

سوال2: اللہ تعالیٰ کی نشانیاں انسانوں کے اندر کیسی تبدیلی پیدا کرسکتی ہیں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ کی نشانیاں انسان کو جھنجوڑ سکتی ہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ کی نشانیاں انسان کو کائنات کے ساتھ ہم آہنگ کرسکتی ہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے انسان اپنے خالق کو پہچان سکتا ہے۔ اس کی عظمت کی وجہ سے انسان کے دل میں ڈر پیدا ہوسکتا ہے۔

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ

''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اُس میں سے خرچ کرو جنہوں نے کفر کیا اُن لوگوں سے کہتے

مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾

ہیں جو ایمان لائے کہ کیا ہم اُس کو کھلائیں جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود کھلا دیتا؟ نہیں ہو تم مگر کھلی گمراہی میں'' (47)

سوال: اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنے کی عجیب دلیل کی وضاحت ﴿وَإِذَا قِيلَ ... مُّبِينٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ﴾ ''اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تمہیں دیا ہے اُس میں سے خرچ کرو'' یعنی جب ان کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ کرو۔

(2) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ روم کے بادشاہ ہرقل نے جب ابوسفیان سے پوچھا تھا کہ وہ نبی تمہیں کس



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



بات کا حکم دیتے ہیں، تو ابوسفیان نے کہا، وہ ہمیں نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور پاک دامنی کا حکم دیتے ہیں۔ (مسلم:4607)

(3)﴿قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ﴾ ''جنہوں نے کفر کیا اُن لوگوں سے کہتے ہیں جو ایمان لائے کہ کیا ہم اُس کو کھلائیں جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود کھلا دیتا؟'' وہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ بھی مال دار ہوتے، ہم اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کیسے کر سکتے ہیں؟

(4)﴿اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾ ''نہیں ہو تم مگر کھلی گمراہی میں'' یعنی تمہارا یہ کہنا کہ غریبوں، مسکینوں، محتاجوں پر خرچ کرنا سراسر غلطی ہے۔

(5) ایسا جواب وہ لوگ دیتے ہیں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے، جو اللہ تعالیٰ سے اجر پانے کی اُمید نہیں رکھتے۔

(6) ان کا یہ قول ان کی جہالت یا تجاہل پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ مشیت الٰہی کسی نافرمان کی نافرمانی کے لیے ہرگز دلیل نہیں۔ ہر چند کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہو سکتا، تاہم اس نے اپنے بندوں کو اختیار عطا کیا ہے اور انہیں قوت سے نوازا ہے جس کے ذریعے سے وہ اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب کر سکتے ہیں۔ اگر وہ کسی ایسی چیز کو ترک کرتے ہیں جس کی تعمیل کا انہیں حکم دیا گیا ہے تو وہ اپنے اختیار سے ترک کرتے ہیں اور ان پر کوئی جبر نہیں ہوتا۔ (تفسیر سعدی:3/2248، 2249)

## ﴿وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾

''اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو؟'' (48)

سوال: مشرک قیامت کو ناممکن سمجھتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَيَقُوْلُوْنَ ... صٰدِقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَيَقُوْلُوْنَ﴾ ''اور وہ کہتے ہیں'' وہ قیامت کو جھٹلاتے ہوئے عذاب کے لیے جلدی مچاتے ہوئے کہتے ہیں۔

(2)﴿مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ ''کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو؟'' یعنی اگر تم بعث اور آخرت کے آنے کے بارے میں اپنے قول میں سچے ہو۔ (ایسر التفاسیر:1276)

(3) یہ بتاؤ قیامت کب آئے گی؟ لوگ آخرت کی طرف سے بے فکر ہیں۔ اپنی زندگی اور عیش و آرام میں مست رہنا چاہتے ہیں اس لیے غفلت میں ڈوبے ہوئے مذاق اُڑانے کے لیے پوچھتے ہیں کہ سچے ہو تو یہ بتاؤ کہ قیامت کب آئے گی؟ کیونکہ وہ اس وعدے کو سچ نہیں سمجھتے۔

(4)﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۚ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْــَٔـلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''وہ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کا قیام کب ہوگا؟ آپ کہہ دیں: ''یقیناً اس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے اس کے وقت پر اس کے سوااسے کوئی ظاہر نہیں کرے گا، وہ (حادثہ) آسمانوں اور زمین میں بھاری ہے، تم پر وہ اچانک ہی آئے گی۔ وہ آپ سے سوال کرتے ہیں گویا آپ اس کی پوری تحقیق کرنے والے ہیں۔ آپ کہہ دیں: ''بلاشبہ اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔'' (الاعراف:187)

﴿مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ﴾

''نہیں وہ انتظار کرتے مگر ایک ہی چیخ کا جو اُن کو پکڑ لے گی اور وہ جھگڑتے ہی رہ جائیں گے'' (49)

سوال: صوران کو آ پکڑے گا، اس کی وضاحت ﴿مَا يَنْظُرُوْنَ ... يَخِصِّمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ﴾ ''نہیں وہ انتظار کرتے مگر ایک ہی چیخ کا جو اُن کو پکڑ لے گی'' یعنی وہ صرف ایک چیخ، زوردار دھماکے کا انتظار کر رہے ہیں جو انہیں گھبراہٹ میں مبتلا کر دے گا۔

(2) ﴿وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ﴾ ''اور وہ جھگڑتے ہی رہ جائیں گے'' سیدنا قتادہ رحمہ اللہ اس آیت مبارکہ ﴿مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ہمیں بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ عموماً فرمایا کرتے تھے: ''قیامت لوگوں پر اچانک واقع ہو جائے گی۔ لوگوں کی مصروفیت کا یہ عالم ہوگا کہ کوئی شخص اپنے جانور کو پانی پلا رہا ہوگا، کوئی پانی کا حوض صاف کر رہا ہوگا، کوئی شخص دکان میں سامان ترتیب دے رہا ہوگا اور اسی طرح کوئی شخص ناپ تول میں مصروف ہوگا کہ قیامت بپا ہو جائے گی، ان لوگوں کو اتنی بھی مہلت نہیں ملے گی کہ وہ گھر واپس جا سکیں یا ان کو وصیت کر سکیں۔'' (جامع البیان:15/23)

(3) سیدنا ابن زید رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً﴾ کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ﴿صَيْحَةً وَّاحِدَةً﴾ سے مراد ''نفخة واحدة'' ہے یعنی ایک صور۔ (جامع البیان:15/23)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''وہ انتظار نہیں کر رہے مگر قیامت کا کہ اچانک اُن پر آ جائے اور وہ سوچتے بھی نہ ہوں۔'' (الزخرف:66)

(5) یعنی لوگ اپنے معاملات میں جھگڑ رہے ہوں گے۔ بازاروں میں بھی ایسی ہی کیفیت ہوگی کہ ناگہانی طور پر چیخ ان کو پکڑ لے گی اور وہ انہی مقامات (جہاں کھڑے تھے) پر فوت ہو جائیں گے۔ (صفوۃ التفاسیر:15/3)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ تَوۡصِیَۃً وَّلَاۤ اِلٰۤی اَہۡلِہِمۡ یَرۡجِعُوۡنَ﴾

''پھر نہ وہ وصیت کی طاقت رکھیں گے اور نہ ہی اپنے گھر والوں کی طرف لوٹیں گے'' (50)

سوال 1: صور پھونکا جائے گا تو وہ گھروں کو لوٹ نہیں سکیں گے، اس کی وضاحت ﴿فَلَا ... یَرۡجِعُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ تَوۡصِیَۃً﴾ ''پھر نہ وہ وصیت کی طاقت رکھیں گے'' اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا ہے کہ جب صور پھونکا جائے گا تو یہ مشرکین اتنی ہمت نہیں کرسکیں گے کہ اپنے اموال میں سے کسی شخص کے لیے وصیت کر جائیں۔ (جامع البیان: 16/23)

(2) ﴿وَّلَاۤ اِلٰۤی اَہۡلِہِمۡ یَرۡجِعُوۡنَ﴾ ''اور نہ ہی اپنے گھر والوں کی طرف لوٹیں گے'' اس سے مراد ہے کہ جو شخص گھر سے باہر ہوگا وہ گھر نہیں آسکے گا اس لیے کہ اسے اتنی مہلت نہیں دی جائے گی بلکہ یہ لوگ بہت جلد اجل کے منہ میں چلے جائیں گے۔ (جامع البیان: 16/23)

(3) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت (اتنی اچانک) قائم ہوجائے گی کہ کوئی شخص اونٹنی (کا دودھ) دوہ رہا ہوگا (اور بعدازاں دودھ کا) برتن اس کے منہ تک نہ پہنچا ہوگا کہ قیامت آجائے گی۔ اسی طرح دو آدمی کپڑے کی خرید وفروخت کر رہے ہوں گے اور وہ ابھی خرید وفروخت کر ہی رہے ہوں گے کہ قیامت آجائے گی اور کوئی شخص اپنا حوض درست کر کے لوٹا نہیں ہوگا کہ قیامت آجائے گی۔'' (مسلم: 7413)

(4) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے نہ نکلے گا۔ جب سورج مغرب سے نکلے گا اور لوگ دیکھ لیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے، یہی وہ وقت ہوگا جب کسی کے لیے ایمان نفع نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہوگا یا جس نے ایمان کے بعد عمل خیر نہ کیا ہو۔ پس قیامت آجائے گی اور دو آدمی کپڑا درمیان میں (خرید وفروخت کے لیے) پھیلائے ہوئے ہوں گے۔ ابھی خرید وفروخت بھی نہیں ہوچکی ہوگی اور نہ انہوں نے اسے لپیٹا ہی ہوگا (کہ قیامت قائم ہوجائے گی) اور قیامت اس حال میں قائم ہوجائے گی کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر آرہا ہوگا اور اسے پی بھی نہیں سکے گا اور قیامت اس حال میں قائم ہوجائے گی کہ ایک شخص اپنا حوض تیار کر رہا ہوگا اور اس کا پانی بھی نہ پی پائے گا۔ قیامت اس حال میں قائم ہوجائے گی کہ ایک شخص اپنا لقمہ اپنے منہ کی طرف اٹھائے گا اور اسے کھانے بھی نہ پایا ہوگا۔'' (بخاری: 6506)



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ﴾

''اور صور میں پھونکا جائے گا سو یکا یک وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف تیزی سے دوڑ پڑیں گے'' (51)

سوال: زندگی بعد موت کے صور کے بعد حالات کیسے بدل جائیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَنُفِخَ ... يَنْسِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ﴾ ''اور صور میں پھونکا جائے گا'' یعنی جب سیدنا اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے۔

(2) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک دیہاتی نے سوال کیا: یارسول اللہ ﷺ! صور کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ ایک سینگ ہے جس میں پھونک ماری جائے گی۔'' (ترمذی:3244)

(3) ﴿فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ﴾ ''سو یکا یک وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف تیزی سے دوڑ پڑیں گے'' یہ دوسری بار صور پھونکنے کی آواز ہوگی جو مردوں کے قبروں سے زندہ ہو کر اٹھنے کے لیے ہوگی۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۭ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ﴾ ''جس دن ان پر سے زمین پھٹ جائے گی اور لوگ (نکل کر) تیزی سے دوڑ رہے ہوں گے، یہ حشر ہم پر بہت ہی آسان ہے۔'' (ق:44)

(5) ﴿خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ (۷) مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ (۸)﴾ ''ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی، وہ اپنی قبروں سے ایسے نکلیں گے گویا وہ منتشر ٹڈیاں ہوں۔ گردن اٹھا کر پکارنے والے کی طرف دوڑنے والے ہوں گے، کافر کہیں گے: ''یہ تو بڑا مشکل دن ہے۔'' (القمر:7،8)

(6) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں کیسے چین سے رہ سکتا ہوں جب کہ صور پھونکنے والا صور کو منہ سے لگائے ہوئے اپنا رخ اسی کی طرف کئے ہوئے ہے، اسی کی طرف کان لگائے ہوئے ہے، انتظار میں ہے کہ اسے صور پھونکنے کا حکم دیا جائے تو وہ فوراً صور پھونک دے'' مسلمانوں نے کہا: ہم (ایسے موقعوں پر) کیا کہیں اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: کہو: ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، تَوَكَّلْنَا عَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا﴾ ''ہمیں اللہ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے، ہم نے اپنے رب اللہ پر بھروسہ کر رکھا ہے۔'' (ترمذی:3243)

﴿قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ

''وہ کہیں گے: ''ہائے ہماری بدبختی! کس نے ہمیں ہماری قبروں سے اُٹھایا؟'' یہ وہی ہے جس کا رحمان نے وعدہ کیا تھا

سکتہ



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



﴿الْمُرْسَلُوْنَ﴾

اور رسولوں نے سچ کہا تھا'' (52)

سوال: رسولوں کو جھٹلانے والے حسرت اور ندامت کا اظہار کیسے کریں گے، اس کی وضاحت ﴿قَالُوْا... الْمُرْسَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا﴾ ''وہ کہیں گے: ''ہائے ہماری بدبختی! کس نے ہمیں ہماری قبروں سے اُٹھایا؟'' رسولوں کو جھٹلانے والے حسرت اور ندامت سے کہیں گے۔ ہمیں ہماری قبروں سے کس نے اٹھا کھڑا کیا۔

(2) ﴿هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ﴾ ''یہ وہی ہے جس کا رحمان نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا'' مومن جواب دیں گے کہ یہی قیامت کا دن ہے جس کا وعدہ مہربان رب نے اور اس کے رسولوں نے کیا تھا۔

(3) ﴿يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ﴾ ''جس دن یہ اپنی قبروں سے تیز دوڑتے ہوئے نکلیں گے گویا کہ وہ کسی گاڑے ہوئے نشان کی طرف دوڑے جا رہے ہیں۔'' (المعارج:43)

(4) اللہ تعالیٰ کی صفت الرحمٰن کا تذکرہ محض قیامت کے وعدے کی خبر دینے کے لیے نہیں ہوگا بلکہ اس دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ایسے مناظر دیکھیں گے جو کبھی حاشیہ خیال سے بھی نہ گزرے ہوں جیسا کہ فرمایا: ﴿وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا﴾ ''اور جس دن آسمان بادل کے ساتھ پھٹ جائے گا اور فرشتے نازل کیے جائیں گے، لگا تار نازل کیا جانا۔'' (الفرقان:25)

(5) ﴿يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا﴾ ''اس دن سب لوگ بلانے والے کے پیچھے چل پڑیں گے، کسی میں کوئی کجی نہ ہوگی اور آوازیں رحمٰن کے لیے دب جائیں گی، چنانچہ آپ سرسراہٹ کے سوا کچھ نہ سنیں گے۔'' (طٰہٰ:108)

﴿اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ﴾

''نہیں ہوگی مگر ایک ہی چیخ تو اچانک وہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کیے ہوئے ہوں گے'' (53)

سوال: ایک چنگھاڑ سے مردے حاضر ہو جائیں گے، اس کی وضاحت ﴿اِنْ... مُحْضَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً﴾ ''نہیں ہوگی مگر ایک ہی چیخ'' قبروں والے مردے ایک چنگھاڑ سے جی اٹھیں گے۔



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ (۱۳) فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ (۱۴)﴾ ''چنانچہ وہ تو بس ایک ڈانٹ ہوگی۔ پھر اچانک وہ ایک کھلے میدان میں ہوں گے۔'' (النازعات: 13،14)

(3) ﴿وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ﴾ ''اور قیامت کا معاملہ پلک جھپکنے جیسا ہے یا وہ اس سے بھی زیادہ قریب ہے'' (النحل: 77)

(4) ﴿فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ﴾ ''تو اچانک وہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کئے ہوئے ہوں گے'' یعنی صرف ایک ڈانٹ سے اول و آخر، جن اور انسان سب حاضر ہو جائیں گے۔

(5) اس حاضری کے بعد ان کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔

﴿فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

''چنانچہ آج کے دن کسی پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا اور تمہیں نہیں بدلہ دیا جائے گا سوائے اس کے جو تم عمل کیا کرتے تھے'' (54)

سوال: ہر ایک کو اس کے عمل کی جزا دی جائے گی، اس کی وضاحت ﴿فَالْيَوْمَ ... تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا﴾ ''چنانچہ آج کے دن کسی پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا'' یعنی کسی کا کوئی نیک عمل کم نہیں کیا جائے گا، نہ کسی کی برائیوں میں اضافہ کیا جائے گا۔

(2) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا ہے۔'' (مسلم: 6572)

(3) ﴿وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور تمہیں نہیں بدلہ دیا جائے گا سوائے اس کے جو تم عمل کیا کرتے تھے'' ہر کسی کو اس کے اعمال کی جزا دی جائے گی، جس نے کوئی برائی یا بھلائی کی ہوگی اسے اس کی جزا سزا ملے گی۔

﴿اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ﴾

''یقیناً آج اہلِ جنت اپنے شغل میں خوش ہیں'' (55)

سوال: جنت والے سدا بہار باغوں میں بسائے جائیں گے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ اَصْحٰبَ ... فٰكِهُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) رب العزت نے اعمال کی جزا کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے اہل جنت کے بارے میں فرمایا: ﴿اِنَّ اَصْحٰبَ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



الْجَنَّةِ﴾ ''یقیناً آج اہلِ جنت'' جنت والے سدا بہار باغوں میں بسائے جائیں گے۔

(2)﴿الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ﴾ ''اپنے شغل میں خوش ہیں'' اہل جنت ایسے مشاغل میں ہوں گے جس سے ان کے نفس اور ان کی آنکھیں لذت حاصل کریں گے۔ وہ لذتوں میں اس قدر خوش و خرم ہوں گے کہ ہر چیز سے بے نیاز ہو جائیں گے۔

(3) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(قیامت کے روز) ایک پکارنے والا (فرشتہ جنتی لوگوں کو) پکار کر کہے گا تم لوگ ہمیشہ صحت مند رہو گے کبھی بیمار نہیں ہو گے، ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی موت نہیں آئے گی، ہمیشہ جوان رہو گے کبھی تم پر بڑھاپا نہیں آئے گا اور ہمیشہ مزے کرو گے کبھی رنجیدہ نہیں ہو گے۔'' (مسلم:7157)

﴿هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ﴾

''وہ اور اُن کی بیویاں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے گھنے سایوں میں ہوں گے'' (56)

سوال 1: جنتی کمال راحت، اطمینان اور لذت میں ہوں گے، اس کی وضاحت ﴿هُمْ ... مُتَّكِـُٔوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ﴾ ''وہ اور اُن کی بیویاں'' یعنی اہل جنت اور ان کی پاکیزہ، خوب صورت اور خوب سیرت بیویاں۔ (2)﴿فِيْ ظِلٰلٍ﴾ ''گھنے سایوں میں ہوں گے'' جنت کے درختوں کی گھنی چھاؤں میں ہوں گے۔

(3)﴿عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ﴾ ''تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے'' وہ خوبصورت مسہریوں اور مسندوں پر بے فکری سے آرام کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے۔ (4) مسند پر تکیہ لگانا کمال راحت، اطمینان اور لذت کی دلیل ہے۔

(5)﴿فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا (۱۱) وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا (۱۲) مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا (۱۳) وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا (۱۴)﴾ ''چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُس دن کی مصیبت سے اُنہیں بچا یا اور اُنہیں تازگی اور خوشی عطا فرمائی ہے اور اس کی وجہ سے جو اُنہوں نے صبر کیا بدلے میں اُنہیں جنت اور ریشم دیا وہاں وہ تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے، نہ اُس میں وہ شدید دھوپ دیکھیں گے اور نہ ہی یخ سردی۔ اور جنت کے سائے اُن پر جھکے ہوں گے۔ اور اُس کے خوشے اُن کے بالکل تابع کر دیے جائیں گے، خوب تابع کیا جانا۔'' (الدھر:11-14)

﴿لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ﴾

''اُس میں ان کے لیے لذیذ پھل ہوں گے اور اُن کے لیے وہ سب کچھ ہوگا جو وہ طلب کریں گے'' (57)



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



سوال: جنتی تازہ پھل اور جو چاہیں گے پائیں گے، اس کی وضاحت ﴿لَهُمْ ... يَدَّعُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ﴾ ''اُس میں ان کے لیے لذیذ پھل ہوں گے'' جنت میں ان کے لیے ہر قسم کے لذیذ اور تازہ پھل تیار رہیں گے مثلاً انار، انگور وغیرہ۔

(2) ﴿وَلَهُمْ مَّا يَدَّعُونَ﴾ ''اور اُن کے لیے وہ سب کچھ ہوگا جو وہ طلب کریں گے'' جنت میں وہ جو چاہیں گے، جس کی تمنا ہوگی، جس کی خواہش کریں گے پالیں گے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ﴾ ''اور اُس میں ہر وہ چیز ہوگی جس کی دل خواہش کریں گے اور آنکھیں لذت پائیں گی۔'' (الزخرف:71)

(3) سیدنا ابوسعید خدری اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: یقیناً تمہارے لیے یہ (انعام بھی) ہے کہ تم ہمیشہ صحت مند رہو گے، کبھی بیمار نہ پڑو گے، اور یہ بھی تمہارے لیے ہے کہ زندہ رہو گے، کبھی موت کا شکار نہیں ہو گے، اور یہ بھی تمہارے لیے ہے کہ جوان رہو گے، کبھی بوڑھے نہ ہو گے، اور یہ بھی تمہارے لیے ہے کہ ہمیشہ ناز و نعم میں رہو گے، کبھی زحمت نہ دیکھو گے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور انہیں ندا دے کر کہا جائے گا کہ یہی تمہاری جنت ہے جس کے تم ان اعمال کی وجہ سے جو تم کرتے رہے وارث بنا دیے گئے ہو۔'' (مسلم:7157)

(4) فرشتے ایمان والوں کو جنت کی بشارت دیتے ہوئے کہتے ہیں جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ (۳۰) نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ (۳۱) نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ (۳۲)﴾ ''یقیناً جن لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے پھر وہ ثابت قدم رہے، اُن پر فرشتے اُترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اُس جنت کی بشارت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی اور تمہارے لیے وہ ہے جو تمہارے دل چاہیں گے اور تمہارے لیے اُس میں وہ کچھ ہے جو تم طلب کرو گے۔ بے حد بخشنے والے بے حد رحم والے کی جناب سے مہمان نوازی کے طور پر۔'' (حم السجدۃ:30-32)

## ﴿سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبٍّ رَحِيمٍ﴾

''رب رحیم کی طرف سے سلام کہا جائے گا'' (58)

سوال: جنت والوں کے لیے رب رحیم کے سلام کی وضاحت ﴿سَلَامٌ ... رَحِيمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



جواب: (1) ﴿سَلٰمٌ﴾ ''سلام'' اہل جنت کی عزت اور لذت کا اس وقت کیا حال ہوگا جس وقت انہیں سلام کیا جائے گا۔

(2) ﴿قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ﴾ ''رب رحیم کی طرف سے کہا جائے گا'' مہربان رب اہل جنت کو سلام فرمائے گا اور ان سے کلام کرے گا۔

(3) مقاتل رحمہ اللہ نے کہا: جنت کے ہر دروازہ سے ملائکہ یہ کہتے ہوئے داخل ہوں گے اے اہل جنت تم پر تمہارے رب رحیم کی طرف سے سلامتی ہے دوامی سلامتی ہے۔ (تفسیر الوسیط: 517/3)

(4) ﴿قَوْلًا﴾ کے ذریعے سے مؤکد کیا اور جب رب رحیم کی طرف سے ان کو سلام بھیجا جائے گا تو انہیں ہر لحاظ سے مکمل سلامتی حاصل ہوگی۔ انہیں سلام کہا جائے گا جس سے بڑھ کر کوئی سلام نہیں اور اس جیسی کوئی نعمت نہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے بادشاہوں کے بادشاہ، رب عظیم اور رؤف رحیم کی طرف سے اکرام وتکریم کے گھر میں رہنے والے ان لوگوں کو بھیجا گیا سلام کیسا ہوگا، جن پر اس کی رضا سایہ کناں اور جن سے ناراضی ہمیشہ کے لیے دور ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے موت مقدر کی ہوتی یا فرحت وسرور کی وجہ سے حرکت قلب کا بند ہو جانا مقرر کیا ہوتا تو وہ خوشی سے ضرور مر جاتے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں ان نعمتوں سے محروم نہیں کرے گا اور ہمیں اپنے چہرہ اقدس کا دیدار کرائے گا۔ (تفسیر سعدی: 2251/3) یا ارحم الراحمین ہمیں نعمت عظمیٰ عطا فرمانا۔

## ﴿وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ﴾

''اور اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ'' (59)

سوال: قیامت کے دن کافر مسلمانوں سے دور کر دیے جائیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَامْتَازُوا ۔۔۔ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَامْتَازُوا الْيَوْمَ﴾ ''اور آج تم الگ ہو جاؤ'' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حکم دیں گے الگ ہو جاؤ، دور ہو جاؤ۔

(2) ﴿اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ﴾ ''اے مجرمو!'' حکم ہوگا اے مجرمو! مومنوں سے علیحدہ ہو جاؤ اور اپنے ٹھکانے دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ اس کے بعد کبھی ایمان والوں کے ساتھ تم اکٹھے نہیں ہو سکو گے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ﴾ ''اور جس دن قیامت قائم ہوگی اُس دن لوگ جدا جدا ہو جائیں گے۔'' (الروم: 14)

(4) ﴿وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



بَيۡنَهُمۡ﴾ ''اور جس دن ہم اُن سب کو جمع کریں گے پھر ہم اُن لوگوں سے کہیں گے کہ جنہوں نے شریک بنائے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ رہو پھر ہم اُن کے درمیان علیحدگی کر دیں گے۔'' (یونس:28)

﴿اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ يٰبَنِيۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ‌ۚ اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ﴾

''اے آدم کی اولاد! کیا میں نے تمہیں تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرو یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے'' (60)

سوال 1: کافروں کی ندامت کے لیے اللہ تعالیٰ کی ڈانٹ کی وضاحت ﴿اَلَمۡ ... مُّبِيۡنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ﴾ ''کیا میں نے تمہیں تاکید نہیں کی تھی'' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کافروں سے کہے گا کیا میں نے تمہیں وصیت نہیں کی تھی، رسولوں کے ذریعے تمہیں حکم نہیں دیا تھا۔

(2) ﴿يٰبَنِيۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ﴾ ''اے آدم کی اولاد! کہ شیطان کی عبادت نہ کرو'' اللہ تعالیٰ جہنم میں جانے سے پہلے کافروں کو قائل کریں گے کہ اے آدم کے بچو! کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا یعنی اس کی اطاعت، اس کی پیروی نہ کرنا۔

(3) ﴿اِنَّهٗ لَـكُمۡ عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ﴾ ''یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے'' اس نے وسوسے ڈال کر کتنی کثیر مخلوق کو گمراہ کر دیا۔ کیا میں نے تمہیں تمہارے دشمن سے بچانے کے لیے خبردار نہیں کیا تھا؟ کیا میں نے تمہیں اس کے طریقہ واردات سے آگاہ نہیں کیا تھا؟ کیا پیغمبروں نے شیطان کی عبادت سے نہیں روکا تھا؟ جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو روکا ﴿يٰۤاَبَتِ لَا تَعۡبُدِ الشَّيۡطٰنَ‌ؕ اِنَّ الشَّيۡطٰنَ كَانَ لِلرَّحۡمٰنِ عَصِيًّا﴾ ''اے میرے ابا جان! آپ شیطان کی عبادت نہ کریں، یقیناً شیطان ہمیشہ سے رحمٰن کا بڑا نافرمان ہے۔'' (مریم:44)

(4) حشر کے میدان میں لوگ اعتراف کریں گے: ﴿لَقَدۡ اَضَلَّنِىۡ عَنِ الذِّكۡرِ بَعۡدَ اِذۡ جَآءَنِىۡ‌ؕ وَكَانَ الشَّيۡطٰنُ لِلۡاِنۡسَانِ خَذُوۡلًا﴾ ''بلاشبہ یقیناً اُس نے مجھے اس کے بعد نصیحت سے بہکا دیا جب کہ وہ میرے پاس آ چکی تھی اور انسان کو شیطان ہمیشہ چھوڑ جانے والا ہے۔'' (الفرقان:29)

سوال 2: کیا انسان شیطان کی عبادت کرتے ہیں؟

جواب: (1) انسان براہِ راست شیطان کی عبادت نہیں کرتے مگر جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت کرتا ہے وہ دراصل شیطان کی عبادت کرتا ہے۔ (2) جو لوگ فرشتوں اور قبروں والوں کی عبادت کرتے ہیں، وہ شیطانی ترغیبات سے متاثر ہو کر جھوٹے عقیدے کا شکار ہوتے ہیں اور شیطانوں کی عبادت کرنے لگتے ہیں یعنی ان کی مرضی کے مطابق چلنے لگتے ہیں۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ﴾

''اور یہ کہ تم میری عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے'' (61)

سوال: اللہ تعالیٰ کی عبادت کا راستہ ہی سیدھا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَّاَنِ۔۔۔مُّسْتَقِیْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ﴾ ''اور یہ کہ تم میری عبادت کرو'' رب العزت حشر کے میدان میں کافروں سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے کہ میں نے تمہیں صرف اپنی عبادت کا حکم دیا تھا۔ اپنی توحید اور اپنی اطاعت کا حکم دیا تھا اور یہ کہ میری نافرمانی نہ کرنا۔

(2) ﴿هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ﴾ ''یہی سیدھا راستہ ہے'' میری عبادت سیدھا راستہ ہے۔ یعنی شیطان کی عبادت چھوڑنے اور رحمٰن کی اطاعت کرنے کا راستہ ہی سیدھا دار السلام تک پہنچاتا ہے مگر تم نے سیدھے راستے کو چھوڑ کر شیطان کا راستہ اختیار کر لیا۔

﴿وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِیْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ﴾

''اور بلاشبہ یقیناً وہ تم میں سے ایک کثیر مخلوق کو گمراہ کر چکا تو کیا تم سمجھتے نہیں تھے؟'' (62)

سوال: شیطان نے بہت سی مخلوق کو گمراہ کر دیا، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ۔۔۔تَعْقِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِیْرًا﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً وہ تم میں سے ایک کثیر مخلوق کو گمراہ کر چکا'' رب العزت قیامت کے دن فرمائیں گے شیطان نے اپنے وسوسوں سے، تزئین اعمال سے بہت سی مخلوق کو گمراہ کر دیا۔

(2) تم نے میرے ساتھ کیے گئے عہد کی حفاظت نہ کی، تم نے میری اطاعت نہ کی، تم نے میری مخالفت کی اور میری خالص عبادت کو چھوڑ کر شیطان سے دوستی رکھی تو اس نے بہت زیادہ مخلوق کو گمراہ کر دیا۔

(3) ﴿اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ﴾ ''تو کیا تم سمجھتے نہیں تھے؟'' یعنی اے شرک کرنے والو اس وقت تمہارے پاس عقل نہیں تھی جب تم نے شیطان کی اطاعت کر کے غیر اللہ کو معبود بنایا تھا۔ یہ تمہارے لائق نہ تھا کہ تم اپنے اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کی اطاعت کرو اور غیر اللہ کی عبادت کرو۔ (جامع البیان: 25/23)

(4) اگر تمہاری عقل درست ہوتی تو تم اپنے بدترین دشمن کو اپنا سرپرست نہ بناتے۔

(5) کیا تمہارے پاس عقل نہیں تھی کہ تم شیطان کی دشمنی کے بارے میں جانتے اور تم یہ جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



واجب ہے۔(تفسیر قرطبی:36/8)

## ﴿هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾

''یہ جہنم ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا'' (63)

سوال: یہی جہنم ہے جس سے رسول تمہیں ڈراتے تھے،اس کی وضاحت ﴿هٰذِهٖ...تُوْعَدُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿هٰذِهٖ جَهَنَّمُ﴾ ''یہ جہنم ہے'' رب العزت فرمائیں گے تم نے عقل سے کام نہ لیا، اپنے دشمن شیطان کی اطاعت کی، تم نے اپنے مہربان رب کی مخالفت کی، اس کے ساتھ ملاقات کا انکار کیا اور دار الجزا میں آگئے ہو تو دیکھ لو یہی جہنم ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔اپنی آنکھوں سے دیکھو تمہارا پتہ پانی ہو جائے گا۔یہی جہنم ہے۔

(2)﴿الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ﴾ ''جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا'' تمہارے کفر پر، اللہ تعالیٰ کے انکار اور اس کے رسولوں کو جھٹلانے پر تمہیں اس جہنم کی وعید دی جاتی تھی۔جیسا کہ فرمایا:﴿اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ (۴۲) وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِیْنَ (۴۳)﴾ ''بے شک میرے بندوں پر تیرے لیے کوئی غلبہ نہیں ہوگا مگر جو گمراہوں میں سے تیرے پیچھے چلیں گے۔اور بے شک جہنم یقیناً ان سب کے وعدے کی جگہ ہے۔'' (الحجر:42، 43)

(3)﴿قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا﴾ ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جا! پھر ان میں سے جو بھی تیری پیروی کرے گا تم سب کا پورا پورا بدلہ یقیناً جہنم ہی ہے'' (بنی اسرائیل:63)

## ﴿اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ﴾

''آج اس میں داخل ہو جاؤ اس کے بدلے جو تم کفر کیا کرتے تھے'' (64)

سوال: کفر کے بدلے میں جہنم میں داخل ہو جاؤ، اس کی وضاحت ﴿اِصْلَوْهَا...تَكْفُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ﴾ ''آج اس میں داخل ہو جاؤ'' رب العزت حکم دیں گے کہ آج کے دن جہنم جاؤ اور جلو۔

(2)﴿بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ﴾ ''اس کے بدلے جو تم کفر کیا کرتے تھے'' تم اللہ تعالیٰ کی آیات کا، اس کی ملاقات اور رسولوں کی رسالت کا انکار کیا کرتے تھے۔اپنے کفر کے بدلے میں جہنم میں داخل ہو جاؤ۔تمہارے جھٹلانے کی وجہ سے آگ تیار ہے جو جسم کے ہر حصے کو جلائے گی جیسا کہ فرمایا:﴿یَوْمَ یُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا (۱۳) هٰذِهِ النَّارُ الَّتِیْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ (۱۴) اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ (۱۵)﴾ ''جس دن انہیں دھکیلا جائے گا جہنم کی آگ کی طرف،



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



سخت دھکیلا جانا۔ یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے۔ تو کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھتے ہی نہیں؟'' (طور:13-15)

﴿اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا

''آج ہم اُن کے مونھوں پر مہر لگا دیں گے اور اُن کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور اُن کے پاؤں گواہی دیں گے جو

یَكْسِبُوْنَ﴾

بھی وہ کمایا کرتے تھے'' (65)

سوال: قیامت کے دن گویائی سلب کر لی جائے گی، اس کی وضاحت ﴿اَلْیَوْمَ ... یَكْسِبُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلْیَوْمَ﴾ ''آج'' یعنی قیامت کے دن۔

(2) ﴿نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ﴾ ''ہم اُن کے مونھوں پر مہر لگا دیں گے'' جب کافر اور منافق قسمیں کھا کھا کر اپنی بے گناہی کا یقین دلائیں گے تو رب العزت فرمائیں گے آج تو ہم ان کے منہ پر مہر لگا کر انہیں گونگا بنا دیں گے۔ اب یہ انکار نہیں کر سکیں گے۔ اب یہ اس پر قدرت نہیں رکھتے کہ جھٹلا سکیں۔

(3) مہر لگانے کی ضرورت اس لیے پیش آئے گی کہ ابتداء میں مشرکین قیامت کے دن جھوٹ بولیں گے۔

(4) ﴿وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ﴾ ''اور اُن کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے'' ان کے اعضاء ان کی نافرمانیوں اور دنیا میں کیے جانے والے گناہوں کی گواہی دیں گے۔ ہر عضو اپنی اپنی گواہی دے گا۔

(5) اعضاء کو رب العالمین قوت گویائی دے گا جس نے ہر چیز کو قوت گویائی عطا فرمائی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَیْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ وَّ هُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ ''اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے: ''تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی ہے؟'' وہ کہیں گی: ''ہمیں اُسی اللہ تعالیٰ نے گویائی دی ہے جس نے ہر چیز کو گویائی دے دی'' اور اُس نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا اور اُسی کی طرف تم واپس لائے جا رہے ہو۔'' (حم السجدہ:21)

(6) ﴿وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ﴾ ''اور اُن کے پاؤں گواہی دیں گے جو بھی وہ کمایا کرتے تھے'' یعنی دنیا میں جو گناہ کرتے تھے پاؤں بھی خلاف گواہی دے دیں گے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿یَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ ''اس دن جب ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے اپنے ہی خلاف گواہی دیں گے جو کام بھی وہ کیا کرتے تھے۔'' (النور:24)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(7) ہر عضو اپنے جرم کی گواہی دے گا جیسا کہ فرمایا: ﴿حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَیْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ ''یہاں تک کہ جونہی وہ آجائیں گے تو اُن کے کان اور اُن کی آنکھیں اور اُن کی کھالیں ان کے خلاف گواہی دیں گی اس کی جو وہ عمل کیا کرتے تھے۔'' (حم السجدۃ:20)

(8) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمھیں دوپہر کے وقت میں جبکہ کوئی بادل نہ ہو، سورج کے دیکھنے میں کوئی مشقت ہوتی ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمھیں چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں جبکہ بادل نہ ہوں کوئی مشقت ہوتی ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! کہ تم لوگوں کو اپنے رب کو دیکھنے میں کسی قسم کا حجاب نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ جتنا تمھیں سورج اور چاند میں کسی ایک کے دیکھنے میں حجاب ہوتا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے بعد اللہ تعالیٰ بندوں سے ملاقات (یعنی حساب) کرے گا اور فرمائے گا: اے فلاں کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی اور تجھے سردار نہیں بنایا اور تجھے جوڑا نہیں بنایا (یعنی تیری شادی نہیں کی) اور تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہیں کیے اور کیا میں نے تجھے ریاست اور آرام کی حالت میں نہیں چھوڑا اور تو ان سے چوتھائی حصہ لیتا تھا؟ وہ عرض کرے گا: جی ہاں! اے پروردگار۔ اللہ عزوجل فرمائے گا: کیا تو گمان کرتا تھا کہ تو مجھ سے ملاقات کرے گا؟ وہ عرض کرے گا: نہیں۔ پھر اللہ عزوجل فرمائیں گے کہ میں تجھے بھلا دیتا ہوں جس طرح کہ تو نے مجھے بھلا دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ دوسرے سے ملاقات کرے گا اور فرمائے گا: اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی اور تجھے سردار نہیں بنایا اور تجھے جوڑا نہیں بنایا (یعنی تیری شادی نہیں کی) اور تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہیں کیے اور کیا میں نے تجھے ریاست اور آرام کی حالت میں نہیں چھوڑا اور تو ان سے چوتھائی حصہ لیتا تھا؟ وہ عرض کرے گا جی ہاں! اے پروردگار۔ اللہ عزوجل فرمائے گا: کیا تو گمان کرتا تھا کہ تو مجھ سے ملاقات کرے گا؟ وہ عرض کرے گا نہیں۔ پھر اللہ عزوجل فرمائیں گے: میں تجھے بھلا دیتا ہوں جس طرح کہ تو نے مجھے بھلا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ تیسرے سے ملاقات کرے گا اور اللہ تعالیٰ اسے بھی اسی طرح سے فرمائے گا وہ عرض کرے گا اے پروردگار میں تجھ پر اور تیری کتابوں پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا اور میں نے نماز پڑھی اور میں نے روزہ رکھا اور میں نے صدقہ وخیرات کیا۔ اس سے جس قدر ہو سکے گی وہ اپنی نیکی کی تعریف کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تجھے ابھی تیری نیکیوں کا پتہ چل جائے گا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اسے کہا جائے گا کہ ہم ابھی تیرے خلاف گواہ بھیجتے ہیں۔ وہ اپنے دل میں غور وفکر کرے گا کہ کون ہے جو میرے خلاف گواہی دے؟ پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



ران گوشت ہڈیوں سے کہا جائے گا بول۔ تو پھر اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کی گواہی دیتے ہوئے بولیں گی اور یہ سب اس وجہ سے ہوگا کہ کوئی اپنے نفس کی طرف سے کوئی عذر قائم نہ کر سکے اور یہ منافق آدمی ہوگا اور اس پر اللہ تعالیٰ اپنی ناراضی کا اظہار فرمائے گا۔'' (مسلم: 7438)

﴿وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ﴾

''اور اگر ہم چاہیں تو یقیناً اُن کی آنکھوں کو مٹا دیں۔ پھر وہ راستے کی طرف بڑھیں تو وہ کہاں سے دیکھیں گے؟'' (66)

سوال: بینائی سلب کر لی جائے گی تو راستہ کہاں سے دیکھو گے، اس کی وضاحت ﴿وَلَوْ ... يُبْصِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ﴾ ''اور اگر ہم چاہیں تو یقیناً اُن کی آنکھوں کو مٹا دیں'' رب العزت نے فرمایا کہ ہم چاہیں تو بینائی سلب کر لیں۔ کیا پہلے قوت گویائی سلب نہیں کر لی تھی؟

(2) یعنی اگر ہم چاہیں تو انہیں ہدایت سے اندھا کر دیں اور انہیں دلیل کے راستے سے ہی گمراہ کر دیں۔ (جامع البیان: 26/23)

(3) یعنی اگر ہم چاہیں تو انہیں ہدایت کے راستے سے ہٹا کر اندھا بنا دیں۔ ﴿فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ﴾ ''پھر وہ راستے کی طرف بڑھیں'' سیدھے راستے کی طرف بڑھو یہی راستہ جنت تک لے جاتا ہے۔

(4) ﴿فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ﴾ ''تو وہ کہاں سے دیکھیں گے؟'' یعنی ان کی بینائی تو سلب ہو گئی اب دیکھیں گے کہاں سے؟

(5) اندھا کیسے راستے کی ہدایت پا سکتا ہے؟ ایسے ہی گمراہ بھی صراط مستقیم نہیں پا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دیں، دل عطا کیے جو باطن کی آنکھ ہے۔ اب اگر کوئی خود آنکھیں بند کر لے تو راستہ کہاں سے پائے گا؟

﴿وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ﴾ ع 4 17 3

''اور اگر ہم چاہیں تو اُن کی جگہ پر ہی اُن کی صورتیں بدل دیں، پھر نہ وہ آگے چل سکیں گے اور نہ ہی پیچھے پلٹ سکیں گے'' (67)

سوال: اللہ تعالیٰ صورتیں بدل سکتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَلَوْ نَشَآءُ ... يَرْجِعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ﴾ ''اور اگر ہم چاہیں تو اُن کی جگہ پر ہی اُن کی صورتیں بدل دیں'' رب العزت نے اپنی قدرت اور اختیار کی وضاحت فرمائی ہے کہ تم جسے اپنا وجود سمجھتے ہو ہم چاہیں تو صورت بدل دیں۔ (2) یعنی ہم چاہیں تو ان کی حرکت سلب کر لیں۔

(3) ﴿فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا﴾ ''پھر نہ وہ آگے چل سکیں گے'' جب حرکت نہیں ہو گی تو وہ کیسے چل پھر سکتے ہیں۔ آگے کی جانب کیسے جائیں گے اور نہ پیچھے کی طرف جا سکتے ہیں۔



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



(4) ﴿وَّلَا يَرْجِعُوْنَ﴾ ''اور نہ ہی پیچھے پلٹ سکیں گے'' اور نہ آگ سے دور رہنے کے لیے پیچھے لوٹ سکیں گے۔ معنی یہ ہے کہ ان کفار کے لیے عذاب ثابت ہو گیا لہٰذا ان کو ضرور عذاب دیا جائے گا اور اس مقام پر جہنم کے سوا کچھ نہیں جو سامنے ہے اور اس پر بچھے ہوئے پل کو عبور کیے بغیر نجات کا کوئی راستہ نہیں اور اہل ایمان کے سوا اس پل کو کوئی عبور نہیں کر سکے گا۔ اہل ایمان اپنے ایمان کی روشنی میں پل کو عبور کریں گے۔ رہے یہ کفار تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے لیے نجات کا کوئی وعدہ نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کی بینائی کو سلب کر لے اور ان کی حرکت کو باقی رکھے تب اگر یہ راستے کی طرف بڑھیں تو اس تک پہنچ نہیں پائیں گے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی حرکت کو بھی سلب کر لے تب یہ آگے بڑھ سکیں گے نہ پیچھے لوٹ سکیں گے۔ مقصد یہ ہے کہ کفار پل صراط کو عبور کر سکیں گے نہ انہیں جہنم سے نجات حاصل ہو گی۔ (تفسیر سعدی:2254,2253/3)

(5) اللہ تعالیٰ نے یہ اس لیے فرمایا ہے کہ اگر ہم چاہیں تو تمہاری صورتیں بدل ڈالیں پھر تم نہ آگے جا سکو نہ پیچھے پلٹ سکو گے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور کفر چھوڑ دو۔

## ﴿وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ﴾

'' اور جس شخص کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں، ہم اُسے ساخت میں اُلٹ دیتے ہیں تو کیا وہ نہیں سمجھتے؟'' (68)

سوال 1: بوڑھا بچہ بن جاتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَنْ... يَعْقِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ﴾ ''اور جس شخص کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں، ہم اُسے ساخت میں اُلٹ دیتے ہیں'' یعنی انسان کی عمر بڑھتی ہے تو قوت اور جوانی کے بعد وہ کمزور اور بوڑھا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس کا حال بالکل بچے جیسا ہو جاتا ہے۔ اس کا جسم کمزور، عقل میں کمی اور علم سے خالی ہو جاتا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا﴾ ''اور تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کو وفات دے دی جاتی ہے اور تم ہی میں سے کوئی ایسا ہے جسے بدترین عمر کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے تا کہ جاننے کے بعد وہ کچھ بھی نہ جانے۔'' (الحج:5) (تفسیر القاسمی:85/1)

(2) ﴿ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ﴾ ''پھر ہم نے اُس کو لوٹا کر نیچوں سے سب سے نیچا کر دیا۔'' (التین:5)

(3) ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ﴾ ''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں کمزوری سے پیدا کیا، پھر اس کمزوری کے بعد تمہیں قوت دی، پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا بنا دیا، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا، پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔'' (الروم:54)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(4)﴿اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ﴾''تو کیا وہ نہیں سمجھتے؟''یعنی کیا وہ نہیں سمجھتے کہ دنیا کی ہر چیز زوال پذیر ہے۔انسان کی قوتیں بھی زوال پذیر ہیں۔دنیا میں کسی چیز کو بقا نہیں۔انسان کو یہ جان لینا چاہیئے کہ اسے ایک ایسے جہان کی طرف منتقل ہونا ہے جہاں پائیداری اور دوام مل جائے گا۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے کی جھلک دکھا کر انسان کو کس طرف توجہ دلائی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ جس کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں اس کی ساخت کو اُلٹ دیتے ہیں یعنی شکل بوڑھوں والی اور عقل بچوں جیسی ہو جاتی ہے لیکن انسان سبق نہیں لیتا۔وہ یوں ہی سمجھتا ہے کہ میری قوتیں اور طاقتیں لازوال ہیں اور میں جو چاہوں کر سکتا ہوں۔اللہ تعالیٰ نے زندگی کے مراحل سے توجہ دلائی ہے کہ دیکھو تم کیسے رب کے اختیار میں ہو، اس کے باوجود رسولوں کا مذاق اُڑاتے ہو اور حق کو قبول نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ دوبارہ پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ﴾

''اور ہم نے اُس کو شعر نہیں سکھایا اور نہ وہ اُس کے لائق ہے، یہ نہیں ہے مگر ایک نصیحت اور واضح قرآن''(69)

سوال 1: نبی ﷺ شاعر نہیں تھے، اس کی وضاحت ﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ...مُّبِیْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ﴾''اور ہم نے اُس کو شعر نہیں سکھایا''مشرکوں نے نبی ﷺ پر شاعر ہونے کا الزام لگایا تو رب العزت نے فرمایا کہ ہم نے اسے شاعری نہیں سکھائی۔

(2)﴿وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ﴾''اور نہ وہ اُس کے لائق ہے'' نہ شاعری اس کے شایانِ شان ہے۔آپ ﷺ کا رجحان شاعری کی طرف نہیں تھا اور آپ ﷺ کو شعر سے محبت نہیں تھی۔

(3) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''اگر تم میں سے کوئی شخص اپنا پیٹ پیپ سے بھرے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اسے شعر سے بھرے۔''(بخاری:6154)

(4) آپ ﷺ کی اللہ تعالیٰ نے طبیعت ہی ایسی بنائی تھی کہ آپ ﷺ شعر کو موضوع نہیں کر سکتے تھے اور اگر کبھی کوئی دوسرے شاعر کا شعر پڑھتے تو اس کا وزن توڑ دیتے تھے۔سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان اور صفوان اور عیینہ اور اقرع ان سب کو سو سو اونٹ دیئے اور عباس بن مرداس کو کچھ کم دیئے تو عباس نے یہ اشعار کہے۔جو اوپر مذکور ہوئے تب آپ ﷺ نے ان کے سو اونٹ پورے کر دیئے۔ترجمہ اشعار: آپ میرا اور میرے گھوڑے کا حصہ جس کا نام عبید تھا عیینہ اور اقرع کے بیچ میں مقرر فرماتے ہیں حالانکہ عیینہ اور اقرع دونوں مرداس سے یعنی مجھ سے کسی مجمع میں بڑھ نہیں سکتے اور میں ان دونوں سے کچھ کم نہیں ہوں اور آج جس کی بات نیچے ہو گئی وہ پھر اوپر نہ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوئی۔تب آپ ﷺ نے سواونٹ پورے کر دیئے۔ (مسلم:2443)

(5) ﴿اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ﴾ ”یہ نہیں ہے مگر ایک نصیحت اور واضح قرآن“ یعنی یہ چیز جو محمد رسول اللہ ﷺ لے کر آئے ہیں ”ذکر“ ہے۔جس سے عقل مند لوگ تمام دینی مطالب میں راہنمائی حاصل کرتے ہیں، وہ تمام دینی کام کرنے کے حکم اور برے کاموں سے ممانعت کے طور پر انسانی فطرت میں ودیعت کر دیا ہے۔ ﴿وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ﴾ اور واضح قرآن ہے۔یعنی جن امور کی تبیین مطلوب ہے ان سب کو بیان کرتا ہے۔یہاں اس لیے معمول کو حذف کر دیا تاکہ وہ اس حقیقت پر دلالت کرے کہ وہ پورے حق کو اور باطل کے بطلان کو اجمالی اور تفصیلی دلائل کے ذریعے سے بیان کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے رسول ﷺ پر اسی طرح نازل فرمایا۔(تفسیر سعدی:2255/3)

سوال 2: شاعری اور شعراء کے بارے میں اسلام کا موقف واضح کریں؟

جواب: (1) شعراء کے اوصاف کے بارے میں رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ (۲۲۵) وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ (۲۲۶)﴾ ”کیا آپ نہیں دیکھتے کہ یقیناً وہ ہر وادی میں سر مارتے پھرتے ہیں؟ اور یقیناً وہ کہتے ہیں جو وہ کرتے نہیں ہیں۔“ (الشعراء:225،226)

(2) بعض مواقع پر شعر کہنے مسنون ہیں مثلاً مشرکوں کی برائی میں جیسے سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہ جیسے بزرگوں نے شاعری کی۔

(3) وہ اشعار مسنون ہیں جن میں حکمتیں، نصیحتیں اور آداب ہوں۔یہ وصف جاہلیت کے شاعروں میں بھی پایا جاتا تھا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”شعراء کے کلام سے سچا کلمہ لبید کا مصرعہ ہے جو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے سب معدوم وفنا ہونے والا ہے۔“ (بخاری:6147)

(4) امیہ بن ابی الصلت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے اشعار مومن اور دل کافر ہے۔“

(5) کسی شاعر نے آپ ﷺ کے سامنے جو شعر پڑھے آپ ﷺ اس سے لطف اندوز ہوتے رہے اور فرماتے رہے اور سناؤ۔

(6) سیدنا جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ چل رہے تھے کہ آپ ﷺ کو پتھر سے ٹھوکر لگی اور آپ ﷺ گر پڑے، اس سے آپ ﷺ کی انگلی سے خون بہنے لگا، تو آپ ﷺ نے یہ شعر پڑھا:

؎ تو تو ایک انگلی ہے اور کیا ہے تو زخمی ہوگئی کیا ہوا اگر راہ مولیٰ میں تو زخمی ہوگئی (بخاری:6146)

(7) سیدنا ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ان کے یہاں ایک شخص آیا اور ان سے کہنے لگا کہ یا ابو عمارہ! کیا تم نے حنین کی لڑائی میں پیٹھ پھیر لی تھی؟ انہوں نے کہا، میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ اپنی جگہ سے



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



نہیں ہٹے تھے۔ البتہ جو لوگ قوم میں جلد باز تھے، انہوں نے اپنی جلد بازی کا ثبوت دیا تھا، پس قبیلہ ہوازن والوں نے ان پر تیر برسائے۔ سیدنا ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے سفید خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے اور نبی کریم ﷺ فرما رہے تھے: "میں نبی ہوں اس میں بالکل جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔" (بخاری: 431)

(8) سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ خندق کے دن خندق سے مٹی منتقل کر رہے تھے اور آپ کا بطن اطہر گرد و غبار سے اٹا ہوا تھا، آپ گھنے بالوں والے تھے اور آپ مٹی منتقل کرتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اشعار گنگنا رہے تھے: ﴿اللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا، وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا، فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا، إِنَّ الْأُولَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا، وَإِنْ أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا﴾ "اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے، نہ ہم صدقہ دیتے نہ ہم نماز پڑھتے۔ اے اللہ! ہمارے اوپر سکون نازل فرما، اگر دشمن سے ہماری مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھنا۔ مشرکوں نے ہم پر بغاوت کر دی ہے، تاہم جب وہ ہمیں فتنہ میں مبتلا کرنا چاہیں گے تو ہم انکاری ہیں۔ (بخاری: 4106) (مسلم: 4670)

(9) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مہاجر و انصار مدینہ کے ارد گرد خندق کھود رہے تھے اور مٹی منتقل کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ ﴿نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا﴾ ہم ہی وہی ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کی بیعت کی ہے کہ جب تک ہم زندہ ہیں جہاد کرتے رہیں گے، اور نبی ﷺ ان کا (پرجوش انداز میں) یوں جواب دیتے۔ ﴿اللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ﴾ "اے میرے اللہ! زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، انصار و مہاجرین کو معاف کر دے۔" (بخاری: 4100، 4099، مسلم: 4676)

(10) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ کئی بیان جادو ہوتے ہیں اور یقیناً کئی شعر حکمت ہوتے ہیں۔" (ابوداؤد: 5011، ترمذی: 2028)

﴿لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾

"تاکہ وہ ہر اُس شخص کو خبردار کر دے جو زندہ ہو اور انکار کرنے والوں پر بات ثابت ہو جائے" (70)

سوال 1: قرآن سے فائدہ اٹھانے والوں کی وضاحت ﴿لِّيُنْذِرَ ... الْكٰفِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا﴾ "تاکہ وہ ہر اُس شخص کو خبردار کر دے جو زندہ ہو" یعنی یہ قرآن اپنے ڈراووں اور تنبیہات سے اسے فائدہ پہنچائے جس کا دل اور ضمیر زندہ ہو۔ ایسے شخص کے علم، ایمان، عمل اور تقویٰ میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایسے شخص کے دل کے لئے قرآن عمدہ زمین میں بارش کی حیثیت رکھتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿إِنَّمَا تُنْذِرُ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ﴾ ''آپ صرف اُسی شخص کو خبردار کرتے ہیں جس نے نصیحت کی پیروی کی۔'' (یٰس:11)

(2)﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ ''اور آپ ان کو ہرگز نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں'' (فاطر:22)

(3)﴿اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ﴾ ''آپ درحقیقت صرف اُنہی لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے تو یقیناً وہ اپنے ہی لیے پاکیزگی اختیار کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔'' (فاطر:18)

(4)﴿وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ ''اور انکار کرنے والوں پر بات ثابت ہو جائے'' یعنی کافروں پر عذاب کی بات ثابت ہو چکی ہے۔ اس قرآن کے ذریعے کافروں پر حجت قائم ہو جاتی ہے۔

(5) قرآن ایمان والوں کے لئے رحمت اور کافروں کے لئے حجت ہے۔

﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا

''اور کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ یقیناً ہم نے ان کے لیے مویشی پیدا کیے اس میں سے جسے ہمارے ہاتھوں نے بنایا،

فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ﴾

پھر وہ اُن کے مالک ہیں'' (71)

سوال: چوپائے اللہ تعالیٰ نے بنائے اور انسان مالک بن گئے، اس کی وضاحت ﴿اَوَلَمْ ... مٰلِكُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَوَلَمْ يَرَوْا﴾ ''کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا'' رب العزت نے اپنے بندوں کو غور و فکر کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ انہوں نے دیکھا نہیں؟ کیا انہوں نے غور و فکر نہیں کیا؟

(2)﴿اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ﴾ ''یقیناً ہم نے ان کے لیے پیدا کیے'' رب العزت نے فرمایا: کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ہم نے ان کے لیے مویشی پیدا کیے؟

(3)﴿مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا﴾ ''اس میں سے جسے ہمارے ہاتھوں نے بنایا مویشی (پیدا کیے)'' یعنی جن کو ہم نے تخلیق کیا اور بغیر کسی کی شراکت اور واسطے کے بنایا ہے۔

(4)﴿فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ﴾ ''پھر وہ اُن کے مالک ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ نے مویشیوں کو ان کے لیے مسخر کیا، انہیں مالک بنا دیا۔ اب وہ جیسے چاہتے ہیں انہیں استعمال کرتے ہیں۔



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



﴿وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُوْنَ﴾

”اور ہم نے اُنہیں اُن کا تابع بنا دیا سو اُن میں کچھ اُن کی سواریاں ہیں اور اُن میں سے کچھ کو وہ کھاتے ہیں“(72)

سوال: مویشی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَذَلَّلْنٰهَا ... يَأْكُلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ﴾ ”اور ہم نے اُنہیں اُن کا تابع بنا دیا“ مویشی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں انسان کے تابع کر دیا ہے۔

(2)﴿فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ﴾ ”سو اُن میں کچھ اُن کی سواریاں ہیں“ وہ ان جانوروں پر سواری بھی کرتے ہیں اور بوجھ بھی لادتے ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ”اور گھوڑے، خچر اور گدھے تاکہ تم اُن پر سواری کرو اور زینت کے لیے، اور وہ پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے ہو۔“(النحل:8)

(3)﴿وَمِنْهَا يَأْكُلُوْنَ﴾ ”اور اُن میں سے کچھ کو وہ کھاتے ہیں“ ان میں سے بعض جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ﴾ ”اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہارے لیے مویشی بنائے ہیں تاکہ تم اُن میں سے کسی پر سواری کرو اور اُن میں سے کسی کو تم کھاتے ہو۔“(غافر:79)

(4) مویشیوں سے انسان جیسے چاہیں فائدہ اُٹھاتے ہیں وہ انکار نہیں کرتے حتیٰ کہ مویشیوں کے چھوٹے بچے بھی انسانوں کو اُٹھائے پھرتے ہیں اور انسان انہیں ذبح کر کے کھا جاتے ہیں۔

﴿وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ﴾

”اور اُن (جانوروں) میں اُن کے کئی فائدے ہیں اور پینے کی چیزیں بھی تو کیا وہ شکر نہیں کرتے؟“(73)

سوال: مویشیوں کے فوائد کی وضاحت ﴿وَلَهُمْ ... يَشْكُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب (1)﴿وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ﴾ ”اور اُن (جانوروں) میں اُن کے کئی فائدے ہیں“ اللہ تعالیٰ نے مویشیوں میں بہت سے فوائد رکھے ہیں۔ ان میں زینت اور جمال بھی ہے اور دیگر فوائد بھی۔ ان کی ریشم، ان کے بال اور ان کی کھال سے ایک مدت تک فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔

(2)﴿وَمَشَارِبُ﴾ ”اور پینے کی چیزیں بھی“ ان مویشیوں کے دودھ کو وہ پیتے ہیں۔

(3)(i) مویشیوں کے اون اور بالوں سے لباس بنتے ہیں، کارپٹ بنتے ہیں، اونٹ کے بالوں سے کلاسیاں بنتی ہیں۔ (ii) اُن کی چربی سے تیل حاصل ہوتا ہے۔ (iii) یہ کھیتی باڑی کے کام بھی آتے ہیں۔ (iv) یہ وزن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کے کام بھی آتے ہیں۔



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(4)﴿اَفَلَا یَشْکُرُوْنَ﴾ ''تو کیا وہ شکر نہیں کرتے؟'' کیا وہ ان نعمتوں کو ایک اللہ تعالیٰ کی تخلیق نہیں سمجھتے؟ اللہ تعالیٰ ہی نے یہ نعمتیں عطا کی ہیں۔ اس لیے ان کو استعمال کرتے ہوئے غور وفکر کریں اور اس کا شکر ادا کریں۔

﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ یُنْصَرُوْنَ﴾

''اور اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنا رکھے ہیں تا کہ اُن کی مدد کی جائے'' (74)

سوال: انہوں نے غیر اللہ کو روزی کی امید پر معبود بنا لیا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاتَّخَذُوْا ۔۔ یُنْصَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب (1)﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً﴾ ''اور اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنا رکھے ہیں'' انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو معبود بنا لیا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں پانے کے بعد ان کی عبادت کرتے ہیں۔

(2)﴿لَّعَلَّهُمْ یُنْصَرُوْنَ﴾ ''تا کہ اُن کی مدد کی جائے'' وہ ان سے روزی کی اور اللہ تعالیٰ سے قریب کرنے کی امید رکھتے ہیں کہ جھوٹے معبود ان کی مدد کریں گے اور ان کی سفارش کریں گے حالانکہ وہ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔

(3) انسان اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بننے کی بجائے غیر اللہ سے اُمیدیں باندھتے ہیں اور انہیں معبود بناتے ہیں۔

(4) انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں لیکن اُس کے احسانات کا شعور نہیں رکھتے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد نہیں رہتے۔ اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا کھوٹے خداؤں کی طرف لپکتے ہیں۔

﴿لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ﴾

''وہ اُن کی مدد نہیں کر سکتے اور وہ اُن کے لیے حاضر کیے گئے لشکر ہیں'' (75)

سوال: جھوٹے معبود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے اور وہ بھی عذاب میں ڈالے جائیں گے، اس کی وضاحت ﴿لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ۔۔۔ مُّحْضَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب (1)﴿لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَهُمْ﴾ ''وہ اُن کی مدد نہیں کر سکتے'' یعنی جھوٹے معبود اپنی مدد پر قدرت نہیں رکھتے تو ان کی کیا مدد کریں گے۔ کوئی کسی کی مدد تب کر سکتا ہے جب وہ مدد کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور اس کے پاس مدد کرنے کی استطاعت بھی ہو۔ وہ نہ تو استطاعت رکھتے ہیں اور نہ اپنے عبادت گزاروں کی مدد کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

(2)﴿وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ﴾ ''اور وہ اُن کے لیے حاضر کیے گئے لشکر ہیں'' یعنی وہ ان کے حاضر باش لشکر ہوں گے۔ وہ سب عذاب میں ڈالے جائیں گے اور ایک دوسرے سے برأت کا اظہار کریں گے۔ انہوں نے دنیا میں ان خودساختہ معبودوں کی عبادت سے برأت کا اظہار کر کے اپنی عبادت کو اسی ہستی کے لیے خالص کیوں نہیں کیا جس کے ہاتھ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں نفع ونقصان ہے۔عطا کرنا اور محروم کرنا اسی کے اختیار میں ہے اور وہی والی اور مددگار ہے؟ (تفسیر سعدی:2256/3)

﴿فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ﴾

''چنانچہ اُن کی باتیں آپ کو غم زدہ نہ کریں، یقیناً ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں'' (76)

سوال: آپ ﷺ کا دل ان کے غم میں مشغول نہ ہو، اس کی وضاحت ﴿فَلَا يَحْزُنْكَ ... يُعْلِنُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب (1) ﴿فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ﴾ ''چنانچہ اُن کی باتیں آپ کو غم زدہ نہ کریں'' رب العزت نے نبی ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کا دل ان کے غم میں مشغول نہ ہو کہ آپ ﷺ رسول نہیں ہیں اور یہ کہ آپ ﷺ شاعر، جادوگر، کاہن وغیرہ ہیں۔

(2) ﴿إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ﴾ ''یقیناً ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں'' اللہ تعالیٰ ان کے ظاہری وباطنی حالات کا پوری طرح سے علم رکھتا ہے۔ جب قیامت آئے گی اور حساب کتاب ہوگا تو ہم انہیں ان کے کاموں کی سزا دیں گے۔ آپ ﷺ ان کی باتوں پر ان کے حسد، تکبر، عناد پر غم نہ کریں۔ ان کی باتیں آپ ﷺ کو نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔

(3) ﴿قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَٰكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِن نَّبَإِ الْمُرْسَلِينَ ﴿٣٤﴾﴾ ''یقیناً ہم جانتے ہیں کہ بے شک آپ کو یقیناً غم زدہ کرتی ہیں جو وہ کہتے ہیں، تو یقیناً وہ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم اللہ تعالیٰ کی آیات ہی کا انکار کرتے ہیں۔ اور بلاشبہ یقیناً آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا گیا تو انہوں نے اُس پر صبر کیا جو وہ جھٹلائے گئے اور ایذا دیے گئے یہاں تک کہ ان کو ہماری مدد آ گئی اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور بلاشبہ آپ کے پاس یقیناً رسولوں کی کچھ خبریں آ چکی ہیں۔'' (الانعام:34،33)

﴿أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ﴾

''اور کیا انسان نے دیکھا نہیں کہ یقیناً ہم نے اُسے نطفے سے پیدا کیا؟ اچانک وہ کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا ہے'' (77)

سوال 1: زندگی بعد موت کے انکار کی وضاحت ﴿أَوَلَمْ ... مُّبِينٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب (1) ﴿أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ﴾ ''اور کیا انسان نے دیکھا نہیں؟'' کیا زندگی بعد موت کا انکار کرنے والا اور اس میں



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



شک کرنے والا انسان غور نہیں کرتا تاکہ اسے یقین حاصل ہو۔

(2)﴿اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ﴾ ''کہ یقیناً ہم نے اُسے نطفے سے پیدا کیا'' یعنی ہم نے انسان کی تخلیق کی ابتداء نطفے سے کی۔ اپنی پیدائش سے موت کے بعد کی زندگی پر استدلال کیوں نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کسی نمونے کے بغیر ایک حقیر پانی کی بوند سے پیدا کیا۔ کون اس کی قدرت پر انگلی اٹھا سکتا ہے۔ رب العزت نے فرمایا ﴿اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ (۲۰) فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ (۲۱) اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (۲۲)﴾ ''کیا ہم نے تمہیں ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا؟ پھر ہم نے اسے ایک محفوظ جگہ میں رکھا۔ معلوم اندازے تک۔'' (المرسلات:20-22)

(3)﴿اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا﴾ ''ہم نے انسان کو بلاشبہ ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ ہم اسے آزمائیں، سو ہم نے اس کو خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا بنایا۔'' (الدھر:2)

(4)﴿فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ﴾ ''تو اچانک وہ کھلم کھلا جھگڑا کرنے والا ہے'' تو کیا یک وہ صریح جھگڑالو بن بیٹھتا ہے۔ اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے نطفے سے اس کی تخلیق کی ابتدا کی۔ اسے ان دو حالتوں کے تفاوت پر غور کرنا چاہیے اور اسے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ ہستی جو اسے عدم سے وجود میں لائی ہے زیادہ قدرت رکھتی ہے کہ اس کے مرنے اور ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جانے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کرے۔ (تفسیر سعدی:2257/3)

(5) ایک دن نبی ﷺ نے ہتھیلی پر تھوک کر اس پر انگلی رکھ کر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے انسان تو مجھے کہاں ہرا سکتا ہے۔ میں نے تجھے اس جیسے مادے سے پیدا کیا یہاں تک کہ جب میں نے تجھے ٹھیک ٹھاک کر دیا اور درست اور برابر کر دیا تو تو لباس پہن کر اترا اترا کر چلنے لگا اور تو نے مال جوڑنا شروع کر دیا اور حق داروں کی حق تلفی کرنے لگا۔ پھر جب تیرے حلق میں سانس آ کر اٹک گئی تو اب تو نے صدقے کی خواہش کی، اب صدقے کا وقت کہاں؟'' (ابن ماجہ)

﴿وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ

''اور اُس نے ہمارے لیے ایک مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، اس نے کہا کہ اُن ہڈیوں کو کون زندہ کرے

وَهِيَ رَمِيْمٌ﴾

گا حالانکہ وہ بوسیدہ ہوں گی؟'' (78)

سوال: زندگی بعد موت کو قدرت الٰہی سے باہر سمجھنا قابل تعجب ہے، اس کی وضاحت ﴿وَضَرَبَ ... رَمِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جواب (1)﴿وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا﴾ ''اور اُس نے ہمارے لیے ایک مثال بیان کی'' یعنی کسی کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اس قسم کی مثال بیان کرے اور وہ ہے خالق کی قدرت کا مخلوق کی قدرت کے ساتھ قیاس کرنا، نیز یہ قیاس کرنا کہ جو چیز مخلوق کی قدرت سے بعید ہے وہ خالق کی قدرت سے بھی بعید ہے۔ (تفسیر سعدی:2257/3)

(2)﴿وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ﴾ ''اور اپنی پیدائش کو بھول گیا'' یعنی رب العزت نے جسے عدم سے وجود بخشا وہ اپنی پیدائش کو بھول کر اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت پر تعجب کرتا ہے۔ جس نے آسمان اور زمین بنائے وہ بوسیدہ ہڈیوں اور جسموں کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا۔

(3)﴿قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ﴾ ''اس نے کہا کہ اُن ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا حالانکہ وہ بوسیدہ ہوں گی؟'' یعنی وہ کہ مردہ ہڈیوں کو زندہ کرنے پر حیران ہے کہ کون ہے جو ہڈیوں کے بوسیدہ ہو جانے کے بعد انہیں دوبارہ پیدا کرے گا، وہ اپنی ابتدا کو بھول گیا کہ وہ تو کچھ بھی نہیں تھا جب اسے رب نے پیدا کیا۔

﴿قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ﴾

''آپ کہہ دیں کہ انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے اُنہیں پہلی بار پیدا کیا اور وہ ہر طرح کی تخلیق کو خوب جاننے والا ہے'' (79)

سوال: پہلی بار پیدا کرنے والا دوسری بار پیدا کر سکتا ہے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... عَلِيْمُۨ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قُلْ﴾ ''آپ کہہ دیں'' اے نبی ﷺ آپ ﷺ انہیں بتا دیں۔

(2)﴿يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ ''کہ انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے اُنہیں پہلی بار پیدا کیا'' جو رب پہلی بار پیدا کر سکتا ہے وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے کیونکہ دوسری پیدائش آسان ہے۔ دوسری بار پیدا کرنا اس کی قدرت سے باہر نہیں۔

(3)﴿وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ﴾ ''اور وہ ہر طرح کی تخلیق کو خوب جاننے والا ہے'' یہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ عالیہ میں سے دوسری دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم اس کی تمام مخلوقات کا، ان کے تمام احوال کا، تمام اوقات میں احاطہ کیے ہوئے ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ مردوں کے اجسادِ خاکی میں سے کیا چیز کم ہو رہی ہے اور کیا چیز باقی ہے۔ وہ غائب اور شاہد ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم علم کا اقرار کر لیتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تو مردوں کو ان کی قبروں سے دوبارہ زندہ کرنے سے زیادہ عظیم اور زیادہ جلیل ہے۔ (تفسیر سعدی:2258,2257/3)

﴿الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ﴾

''جس نے تمہارے لیے سر سبز درخت سے آگ پیدا کر دی ہے پھر اچانک تم اُس سے آگ جلاتے ہو'' (80)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com





سوال 1: اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اس کی وضاحت ﴿الَّذِیْ ... تُوْقِدُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا﴾ "جس نے تمہارے لیے سرسبز درخت سے آگ پیدا کر دی ہے" یعنی قدرت والے اللہ تعالیٰ نے پانی سے درخت پیدا کر دیے اور انہیں سرسبز و شاداب اور بار آور بنا دیا، پھر خشک کر دیا جن کی لکڑیوں سے تم آگ جلاتے ہو، بھلا کہاں تو وہ سرسبز، تر اور ہری بھری ٹہنیاں اور کہاں یہ آگ کی گرم وخشک چنگاریاں وہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ سچ ہے اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی چیز بھاری نہیں۔ وہ جو چاہے کر دے ہر چیز پر قادر ہے۔ خشک کو تر اور تر کو خشک بنانے پر بھی اور مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ کرنے پر بھی۔ اس کے ارادے میں کوئی حائل نہیں ہو سکتا۔ جو اس مردہ درخت سے زندہ آگ پیدا کر سکتا ہے وہ زندگی بعد موت پر قادر ہے (مختصر ابن کثیر: 1675/2)

(2) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: دو قسم کے درخت ہیں ایک کو مرخ کہا جاتا ہے اور دوسرے کو عفار۔ دونوں درختوں کی مسواک کی دوہری شاخیں اتنی ہری کہ ان سے پانی ٹپکتا ہو کاٹ لی جائیں پھر مرخ کو عفار سے رگڑا جائے تو ان سے آگ نکلتی ہے۔ (تفسیر مظہری: 388،387/9)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا شعور ہرے بھرے درختوں سے سلگائی جانے والی آگ سے کیسے دلایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے عام مشاہدے کا معاملہ انسان کے سامنے رکھا کہ کیسے درخت سرسبز ہوتا ہے لیکن ایندھن کا خزانہ ہوتا ہے۔ وہ سورج کی تاب کاری سے طبیعی حرارت جذب کرتا ہے حالانکہ وہ پانی کے رس سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اس درخت سے آگ کیسے پیدا ہوتی ہے؟ جو ربّ پانی سے بھرے ہوئے درخت سے آگ پیدا کر سکتا ہے، کیا وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟

﴿اَوَلَيْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ۗ

"اور کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اُس پر قادر نہیں ہے کہ اُن جیسوں کو پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں! اور وہ سب کچھ

وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ﴾

پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے" (81)

سوال: اللہ تعالیٰ کی قدرت ہمہ گیر ہے، اس کی وضاحت ﴿اَوَلَيْسَ ... الْعَلِيْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَوَلَيْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾ "اور کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا" یعنی جس ہستی نے اپنی ہمہ گیر قدرت سے ساتوں آسمان بنائے ان میں ستارے، سیارے، سورج، چاند بنائے، جس نے ساتوں زمینیں پیدا کیں، پہاڑ، صحرا، دریا، ریگستان بنائے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(2)﴿بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ﴾ ”اُس پر قادر نہیں ہے کہ اُن جیسوں کو پیدا کر سکے؟“ یعنی کیا وہ انسانوں کو دوبارہ وجود عطا کرنے پر قادر نہیں ہے۔ آسمانوں اور زمین کی تخلیق ان کی تخلیق سے بہت بڑی اور مشکل ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ”یقیناً آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کو پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔“ (غافر:57)

(3)﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ”اور کیا بھلا انہوں نے نہیں دیکھا کہ جس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور جو اُن کی تخلیق سے تھکا نہیں، اس پر قادر ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرے؟ ہاں! یقیناً وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے“ (الاحقاف:33)

(4)﴿بَلٰى﴾ ”کیوں نہیں“ وہ ان کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔

(5)﴿وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ﴾ ”اور وہ سب کچھ پیدا کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے“ یہ پانچویں دلیل خاص ہے کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے۔ تمام مخلوقات کو خواہ پہلے گزر چکی ہوں یا آنے والی، چھوٹی ہوں یا بڑی، سب کی سب اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور قدرت کے آثار ہیں۔ جب وہ کسی مخلوق کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کی نافرمانی نہیں کرسکتا۔ مردوں کو زندہ کرنا اس کی تخلیق کے آثار کا حصہ ہے۔ (تفسیر سعدی:2258/3)

(6) اللہ تعالیٰ نے وسیع کائنات بنائی جہاں لاکھوں ملین اجناس اور مخلوقات موجود ہیں۔ کیا وسیع کائنات بنانے والا رب ان جیسے انسانوں کو پیدا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا جب کہ وہ ماہر خلّاق ہے؟

(7) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے ابن آدم نے جھٹلایا حالانکہ اس کے لیے یہ مناسب نہیں تھا۔ مجھے اس نے گالی دی حالانکہ اس کے لیے یہ بھی مناسب نہیں تھا۔ مجھے جھٹلانا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ میں اس کو دوبارہ پیدا نہیں کروں گا حالانکہ میرے لیے دوبارہ پیدا کرنا اس کے پہلی مرتبہ کرنے سے زیادہ مشکل نہیں۔ اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا بیٹا بنایا ہے حالانکہ میں ایک ہوں، بے نیاز ہوں۔ نہ میری کوئی اولاد ہے اور نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ کوئی میرے برابر کا ہے۔“ (بخاری:4974)

﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾

”یقیناً اُس کا حکم یہ ہوتا ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اُسے کہہ دیتا ہے ”ہوجا“ تو وہ ہو جاتی ہے“ (82)

سوال: اللہ تعالیٰ کے ارادے اور حکم سے اشیاء وجود میں آتی ہیں، اس کی وضاحت ﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ ... فَيَكُوْنُ﴾



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّمَآ اَمۡرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡـًٔا﴾ ”یقیناً اُس کا حکم یہ ہوتا ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے“ اللہ تعالیٰ کی شان عظیم ہے۔ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے۔

(2)﴿اَنۡ یَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَیَكُوۡنُ﴾ ”تو وہ اُسے کہہ دیتا ہے ”ہوجا“ تو وہ ہوجاتی ہے“ تو وہ صرف ایک دفعہ حکم دیتا ہے اور وہ چیز ہوجاتی ہے یعنی اسے تاکید کی ضرورت نہیں پڑتی، اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں آتی۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَاِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ فَیَكُوۡنُ﴾ ”آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اور وہ جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو یقیناً اس کو وہ کہتا ہے کہ ہوجا تو وہ ہوجاتا ہے۔“ (البقرۃ:117)

(3)﴿اِنَّمَا قَوۡلُنَا لِشَیۡءٍ اِذَاۤ اَرَدۡنٰهُ اَنۡ نَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَیَكُوۡنُ﴾ ”یقیناً جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرلیں تو ہم اسے کہتے ہیں کہ ہوجا پس وہ ہوجاتی ہے۔“ (النحل:40)

(4) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اگلے زمانے کے ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ”ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال و اولاد دی تھی۔ جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا، باپ کی حیثیت سے میں نے اپنے آپ کو کیسا ثابت کیا؟ انہوں نے کہا، بہت اچھا۔ اس نے کہا، دیکھو! میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی نیکی ذخیرہ نہیں کرسکا، تو اس حالت میں اگر میں کہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے پہنچ گیا تو ضرور مجھے عذاب ہوگا۔ تم ایسا کرنا کہ جب میں مرجاؤں تو میری لاش کو جلادینا، پھر جب میں جل کر کوئلہ ہوجاؤں تو خوب پیس کر باریک کردینا اور جب کبھی تیز آندھی آئے تو میری راکھ ہوا میں اڑا دینا۔ چنانچہ اس نے اپنی اولاد سے قسم دے کر یہ عہد لیا (اور پھر وہ دنیا سے رخصت ہوگیا تو) اس کی اولاد نے اسی طرح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”کن“ اور (یہ کلمہ کہتے ہی) وہ شخص (زندہ ہوکر) کھڑا ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا، اے میرے بندے! تو نے یہ کام کیوں کیا تھا؟ اس نے عرض کی: اے اللہ! تیرے ڈر اور خوف کی وجہ سے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے خوف کا انعام یہ دیا کہ اس پر رحم فرمایا (اور اس کے گناہ معاف کردیے)۔“ (بخاری:6481)

ع 5 16 4

﴿فَسُبۡحٰنَ الَّذِیۡ بِیَدِهٖ مَلَكُوۡتُ كُلِّ شَیۡءٍ وَّاِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ﴾

”سو پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی کامل بادشاہت ہے اور اُسی کی طرف تم پلٹائے جاؤ گے“ (83)

سوال: اللہ تعالیٰ خالق، قادر اور تمام عیبوں سے پاک ہے، اس کی وضاحت ﴿فَسُبۡحٰنَ ... تُرۡجَعُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَسُبۡحٰنَ الَّذِیۡ بِیَدِهٖ مَلَكُوۡتُ كُلِّ شَیۡءٍ﴾ ”سو پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی کامل



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



بادشاہت ہے' یہ چھٹی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مالک ہے۔ عالم علوی اور عالم سفلی کی تمام چیزیں اس کی ملکیت اور اس کے غلام ہیں، وہ اس کے دست تدبیر کے تحت مسخر ہیں، وہ ان کے اندر اپنے احکام کونی وقدری، احکام شرعی اور احکام جزائی کے ذریعے سے تصرف کرتا ہے۔ ان کی موت کے بعد انہیں دوبارہ زندہ کرے گا تاکہ وہ اپنی ملکیت کامل سے ان پر اپنا حکم جزائی نافذ کرے۔

(2) اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے وہ دائمی حیات والا ہے، کائنات کا سنبھالنے والا ہے، وہی حاکم ہے اس کے ہاتھ میں زمینوں اور آسمانوں کی کنجیاں ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ﴾ "بڑا بابرکت ہے وہ کہ جس کے ہاتھ میں تمام بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔" (الملک:1)

(3) ﴿قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ "آپ پوچھیں کہ ہر چیز کی مکمل بادشاہت کس کے ہاتھ میں ہے اور وہی پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں پناہ نہیں دی جا سکتی اگر تم جانتے ہو؟" (المومنون:88)

(4) ﴿وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ "اور اُسی کی طرف تم پلٹائے جاؤ گے" اس کی طرف تمام باتیں لوٹ کر جاتی ہیں۔ اسی کی طرف قیامت کے دن سب لوٹ کر جائیں گے۔ جہاں رب ذوالجلال والاکرام ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزا دے گا۔

(5) یعنی تمہارا وجود مٹی میں گم نہیں ہو جائے گا بلکہ تمہیں دوبارہ وجود عطا کیا جائے گا۔ اُس سے تم کہیں بھاگ نہ سکو گے۔ تمہیں اپنے اعمال کا حساب کتاب دینا ہوگا۔ لہٰذا

~ اتنا بے سمت نہ چل لوٹ کے گھر جانا ہے۔

(6) سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیام کیا، آپ نے قیام میں سورۂ بقرہ کی تلاوت فرمائی۔ آپ جس کسی آیت رحمت سے گزرتے تو وہاں رکتے اور (اللہ تعالیٰ کی رحمت کا) سوال کرتے اور جس کسی آیت عذاب سے گزرتے تو وہاں رکتے اور (اللہ تعالیٰ کے عذاب سے) پناہ طلب کرتے، پھر آپ نے رکوع کیا، اس قدر لمبا جتنا کہ آپ کا قیام تھا، اپنے رکوع میں یہ دعا پڑھتے تھے: ﴿سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ﴾ "پاک ہے وہ ذات جو غلبہ وقوت، ملکیت، بڑائی اور عظمت والی ہے۔" پھر آپ نے سجدہ کیا، اس قدر لمبا جتنا آپ کا قیام تھا اور آپ اپنے سجدے میں بھی وہی دعا پڑھتے رہے، پھر کھڑے ہوئے اور سورۂ آل عمران کی تلاوت فرمائی، پھر ایک سورت پڑھی، (بعد ازاں) ایک اور سورت پڑھی۔ (ابوداود:873، نسائی:1050)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com





سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ مکی سورت ہے۔ اس میں پانچ رکوع اور 182 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 37 ہے اور ترتیب نزولی کے اعتبار سے اس کا نمبر 56 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا﴾

''قسم ہے صف باندھنے والوں کی، خوب صف باندھنا'' (1)

سوال 1: ﴿وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا﴾ الصّٰٓفّٰتِ سے کیا مراد ہے؟

جواب: (1) ﴿وَالصّٰٓفّٰتِ﴾ ''قسم ہے صف باندھنے والوں کی'' سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مذکورہ آیات میں تینوں قسموں سے مراد فرشتے ہیں۔ (ابن کثیر: 361/4)

(2) الصّٰٓفّٰتِ سے مراد فرشتے ہیں جو آسمان میں اپنے رب کے لئے صفیں باندھ کر عبادت میں مشغول اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے کائنات کی تدبیر کرنے میں مصروف ہیں۔

(3) اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی الوہیت اور ربوبیت پر معزز فرشتوں کی قسم کھائی ہے۔

(4) سیدنا قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فرشتوں کی صفیں آسمانوں پر ہیں۔ (ابن کثیر: 361/4) جیسا کہ فرمایا: ﴿وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''اور آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے گرد حلقہ بنائے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا: ''تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔'' (الزمر: 75)

(5) سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ تمہیں





'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



اس طرح ہاتھ ہلاتے دیکھ رہا ہوں گویا وہ شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں؟ تم لوگ نماز میں پرسکون رہا کرو۔" ایک مرتبہ پھر آپ ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہمیں کئی حلقوں میں (بیٹھا ہوا) دیکھا تو فرمایا: "کیا بات ہے کہ میں تمہیں علیحدہ علیحدہ دیکھتا ہوں؟" پھر ایک مرتبہ آپ ﷺ ہمارے درمیان تشریف لائے تو فرمایا: "تم اس طرح صف کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے حضور صف بناتے ہیں؟" ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! فرشتے اپنے رب کے حضور کس طرح صف بناتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فرشتے (پہلے) اگلی صفیں پوری کرتے ہیں اور وہ صف میں خوب مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔" (مسلم:968) (6) سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہمیں لوگوں پر تین باتوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے: (i) ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی مثل ہوتی ہیں۔ (ii) ہمارے لیے ساری زمین نماز کی جگہ بنادی گئی ہے۔ (iii) اور ہمارے لیے زمین کی مٹی پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ بنادی گئی ہے، اس وقت جب ہمیں پانی نہ ملے۔" (مسلم:1165) (7) انسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قسم کھانا جائز نہیں۔ ﴿مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ إِلَّا بِاللّٰهِ﴾ "جو شخص قسم کھائے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے۔" (مسلم:4259)

## ﴿فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا﴾

"پھر ان کی جو ڈانٹنے والے ہیں، زبردست ڈانٹنا" (2)

سوال 1: ﴿فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا﴾ الزّٰجِرٰتِ سے کون مراد ہیں؟

جواب: (1) ﴿فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا﴾ "پھر ان کی جو ڈانٹنے والے ہیں، زبردست ڈانٹنا" یعنی ان فرشتوں کی قسم جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بادلوں کو ڈانٹ کر ہانکتے ہیں۔

(2) یہ فرشتے لوگوں کو نافرمانیوں اور گناہوں سے روکنے کے لئے ڈانٹتے اور روکتے ہیں۔ ان کا روکنا دلوں میں تاثیر اور الہام کے ذریعے ہوتا ہے۔

## ﴿فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا﴾

"پھر جو ذکر کی تلاوت کرنے والے ہیں" (3)

سوال 1: ﴿فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا﴾ التّٰلِيٰتِ سے کون مراد ہیں؟

جواب: (1) ﴿فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا﴾ "پھر جو ذکر کی تلاوت کرنے والے ہیں" رب العزت نے ان فرشتوں کی قسم کھائی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے جو نصیحت کے لئے قرآن لا کر سناتے ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا﴾ ''پھر اُن کی! جو اللہ تعالیٰ کی یاد ڈالنے والی ہیں۔'' (المرسلات:5) (2) اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں۔

(3) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کی تلاش میں راستوں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ جب وہ کسی ایسی جماعت کو پاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف ہوتی ہے تو وہ ایک دوسرے کو پکارتے ہوئے کہتے ہیں، اِدھر آؤ! یہاں تمہاری مطلوبہ چیز موجود ہے۔ چنانچہ وہ اہل مجلس کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔'' (بخاری:6408)

(4) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے بیٹھتے ہیں تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، رحمت ان پر چھا جاتی ہے، سکینت ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان لوگوں (یعنی فرشتوں) میں فرماتے ہیں جو اس کے پاس ہیں۔'' (مسلم:6855)

(5) چونکہ یہ فرشتے اپنے رب کی الوہیت کا اظہار کرتے ہیں، اس کی عبودیت میں مشغول رہتے ہیں اور ایک لمحے کے لیے اس کی نافرمانی نہیں کرتے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت پر ان کی قسم کھائی ہے۔ (تفسیر سعدی:2259/3)

## ﴿اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ﴾

''بلاشبہ تمہارا معبود یقیناً ایک ہی ہے'' (4)

سوال 1: سچا معبود ایک ہی ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ﴾ ''بلاشبہ تمہارا معبود یقیناً ایک ہی ہے'' رب العزت نے قسم کھا کر یقین دلایا ہے کہ سچا معبود ایک ہی ہے۔ اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔

(2) کیونکہ اہل مکہ کو شدید تعجب تھا کہ سارے بتوں کے مقابلے میں صرف ایک خدا جیسا کہ فرمایا: ﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ﴾ ''کیا اُس نے سارے معبودوں کی جگہ ایک معبود بنا دیا؟ اور بلاشبہ یہ یقیناً بڑی عجیب بات ہے۔'' (ص:5)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے سوا جن کی قسم کھائی ہے، اس کی حقیقت واضح کریں؟

جواب: اس جہان میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور مملوک ہے۔ وہ جس کو بھی گواہ بنا کر قسم کھانا چاہے کھا سکتا ہے۔



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



﴿رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ﴾

''وہ آسمانوں اور زمین اور اُن کے درمیان کا رب اور سارے مشرقوں کا رب ہے'' (5)

سوال 1: ﴿رَبُّ السَّمٰوٰتِ ... وَرَبُّ الْمَشَارِقِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا﴾ ''وہ آسمانوں اور زمین اور اُن کے درمیان کا رب ہے'' جو آسمانوں اور زمین کا اور ان کے درمیان کی مخلوق کا، تمام کائنات کا اور کائنات کے گوشے گوشے کا رب ہے۔ وہی سب کا مالک اور مختار ہے۔ وہی مخلوق میں ہر طرح کا تصرف کرتا ہے۔

(2) ﴿وَرَبُّ الْمَشَارِقِ﴾ ''اور سارے مشرقوں کا رب ہے'' اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر مشرق کا ذکر فرمایا ہے کیونکہ ستارے مشرق سے طلوع ہوتے ہیں۔

(3) اسی نے چلنے والے اور ٹھہرے ہوئے تاروں کو مسخر کر رکھا ہے کہ مشرق سے نکلتے ہیں اور مغرب میں ڈوب جاتے ہیں۔ (مختصر ابن کثیر: 1677/2)

(4) سورج سال بھر تک روزانہ ایک نئے مقام سے طلوع ہوتا ہے اور پھر ساری زمین پر وہ بیک وقت طلوع نہیں ہوتا بلکہ زمین کے مختلف حصوں میں وہ مختلف اوقات میں طلوع ہوتا ہے اس لئے آیت میں المشارق (جمع) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ (اشرف الحواشی: 534/1)

(5) مشارق سے مراد بے شمار مشرق ہیں۔ سورج ہمیشہ عین مشرقی سمت سے ہی طلوع نہیں ہوتا بلکہ گرمیوں میں اس کا مشرق شمال کی طرف سرکتا جاتا ہے اور سردیوں میں جنوب کی طرف۔ سورج کے مشرق کا زاویہ ہر روز جداگانہ ہوتا ہے اس لحاظ سے سورج کے سال بھر میں 365 دن مشرق ہوئے۔ پھر اس کائنات میں صرف سورج ہی گردش نہیں کر رہا، اور بھی ہزاروں سیارے محو گردش ہیں اور ان کے اپنے اپنے مشرق یا طلوع ہونے کے مقامات ہیں۔ علاوہ ازیں ان کے مشرقوں میں بھی سورج کے مشرقوں کی طرح تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ اس لحاظ سے مشرقوں کی تعداد ہمارے حساب سے باہر ہو جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے رب المشارق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان تمام سیاروں کی نقل و حرکت کا وہی مالک ہے اور ان پر اسی کا کنٹرول ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ مشارق کا مالک ہے مغرب کا بھی ہے۔ (تیسیر القرآن: 698/3)

(6) ﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا﴾ ''وہ مشرق و مغرب کا رب ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں چنانچہ اُسی کو اپنا وکیل بناؤ۔'' (المزمل: 9)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(7)﴿رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ﴾ ''دونوں مشرقوں کا وہی رب ہے اور دونوں مغربوں کا وہی رب ہے۔'' (الرحمٰن:17)

(8)﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ﴾ ''پس میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی! بے شک ہم یقیناً قدرت رکھنے والے ہیں۔'' (المعارج:40)

(9) الوہیت میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس لئے اسی سے محبت کرو، اسی کا خوف رکھو، اسی پر توکل کرو، اسی سے امیدیں باندھو۔

## ﴿اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِۨالْكَوَاكِبِ﴾

''یقیناً ہم نے آسمانِ دنیا کو مزین کیا ہے، تاروں کی زینت سے'' (6)

سوال 1: آسمان کو تاروں سے زینت دی گئی، اس کی وضاحت ﴿اِنَّا ... الْكَوَاكِبِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا﴾ ''یقیناً ہم نے آسمانِ دنیا کو مزین کیا ہے'' رب العزت نے آسمانِ دنیا کو دیکھنے والوں کے لئے تاروں سے جگمگا دیا ہے۔

(2)﴿بِزِيْنَةِ ِۨالْكَوَاكِبِ﴾ ''تاروں کی زینت سے'' ستارے آسمان کی زینت ہیں۔ اگر ستارے نہ ہوتے تو آسمان میں اندھیرا چھایا رہتا اور کوئی روشنی نہ ہوتی۔

(3) اللہ تعالیٰ نے تاروں کو آسمان کی محبت بھری آنکھیں بنا دیا ہے جو کبھی بند ہوتی ہیں اور کبھی کھلتی ہیں۔ یہ انسان کی شعوری اور نفسیاتی غذا ہے۔

(4) رب العزت نے آسمان کی زینت کے لئے اور بحر و بر کی تاریکیوں میں راستہ تلاش کرنے کے لئے ستارے بنائے۔

(5)﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ﴾ ''اور ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں سے سجایا ہے اور ہم نے اُن کو شیطانوں کے مار بھگانے کا ذریعہ بنایا ہے اور ہم نے اُن کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' (الملک:5)

## ﴿وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ﴾

''اور ہر سرکش شیطان سے محفوظ کرنے کے لیے ہے'' (7)

سوال 1: ستارے سرکش شیاطین سے حفاظت کے لئے بنائے گئے، اس کی وضاحت ﴿وَحِفْظًا ... مَّارِدٍ﴾ کی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَحِفْظًا﴾''اور محفوظ کرنے کے لیے ہے'' ستاروں کا ایک فائدہ حفاظت بھی ہے۔

(2)﴿مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ﴾''ہر سرکش شیطان سے''یعنی سرکش شیاطین سے حفاظت کے لئے ستارے یعنی شہاب ثاقب مارے جاتے ہیں۔جیسا کہ فرمایا:﴿وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ (١٦) وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ (١٧) اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ (١٨)﴾''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں اور ہم نے اسے دیکھنے والوں کے لیے مزین کر دیا ہے۔اور ہم نے ہر شیطان مردود سے اس کی حفاظت کی ہے۔مگر جو کوئی سنی ہوئی بات چُرا لے تو ایک روشن شعلہ اُس کا پیچھا کرتا ہے۔''(الحجر:16-18)

(3)سرکش شیاطین ﴿الْمَلَاِ الْاَعْلٰى﴾ یعنی مقرب فرشتوں کی باتیں سننے کے لئے سن گن لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ان کو دور رکھنے کے لئے ان پر ستارے یعنی شہاب ثاقب پھینکے جاتے ہیں۔

## ﴿لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ﴾

''کہ وہ اوپر کی مجلس کی باتوں کی طرف کان نہیں لگا سکتے اور ہر جانب سے (شہاب) پھینکے جاتے ہیں''(8)

سوال1:شیاطین ملاء اعلیٰ کی باتیں نہیں سن سکتے،اس کی وضاحت ﴿لَا يَسَّمَّعُوْنَ...جَانِبٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى﴾''کہ وہ اوپر کی مجلس کی باتوں کی طرف کان نہیں لگا سکتے''شیاطین آسمان کے فرشتوں کی اعلیٰ مجالس ملاء اعلیٰ کی باتیں نہیں سن سکتے۔انہیں اس وقت قریب بھی نہیں جانے دیا جاتا جب فرشتے اللہ تعالیٰ کی وحی اور تقدیر کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں۔

(2)﴿وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ﴾''اور ہر جانب سے (شہاب) پھینکے جاتے ہیں''یعنی ہر جانب سے انہیں دھتکارا جاتا ہے،انہیں ڈانٹا اور مارا جاتا ہے،اور مقرب فرشتوں کی باتیں سننے سے انہیں دور رکھا جاتا ہے جیسا کہ فرمایا﴿اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ﴾''یقیناً وہ اس کے سُننے ہی سے دور رکھے گئے ہیں''(الشعراء:212)

## ﴿دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ﴾

''دور بھگانے کے لیے اور اُن کے لیے دائمی عذاب ہے''(9)

سوال1:شیاطین کے لئے دائمی عذاب ہے،اس کی وضاحت ﴿دُحُوْرًا...وَّاصِبٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



جواب:(1)﴿دُحُوْرًا﴾ ''دور بھگانے کے لیے'' شیاطین کوذلت سے دھتکارا اور ہانکا جاتا ہے۔

(2)﴿وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ﴾ ''اور اُن کے لیے دائمی عذاب ہے'' شیاطین کے لیے رب کی اطاعت سے سرکشی کی وجہ سے آخرت میں دائمی عذاب ہے جو سخت دردناک عذاب ہوگا جیسا کہ فرمایا:﴿وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ﴾ ''اور ہم نے اُن کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے'' (الملک:5)

## ﴿اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ﴾

''مگر جو کوئی شیطان اچانک اُچک لے تو ایک چمکتا ہوا شعلہ اُس کا پیچھا کرتا ہے''(10)

سوال1: شہاب ثاقب شیاطین کا پیچھا کرتا ہے، اس کی وضاحت ﴿اِلَّا مَنْ ...ثَاقِبٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ﴾ ''مگر جو کوئی شیطان اچانک اُچک لے'' یعنی کبھی کوئی شیطان شہاب ثاقب لگنے سے پہلے دوسرے کو بات بتادیتا ہے۔ اور کبھی بتائے بغیر ہی جل جاتا ہے۔

(2) یعنی کبھی کوئی ایک آدھ بات سننے اور چوری کرنے میں وہ کامیاب ہوجاتا ہے۔

(3)﴿فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ﴾ ''تو ایک چمکتا ہوا شعلہ اُس کا پیچھا کرتا ہے'' کبھی اپنے دوستوں تک پہنچنے سے پہلے شہاب ثاقب انہیں پالیتا ہے اور آسمان کی خبر نیچے نہیں آتی جیسا کہ فرمایا:﴿وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا(٨) وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا(٩)﴾ ''اور یقیناً ہم نے آسمان کو ہاتھ لگایا ہم نے اسے اس طرح پایا کہ وہ سخت پہرے اور چمکدار شعلوں سے بھر دیا گیا۔ اور یقیناً ہم اُس کی کئی جگہوں میں باتیں سننے بیٹھا کرتے تھے تو اب جو کوئی بھی کان لگاتا ہے وہ اپنے لیے ایک چمکدار شعلہ گھات میں پاتا ہے۔'' (الجن:9،8)

(4) کبھی تو وہ انگارہ نیچے کے شیطان تک اس بات کو پہنچانے سے پہلے ہی لگ کر اسے ہلاک کرڈالتا ہے اور کبھی پہنچانے کے بعد۔ پھر جب کلمہ کاہن تک پہنچ جاتا ہے تو کاہن اس میں سو طرح کے جھوٹ ملا کر لوگوں کے درمیان پھیلا دیتا ہے۔ (اشرف الحواشی:534/1)

(5) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے متعلق پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کچھ نہیں ہیں۔'' لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کبھی کبھی ان کی بتائی ہوئی بات سچ بھی ثابت ہوجاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ سچی بات وہ ہوتی ہے جو جن فرشتوں سے سن کر اڑا لیتا ہے، پھر وہ اس بات



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



کو اپنے دوست (یعنی کاہن) کے کان میں اس طرح ڈال دیتا ہے، جس طرح ایک مرغ دوسرے مرغ کو دانے کے لیے بلاتا ہے۔ (یعنی جس طرح دوسرا کوئی ان مرغوں کی بات نہیں سمجھ پاتا ایسے ان شیطانوں کی بات کو بھی دوسرے لوگ نہیں سمجھ پاتے) پھر وہ کاہن اس ایک سچ میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا دیتے ہیں۔'' (بخاری:6213)

(6) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی نے انہیں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ صحابہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ستارہ ٹوٹا اور زبردست روشنی ہوگئی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''جاہلیت میں جب اس طرح کوئی ستارہ گرتا تو تم کیا کہتے تھے؟'' انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں (کہ حقیقت کیا ہے)، تاہم ہم یہ کہتے تھے کہ رات کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا ہے، یا کوئی بڑا آدمی فوت ہوا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ستارے کے گرنے کا تعلق کسی کی موت یا پیدائش سے نہیں ہوتا، دراصل بات یہ ہے کہ جب ہمارا رب تبارک وتعالیٰ کسی امر کا آسمانوں میں فیصلہ کرتا ہے تو عرش کو اٹھانے والے فرشتے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ والے آسمان کے فرشتے (ان کی آواز سن کر) تسبیح کہتے ہیں، حتیٰ کہ یہ تسبیح آسمان دنیا کے فرشتوں تک پہنچ جاتی ہے، پھر وہ فرشتے جو عرش کو اٹھانے والے کے پاس ہوتے ہیں، وہ حاملانِ عرش سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ تو وہ انہیں اس بات کی خبر دیتے ہیں جو رب نے فرمائی تھی۔ اس طرح ایک آسمان والے فرشتے (اپنے سے اوپر) دوسرے آسمان والوں سے دریافت کرتے جاتے ہیں، حتیٰ کہ یہ خبر آسمان دنیا تک پہنچ جاتی ہے اور (بعض دفعہ اس خبر کو بعض جن چرا لیتے ہیں اور اپنے دوستوں (یعنی جادوگروں اور کاہنوں) کو بتا دیتے ہیں۔ انہیں ان ستاروں کے ذریعے سے مارا جاتا ہے تو جو خبر یہ جن لاتے ہیں اگر اتنی ہی کہیں تو سچ ہے، لیکن وہ اس میں (سو) جھوٹ ملاتے ہیں اور اسے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔'' (مسلم:5819)

﴿فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ

''چنانچہ آپ اُن سے پوچھیں کہ کیا وہ پیدائش میں زیادہ مشکل ہیں یا وہ جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے؟ یقیناً ہم نے اُنہیں

مِّنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ﴾

لیس دار گارے سے پیدا کیا'' (11)

سوال 1: زندگی بعد موت کے ثبوت کی وضاحت ﴿فَاسْتَفْتِهِمْ ... لَّازِبٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاسْتَفْتِهِمْ﴾ ''چنانچہ آپ اُن سے پوچھیں'' یعنی جو لوگ موت کے بعد دوبارہ زندگی کا انکار کرتے ہیں



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



ان سے پوچھیں۔

(2)﴿اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا﴾ ''کہ کیا وہ پیدائش میں زیادہ مشکل ہیں یا وہ جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے؟'' یعنی یہ بتاؤ کیا آسمان زمین کی، فرشتوں اور سرکش شیاطین کی پیدائش زیادہ مشکل ہے یا ان کو موت کے بعد زندہ کرنا زیادہ مشکل کام ہے جیسا کہ فرمایا ﴿لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''یقیناً آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کو پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔'' (غافر:57)

(3) لوگوں کو ماننا پڑے گا کہ بڑی بڑی مخلوقات کی تخلیق زیادہ مشکل کام ہے۔ اس طرح زندگی بعد موت کا اقرار لازم ہوگا۔

(4)﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''اور کیا بھلا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ جس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور جو اُن کی تخلیق سے تھکا نہیں، اس پر قادر ہے کہ وہ مُردوں کو زندہ کرے؟ ہاں! یقیناً وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔'' (الاحقاف:33)

(5) یہ سوال غافل لوگوں کی سرزنش کے لیے کیا گیا کہ جب تم مانتے ہو کہ فرشتے، شیاطین، آسمان، زمین، ستارے سیارے سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں تو بتاؤ تمہاری تخلیق زیادہ مشکل کام ہے یا اللہ تعالیٰ کے ان جہانوں کی تخلیق؟

(6)﴿اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ﴾ ''یقیناً ہم نے اُنہیں لیس دار گارے سے پیدا کیا'' انسان کو اپنی ذات کی حقیقت پر غور کرنا چاہیے کہ اسے ہم نے ایسی کمزور چیز سے بنایا جو ہاتھوں کو چپک جاتی ہے۔

(7) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾ ''اور ہم نے انسان کو بدبودار کیچڑ سے بجنے والی مٹی سے پیدا کیا۔'' (الحجر:26)

(8) اللہ تعالیٰ نے لیس دار مٹی کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ کافروں نے آخرت کی زندگی کو بعید از امکان سمجھا ہے۔ اس لیے یاد دلایا کہ اپنی پیدائش کو تو دیکھو کیسی حقیر اور کمزور چیز سے پیدا ہوئے ہو اور پھر ایسی باتیں کرتے ہو۔

## ﴿بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ﴾

''بلکہ آپ نے تعجب کیا اور وہ مذاق اُڑاتے ہیں'' (12)

سوال 1: وہ مذاق اڑاتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿بَلْ عَجِبْتَ﴾ ''بلکہ آپ نے تعجب کیا'' اے رسول! یا اے انسان! آپ کو ان لوگوں کی تکذیب پر تعجب



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے جو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کو جھٹلاتے ہیں، حالانکہ آپ ان کو بڑی بڑی نشانیاں دکھا چکے ہیں اور ان کے سامنے واضح دلائل پیش کر چکے ہیں۔ حیات بعد الموت ایک حقیقت اور تعجب کا مقام ہے اور یہ ایسی چیز ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔ (تفسیر سعدی:2262,2261/3)

(2) ﴿وَيَسْخَرُوْنَ﴾ ''اور وہ مذاق اُڑاتے ہیں'' یعنی آپ ان کی حالت پر افسوس اور تعجب کر رہے ہیں کہ وہ زندگی بعد موت پر ایمان کیوں نہیں لاتے اور وہ پورے زور و شور سے آپ ﷺ کا اور جو حق آپ ﷺ لے کر آئے ہیں اس کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

## ﴿وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ﴾

''اور جب اُنہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ نصیحت قبول نہیں کرتے'' (13)

سوال 1: وہ یاد دہانی کی طرف توجہ نہیں کرتے، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذَا ذُكِّرُوْا﴾ ''اور جب اُنہیں نصیحت کی جاتی ہے'' جب ان کی توجہ صاف اور روشن دلیل کی طرف کی جاتی ہے، انہیں نصیحت کی جاتی ہے۔

(2) ﴿لَا يَذْكُرُوْنَ﴾ ''تو وہ نصیحت قبول نہیں کرتے'' لوگ غافل ہیں توجہ نہیں کرتے اس لیے نصیحت قبول نہیں کرتے۔

(3) یعنی جو چیز ان کی فطرت میں راسخ ہے اس کی نصیحت کی جاتی ہے تو اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

## ﴿وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ﴾

''اور جب وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو وہ خوب مذاق اڑاتے ہیں'' (14)

سوال 1: لوگ نشانیوں کا مذاق اڑاتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً﴾ ''اور جب وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں'' یعنی جب وہ رسول ﷺ کے معجزات میں سے کوئی معجزہ دیکھتے ہیں۔ (فتح القدیر:487/4)

(2) ﴿يَّسْتَسْخِرُوْنَ﴾ ''تو وہ خوب مذاق اڑاتے ہیں'' وہ قائل ہونے کے بجائے الٹا مذاق اڑاتے ہیں۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(3) ان کی گردن نہیں جھکتی الٹا تعجب کا اظہار کرتے ہیں۔

﴿وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾

''اور کہتے ہیں کہ یہ نہیں ہے مگر کھلا جادو'' (15)

سوال 1: انہوں نے حیات کے بعد موت کو کھلا جادو قرار دیا، اس کی وضاحت ﴿وَقَالُوْٓا ... مُّبِيْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالُوْٓا﴾ ''اور کہتے ہیں'' اور زندگی بعد موت کا انکار کرنے والوں نے کہا۔

(2) ﴿اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ ''کہ یہ نہیں ہے مگر کھلا جادو'' انہوں نے زندگی بعد موت کو کھلا جادو قرار دے دیا۔ انہوں نے حق کو جادو سے زیادہ اہمیت نہیں دی۔

(3) لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے آثار نہیں دیکھتے، غافل رہتے ہیں اس لیے انہیں دنیا کی زندگی اور آخرت کے بارے میں پیغمبر کی بات سچ نہیں لگتی۔ اس لیے اسے جادو قرار دیتے ہیں۔

﴿ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ﴾

''کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے، کیا یقیناً ہم ضرور اُٹھائے جانے والے ہیں؟'' (16)

سوال 1: زندگی بعد موت پر تعجب کی حقیقت کی وضاحت ﴿ءَاِذَا مِتْنَا ... لَمَبْعُوْثُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا﴾ ''کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے'' زندگی بعد موت کو جھٹلانے والوں نے کہا کہ جب ہم مر کر بوسیدہ ہڈیاں اور مٹی بن جائیں گے تو۔

(2) ﴿ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ﴾ ''کیا یقیناً ہم ضرور اُٹھائے جانے والے ہیں؟'' ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ وہ کسی بھی دلیل کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے۔

(3) انہوں نے زمین و آسمان کے رب کی قدرت کو انسان کی قدرت پر قیاس کرتے ہوئے زندگی بعد موت کو بعید سمجھا۔

﴿اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ﴾

''اور کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی؟'' (17)

سوال 1: ﴿اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جواب:(1)﴿اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ﴾ ''اور کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی؟''یعنی کیا ہمارے آباؤ اجداد کو بھی دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔(2)انہوں نے موت کے بعد کی زندگی کو عقل سے بعید جانا اور اسے ماننے کے لئے تیار نہ ہوئے۔

سوال2:لوگوں کو باپ دادا کے بارے میں کیوں تعجب تھا کہ وہ بھی دوبارہ اٹھائے جائیں گے؟

جواب:لوگ دنیا کی زندگی میں ہونے والے تجربات پر ہی آخرت کو قیاس کرتے ہیں۔چونکہ باپ دادا جانے کے بعد لوٹ کر نہیں آتے اس لیے لوگوں کو یہ بات تعجب میں مبتلا کرتی تھی کہ وہ کیسے دوبارہ اٹھائے جائیں گے جب کہ اس کا پہلے سے کوئی ثبوت موجود نہیں۔

## ﴿قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ﴾

''آپ کہہ دیں:ہاں!اور تم ذلیل ہو گے''(18)

سوال:﴿قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿قُلْ نَعَمْ﴾ ''آپ کہہ دیں:ہاں!''رب العزت نے نبی ﷺ سے فرمایا کہ ہاں آپ کہہ دیں تمہیں اور تمہارے آباؤ اجداد کو ضرور دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

(2)﴿وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ﴾ ''اور تم ذلیل ہو گے''تم انتہائی بے بسی اور ذلت کی حالت میں گرفتار ہو کر رب کے پاس پہنچو گے۔اس وقت تم نافرمانی نہ کر سکو گے۔

(3)﴿وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ﴾ ''اور سب اُس کے پاس ذلیل ہو کر چلے آئیں گے''(النمل:87)

## ﴿فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ﴾

''بس وہ ایک ڈانٹ ہوگی تو اچانک وہ سب دیکھتے ہوں گے''(19)

سوال:ایک ڈانٹ سے حشر ونشر کی وضاحت ﴿فَاِنَّمَا...يَنْظُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ﴾ ''بس وہ ایک ڈانٹ ہوگی''اللہ تعالیٰ کی صرف ایک ڈانٹ سے سب اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو جائیں گے۔

(2)﴿فَاِذَا هُمْ﴾ ''تو اچانک وہ''یعنی وہ اپنی قبروں سے اٹھا کر کھڑے کر دیے جائیں گے۔

(3)﴿يَنْظُرُوْنَ﴾ ''سب دیکھتے ہوں گے''وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com





(4) اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں گے۔ جس طرح ابتدا میں تخلیق کیا گیا تھا، اسی طرح ان کو ان کے تمام اجزا سمیت ننگے پاؤں، عریاں اور غیر مختون کھڑا کیا جائے گا۔ اس حالت میں وہ سخت ندامت کا اظہار کریں گے، انہیں سخت رسوائی اور خسارے کا سامنا ہوگا۔ (تفسیر سعدی:2262/3)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ (۱۳) فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ (۱۴)﴾ ''چنانچہ وہ تو بس ایک ڈانٹ ہوگی۔ پھر اچانک وہ ایک کھلے میدان میں ہوں گے۔'' (النازعات:13،14)

## ﴿وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ﴾

''اور وہ کہیں گے: ''ہائے ہماری بدبختی! یہ تو جزا کا دن ہے'' (20)

سوال: یہی جزا کا دن ہے، اس کی وضاحت ﴿وَقَالُوْا ... الدِّيْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالُوْا﴾ ''اور وہ کہیں گے'' اس دن کافر اپنے اوپر ملامت کرتے ہوئے کہیں گے۔

(2) ﴿يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ﴾ ''ہائے ہماری بدبختی! یہ تو جزا کا دن ہے'' وہ کہیں گے ہائے افسوس یہی جزا کا دن ہے جس کا ہم دنیا میں مذاق اڑایا کرتے تھے۔

(3) قیامت کے دن ندامت کے اظہار اور اعتراف کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

ع 1 21 5

## ﴿هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ﴾

''یہ وہی فیصلے کا دن ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے'' (21)

سوال 1: ﴿هٰذَا ... تُكَذِّبُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ﴾ ''یہ وہی فیصلے کا دن ہے'' فرشتے اور مومن کافروں کو شرمندہ کرنے کے لیے کہیں گے یہی فیصلے کا دن ہے۔

(2) ﴿الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ﴾ ''جسے تم جھٹلایا کرتے تھے'' اسی دن کو تو تم دنیا میں نہیں مانتے تھے، تم اسے دور سمجھتے تھے۔

سوال 2: فیصلے کے دن کیا ہوگا؟

جواب: فیصلے کے دن انسان کے اعمال کے مطابق جنت دوزخ کا فیصلہ ہوگا۔



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



﴿اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ﴾

''جمع کرو اُن سب لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا اور اُن کے جوڑوں کو بھی اور اُن کو بھی جن کی وہ عبادت کرتے تھے''(22)

سوال: ظالموں کو جمع کرلو، اس کی وضاحت ﴿اُحْشُرُوا...يَعْبُدُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) رب العزت نے اللہ تعالیٰ کے وجود کے اثبات، اس کے علم، اس کی قدرت، اس کی وحدانیت اور قیامت کے اثبات کے بعد آخرت میں کافروں کے حالات کا ذکر کیا ہے کہ کیسے انہیں جہنم کی طرف گھسیٹ کر لے جایا جائے گا اور کوئی ان کا مددگار نہ ہوگا جو انہیں عذاب سے نجات دلا سکے۔ پھر وہ ایک دوسرے کو کیسے ملامت کریں گے اور تابع دار کیسے اپنے سرداروں کے ساتھ جھگڑا کریں گے اور وہ سب عذاب میں مشترکہ طور پر شریک ہوں گے۔ انہوں نے دنیا میں کلمہ توحید سے اعراض کیا اور تکبر کیا اور رسول اللہ ﷺ کو شاعر اور مجنون کہا اور اس حق کو جو آپ ﷺ لے کر آئے یعنی قرآن کو جادوگری قرار دیا۔

(2) ﴿اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا﴾ ''جمع کرو اُن سب لوگوں کو جنہوں نے ظلم کیا'' یعنی ان لوگوں کو جمع کرو جنہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرکے، شرک اور کفر کرکے اپنے اوپر ظلم کیا تھا۔

(3) یہاں ظلم سے مراد شرک ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾ ''اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ اُس کو نصیحت کر رہا تھا، اے میرے چھوٹے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، بلاشبہ شرک یقیناً بہت بڑا ظلم ہے۔'' (لقمان:13)

(4) ﴿وَاَزْوَاجَهُمْ﴾ ''اور اُن کے جوڑوں کو بھی'' یعنی جن کا عمل ان کے عمل کی جنس سے ہے یعنی ان جیسا ہے۔

(5) یعنی ایک ایک قسم کے گناہ گاروں کو علیحدہ کردو، سود خوروں کو سود خوروں کے ساتھ، شرابی شرابیوں کے ساتھ، زنا کار زنا کاروں کے ساتھ۔

(6) ﴿وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ﴾ ''اور اُن کو بھی جن کی وہ عبادت کرتے تھے'' یعنی جن کی وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے۔ اس سے بت اور شیاطین مراد ہیں۔

﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ﴾

'' اللہ تعالیٰ کے ماسوا پھر اُن کی دوزخ کے راستے کی طرف راہ نمائی کرو''(23)



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



سوال: سب کو جہنم کا راستہ دکھاؤ، اس کی وضاحت ﴿مِنْ ... الْجَحِیْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے ماسوا'' یعنی جن کی وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے۔

(2) ﴿فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِیْمِ﴾ ''پھر اُن کی دوزخ کے راستے کی طرف راہ نمائی کرو'' ان سب کو اکٹھا کر کے جہنم کا راستہ دکھاؤ۔

(3) اُنہیں ہانک کر جہنم میں لے جاؤ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَنَحْشُرُهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْیًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِیْرًا﴾ ''اور جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے، تو وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے وہ گمراہ کرتا ہے تو آپ اللہ تعالیٰ کے سوا اُن کا کوئی سرپرست ہرگز نہیں پائیں گے، اور ہم قیامت کے دن اُنہیں اُن کے چہروں کے بل اندھا، گونگا اور بہرہ اُٹھائیں گے، اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے، جب کبھی وہ بجھنے لگے گی تو ان کے بھڑکنے کو ہم اور زیادہ کر دیں گے۔'' (بنی اسرائیل:97)

(4)(i) سب کو جمع کر کے جہنم میں اپنے اعمال کی جزا کے لیے ڈالا جائے گا۔

(ii) یہ عملی طور پر دکھانے کے لیے کہ بُت یا شریک نفع یا نقصان پہنچانے پر کوئی اختیار نہیں رکھتے۔

## ﴿وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ﴾

''اور انہیں ٹھہراؤ یقیناً وہ سوال کیے جائیں گے'' (24)

سوال: ان سب سے باز پرس کی جائے گی، اس کی وضاحت ﴿وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَ﴾ ''اور'' اور جب ان سب کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ جہنم جانے والے ہیں تو کہا جائے گا۔

(2) ﴿قِفُوْهُمْ﴾ ''انہیں ٹھہراؤ'' یعنی جہنم میں جھونکنے سے پہلے انہیں پل صراط کے پاس ٹھہراؤ۔

(3) ﴿اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ﴾ ''یقیناً وہ سوال کیے جائیں گے'' ان سے ان کے اعمال کی باز پرس ہو گی جو یہ دنیا میں کیا کرتے تھے۔ یوں ان کی سرِعام رسوائی ہو گی۔

(4) ان سے ان کے تمام اقوال اور افعال کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (ایسر التفاسیر:1287)

## ﴿مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ﴾

''تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے؟'' (25)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال: آج ایک دوسرے کی حمایت کیوں نہیں کرتے،اس کی وضاحت ﴿مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿مَا لَكُمْ﴾ ”تمہیں کیا ہو گیا ہے؟“ آج انہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم تو ایک دوسرے کی حمایت اور مدد کے بڑے دعوے کرتے تھے۔آج وہ حمایت کیا ہوگی؟

(2)﴿لَا تَنَاصَرُوْنَ﴾ ”تم ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے؟“ یعنی آج تمہارے ساتھ کیا ہوا؟ تم پر یہ کیا مصیبت آن پڑی کہ تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کر سکتے، حالانکہ تم تو دنیا میں اس زعم باطل میں مبتلا تھے کہ تمہارے معبود تم سے عذاب کو دور کر دیں گے، تمہاری مدد کریں گے یا اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری سفارش کریں گے؟ تو گویا وہ اس سوال کا جواب نہیں دیں گے کیونکہ ان پر ذلت اور بے چارگی چھائی ہوئی ہوگی اور وہ اپنے آپ کو جہنم کے عذاب کے حوالے کر رہے ہوں گے، وہ ڈرے ہوئے اور مایوس ہوں گے اور بول نہیں سکیں گے۔ (تفسیر سعدی:2264,2263)

## ﴿بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ﴾

”بلکہ وہ آج فرماں بردار ہیں“ (26)

سوال: ﴿بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿بَلْ هُمُ الْيَوْمَ﴾ ”بلکہ وہ آج“ آج تو ان کے حالات ہی بدل گئے۔آج وہ اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر کو مان گئے۔آج وہ عذاب پر یقین کرنے لگے۔

(2)﴿مُسْتَسْلِمُوْنَ﴾ ”فرماں بردار ہیں“ سیدنا قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: آج وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے حوالے کر رہے ہیں۔ (جامع البیان:51/23)

(3) خوف اور مایوسی سے ان کی بولتی بند ہو جائے گی اور وہ فرماں بردار بن جائیں گے۔

## ﴿وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ﴾

”اور ان کے بعض، بعض کی طرف متوجہ ہوں گے، ایک دوسرے سے پوچھیں گے“ (27)

سوال: جہنم میں وہ ایک دوسرے سے کیسے جھگڑیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَاَقْبَلَ...يَّتَسَآءَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



جواب:(1)﴿وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾''اوران کے بعض،بعض کی طرف متوجہ ہوں گے''یعنی جن اورانسان ایک دوسرے سے پوچھیں گے۔(جامع البیان:51/23)

(2)تابع داراپنے سرداروں سے سوال کریں گے۔

(3)﴿يَّتَسَآءَلُوْنَ﴾''ایک دوسرے سے پوچھیں گے''یعنی وہ ان سے جھگڑیں گےاورانہیں ملامت کریں گے۔

﴿قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ﴾

''وہ کہیں گے کہ یقیناً تم ہمارے پاس دائیں طرف سے آتے تھے''(28)

سوال:جہنم کے گڑھوں میں جھگڑوں کی وضاحت﴿قَالُوْٓا...الْيَمِيْنِ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قَالُوْٓا﴾''وہ کہیں گے''تابع دارجہنم کے گڑھوں میں سرداروں سے جھگڑا کریں گے۔

(2)﴿اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ﴾''کہ یقیناً تم ہمارے پاس دائیں طرف سے آتے تھے''تم ہمیں قوت اور جبر سے گمراہ کرتے تھے۔تم ہمیں شرک اور برائیاں کرنے کا حکم دیتے تھے۔تم نہ ہوتے تو ہم ایمان والوں میں سے ہوتے۔جیسا کہ فرمایا:﴿وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿٤٧﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿٤٨﴾﴾اور جب یہ لوگ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑے کریں گے تو کمزور لوگ اُن لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے ہوئے تھے:''یقیناً ہم تمہارے پیچھے چلنے والے تھے،تو کیا تم آگ کا کچھ حصہ ہم سے ہٹانے والے ہو؟''جولوگ بڑے بنے ہوئے تھے وہ کہیں گے:''یقیناً ہم سب اس میں پڑے ہیں،یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان بلاشبہ فیصلہ کر چکا ہے۔''(غافر:48،47)

(3)رب العزت نے شیطان کے گمراہ کرنے کے طریقہ واردات کے بارے میں فرمایا:﴿ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ﴾''پھر میں لازماً اُن کے آگے سے اوراُن کے پیچھے سے اوراُن کے دائیں سے اوراُن کے بائیں سے اُن پر آؤں گا اور آپ اُن میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائیں گے۔''(الاعراف:17)

﴿قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾

''وہ کہیں گے کہ بلکہ تم خود ہی ایمان لانے والے نہ تھے''(29)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال: سرداروں کے جواب کی وضاحت ﴿قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالُوْا﴾ "وہ کہیں گے" سردار اور پیشوا کہیں گے۔

(2) ﴿بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ "بلکہ تم خود ہی ایمان لانے والے نہ تھے" یعنی تم نے ایمان سے منہ موڑا تو ہم نے تمہاری کفر کی طرف راہ نمائی کی۔ تم نیک نہیں تھے تو ہم نے فساد بگاڑ کی طرف تمہاری راہ نمائی کی۔ تم توحید پر نہیں تھے تو ہم نے شرک کی طرف تمہاری راہ نمائی کی۔

(3) وہ کہیں گے کہ ایمان تم اپنی آزاد مرضی سے نہیں لائے اور آج اپنے جرم کا ذمہ دار ہمیں ٹھہرا رہے ہو؟

(4) تمہارے دل میں ایمان تھا ہی کب جو ہم نے چھین لیا۔

(5) تمہارے دل ایمان سے خالی تھے۔ ان میں کفر اور نافرمانیوں ہی کی صلاحیت تھی۔

(6) رب العزت نے جہنم کے جھگڑوں کے بارے میں فرمایا: ﴿وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨالْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ (31) قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ (32) وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (33)﴾ "اور کاش! آپ دیکھیں جب ظالموں کو ان کے رب کے پاس کھڑا کیا گیا ہوگا ان میں سے ایک دوسرے کی بات کو رد کر رہا ہوگا جو لوگ کمزور سمجھے گئے وہ ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے تھے: "اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان والے ہوتے۔" جو لوگ بڑے بنتے تھے وہ ان لوگوں سے کہیں گے جو کمزور سمجھے گئے: "کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا اس کے بعد کہ وہ تمہارے پاس آ چکی تھی؟ بلکہ تم خود ہی مجرم تھے۔" اور وہ لوگ جو کمزور سمجھے گئے ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بنے تھے بلکہ دن رات کی مکاری تھی جب تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے کفر کریں اور اُس کے ساتھ شریک بنائیں" اور وہ ندامت کو چھپائیں گے جب وہ عذاب کو دیکھیں گے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا ہم اُن کی گردنوں میں طوق ڈال دیں گے انہیں بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر جو وہ عمل کیا کرتے تھے۔" (سبا:31-33)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُم مِّن سُلْطَٰنٍ ۖ بَلْ كُنتُمْ قَوْمًا طَٰغِينَ﴾

''اور ہمارا تم پر کوئی غلبہ نہ تھا، بلکہ تم خود ہی حد سے بڑھنے والے لوگ تھے''(30)

سوال: تمہاری حدود کو پھلانگنے کی عادت تھی، اس کی وضاحت ﴿وَمَا كَانَ ... طَٰغِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُم مِّن سُلْطَٰنٍ﴾ ''اور ہمارا تم پر کوئی غلبہ نہ تھا'' ہماری بات میں کوئی زور تو نہیں تھا۔ ہماری بات کوئی دلیل پر مبنی تو نہ تھی۔

(2) ہمارا تم پر کوئی زور تو نہیں تھا، نہ ہم میں تم سے کفر کروانے کی کوئی قوت یا اختیار تھا۔

(3) ﴿بَلْ كُنتُمْ قَوْمًا طَٰغِينَ﴾ ''بلکہ تم خود ہی حد سے بڑھنے والے لوگ تھے'' تم میں سرکشی اور غرور تھا، تمہیں حدود سے پھلانگنے کی عادت تھی، اسی وجہ سے تم نے رسولوں کو جھٹلایا حالانکہ ان کے پاس قوی دلائل تھے لیکن تم ان کی مخالفت پر ڈٹے رہے۔

﴿فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۖ إِنَّا لَذَائِقُونَ﴾

''چنانچہ ہم پر ہمارے رب کی بات ثابت ہوگئی، یقیناً ہم (عذاب کا مزہ) چکھنے والے ہیں''(31)

سوال: ہماری قضاوقدر حق ثابت ہوگئی، اس کی وضاحت ﴿فَحَقَّ ... إِنَّا لَذَائِقُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا﴾ ''چنانچہ ہم پر ہمارے رب کی بات ثابت ہوگئی'' سردار تابع لوگوں سے کہیں گے کہ تم پر بھی اور ہم پر بھی اللہ تعالیٰ کی بات واجب ہوگئی۔ ہماری تقدیر ہم پر حق ثابت ہوگئی۔

(2) ﴿إِنَّا لَذَائِقُونَ﴾ ''یقیناً ہم (عذاب کا مزہ) چکھنے والے ہیں'' ہم اللہ تعالیٰ کے عذاب کو بھگتیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر میں ہم ازلی بدبخت ہیں اور ہم پر یہ بات حق ثابت ہوگئی۔

﴿فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ﴾

''پس ہم ہی نے تمہیں بہکایا، بلاشبہ ہم خود ہی بہکے ہوئے تھے''(32)

سوال: تم نے ہماری دعوت قبول کرلی، اس کی وضاحت ﴿فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَأَغْوَيْنَاكُمْ﴾ ''پس ہم ہی نے تمہیں بہکایا'' ہم نے تمہیں گمراہی کی دعوت دی۔

(2) ﴿إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ﴾ ''بلاشبہ ہم خود ہی بہکے ہوئے تھے'' کیونکہ ہم خود گمراہ تھے۔ ہم نے تو تمہیں اس راستے کی طرف



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



بلایا جس پر ہم خود قائم تھے۔ تم نے ہماری دعوت قبول کر لی، اس لیے ہمیں نہیں خود کو ملامت کرو۔

(3) لیڈر اپنی بات کی خود نفی کریں گے۔ پہلے تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ ہمارا تم پر کون سا زور تھا کہ گمراہ کرتے۔ اب یہاں اعتراف کریں گے کہ ہاں ہم نے تمہیں گمراہ کیا تھا لیکن ساتھ ہی یہ وضاحت بھی کر دیں گے کہ ہم نے تمہیں راہ حق سے بھٹکانا چاہا ہے تو تم ہمارے ساتھ بھٹکنے کے لئے تیار ہو گئے۔ ہمارا جرم تو یہ ہے کہ تم ہمارے پیچھے چلنے لگ گئے تھے۔

﴿فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ﴾

''پھر یقیناً وہ اُس دن عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے'' (33)

سوال: برائی کی طرف دعوت دینے والے سردار اور تابعدار سب جہنم میں ہوں گے، اس کی وضاحت ﴿فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ﴾ ''پھر یقیناً وہ اُس دن'' یعنی قیامت کے دن وہ سب تابعدار بھی اور برائی کی طرف دعوت دینے والے سردار بھی۔

(2) ﴿فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ﴾ ''عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے'' سب جہنم میں جائیں گے۔ اس کے عذاب میں شریک ہوں گے جیسے دنیا میں وہ گمراہی میں ایک دوسرے کے شریک تھے۔

(3) وہ شرک، شر اور فساد میں ایک دوسرے کے شریک تھے۔ (ایسر التفاسیر: 1288)

﴿إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ﴾

''یقیناً ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں'' (34)

سوال: گناہ گاروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا طریقہ کار کیا ہے، اس کی وضاحت ﴿إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ﴾ ''یقیناً ہم ایسا ہی کرتے ہیں'' رب العزت نے فرمایا: ہمارا یہی دستور ہے، ہم ایسے ہی کیا کرتے ہیں۔

(2) ﴿بِالْمُجْرِمِينَ﴾ ''مجرموں کے ساتھ'' مجرموں کے ساتھ جنہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کیں، ایمان کی بجائے کفر اختیار کیا، انہیں ہم دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور انہیں اور ان کے ساتھیوں کو آگ میں جمع کریں گے۔ گناہ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



گار لوگ عذاب میں مشترک ہوں گے۔

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾

''یقیناً یہ وہ لوگ ہیں کہ جب اُن سے کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے تھے'' (35)

سوال: مشرک تکبر کرتے تھے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّهُمْ كَانُوْۤا ... يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّهُمْ كَانُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ﴾ ''یقیناً یہ وہ لوگ ہیں کہ جب اُن سے کہا جاتا کہ'' یعنی جب دنیا میں غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں سے کہا جاتا تھا۔

(2) ﴿لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے تھے'' یعنی جب انہیں کلمہ توحید کی تلقین کی جاتی تھی تو اس کو قبول کرنے سے اعراض کرتے تھے، تکبر سے منہ پھیر لیتے تھے، ناک بھوں چڑھاتے تھے۔

(3) مشرک لا الہ الا اللہ سننے کے روادار نہ تھے اس لیے اس دعوت کو پیش کرنے والے کے ساتھ تکبر اور غرور سے پیش آتے تھے۔

(4) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں نہیں جائے گا،'' ایک شخص نے کہا: ہر آدمی چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو (تو کیا یہ تکبر ہے)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے (اس لیے یہ تکبر نہیں ہے)، تکبر تو یہ ہے کہ انسان حق کو ٹھکرا دے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔'' (مسلم: 265)

﴿وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْۤا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ﴾

''اور وہ کہتے تھے کہ کیا ہم ایک دیوانے شاعر کے پیچھے واقعی اپنے معبود چھوڑ دیں؟'' (36)

سوال: کیا ایک دیوانے شاعر کے کہنے پر ہم اپنے معبود چھوڑ دیں، مشرکوں کی مخالفت کی وضاحت ﴿وَيَقُوْلُوْنَ ... لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَيَقُوْلُوْنَ﴾ ''اور وہ کہتے تھے'' مشرک کلمہ حق کی مخالفت کرتے ہوئے کہتے تھے۔

(2) ﴿اَئِنَّا لَتَارِكُوْۤا اٰلِهَتِنَا﴾ ''کہ کیا ہم واقعی اپنے معبود چھوڑ دیں؟'' کیا ہم اپنے ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے آباؤ اجداد عبادت کرتے تھے۔

(3) ﴿لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ﴾ ''ایک دیوانے شاعر کے پیچھے'' اس سے وہ رسول اللہ ﷺ مراد لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کا برا



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



کرے۔انہوں نے صرف آپ ﷺ سے روگردانی اور مجرد آپ کی تکذیب ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس پر مستزاد یہ کہ انہوں نے آپ ﷺ پر بدترین حکم لگایا جو سب سے بڑے ظلم پر مبنی ہے۔انہوں نے آپ ﷺ کو مجنون شاعر قرار دیا، حالانکہ انہیں خوب علم تھا کہ آپ ﷺ شاعری جانتے ہیں نہ شعراء سے کوئی واسطہ رکھتے ہیں اور نہ ان کی طرح شاعری کے کبھی اوصاف بیان کیے ہیں اور انہیں یہ بھی علم ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ عقل مند اور سب سے زیادہ عظیم رائے کے حامل ہیں۔(تفسیر سعدی:2265/3)

سوال 2: نبی ﷺ پر شاعری اور دیوانگی کے الزام کا کیا مطلب تھا؟

جواب: (1) اس کا مطلب یہ تھا کہ قرآن شعر اور دیوانے کی دیوانگی ہے، حالانکہ وہ شاعری نہیں حقیقت ہے اور دیوانگی نہیں، عقل مندی اور حکمت ہے۔

(2) اس کا یہ مطلب بھی تھا کہ اس دعوت کو اپنانے میں ہلاکت ہے حالانکہ یہی دعوت نجات کا ذریعہ تھی۔

## ﴿بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾

”بلکہ وہ تو حق لے کر آیا تھا اور اُس نے رسولوں کی تصدیق کی“(37)

سوال: رسول اللہ ﷺ تو سچی باتیں لے کر آئے ہیں، اس کی وضاحت ﴿بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿بَلْ﴾ ”بلکہ“ یعنی اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نہ دیوانے ہیں، نہ شاعر بلکہ

(2) ﴿جَآءَ بِالْحَقِّ﴾ ”وہ تو حق لے کر آیا تھا“ وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچی باتیں، سچی شریعت لے کر آئے ہیں۔

(3) وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ قرآن لے کر آئے ہیں۔(جامع البیان:54/23)

(4)(i) پیغمبر حق ہی لایا ہے اور اس کو پیش کر رہا ہے اور یہ وہ سچی دعوت ہے جو پچھلے انبیاء علیہم السلام بھی دیتے رہے۔

(ii) تم جسے شاعر اور مجنون کہتے ہو کیا یہ حق کسی دیوانے کے پریشان خیالات کا نتیجہ ہو سکتا ہے؟

(5) آپ ﷺ کا آنا حق ہے اور آپ ﷺ کی کتاب اور شریعت حق ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾﴾ ”یقیناً وہ ایک معزز پیغام لانے والے کا قول ہے۔اور وہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے، تم لوگ بہت ہی کم



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



ایمان لاتے ہو۔ اور نہ کسی کاہن کا قول ہے، تم لوگ بہت ہی کم نصیحت قبول کرتے ہو۔ یہ جہانوں کے رب کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے۔'' (الحاقۃ:40-43)

(6)﴿فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿٢٩﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿٣٠﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿٣١﴾ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿٣٢﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٣﴾ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿٣٤﴾﴾ ''پس آپ نصیحت کریں کہ اپنے رب کے فضل سے آپ ہرگز نہ کاہن ہیں اور نہ ہی دیوانے ہیں۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ یہ ایک شاعر ہے۔ جس پر ہم گردشِ زمانہ کا انتظار کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ تم بھی انتظار کرو، پس بلاشبہ میں بھی تمہارے ساتھ ہی انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ یا اُن کی عقل اُنہیں یہی حکم دیتی ہے یا وہ لوگ ہی حد سے گزرنے والے ہیں؟ یا وہ کہتے ہیں کہ اس نے خود ہی اُسے گھڑلیا ہے؟ بلکہ وہ ایمان ہی نہیں لاتے۔ چنانچہ اگر وہ سچے ہیں تو اس جیسی ایک بات ہی بنا کرلے آئیں۔'' (الطور:29-34)

(7)﴿وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ ''اور اُس نے رسولوں کی تصدیق کی'' آپ ﷺ کی آمد سے رسولوں کی تصدیق ہوئی ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ ﷺ کے آنے کی بشارت دی تھی، اور اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا تھا کہ جس زمانے میں نبی ﷺ مبعوث ہوں گے تو وہ ضرور آپ ﷺ پر ایمان لائیں گے اور آپ ﷺ کی مدد کریں گے۔ اب آپ ﷺ حق لے کر آئے ہیں اور وہ توحید ہے جس کی سارے انبیاء علیہم السلام نے دعوت دی۔ آپ ﷺ سارے انبیاء کی علیہم السلام رسالت پر ایمان لائے اور ان کی شریعت کی تصدیق کی۔

## ﴿اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ﴾

''یقیناً تم دردناک عذاب چکھنے والے ہو'' (38)

سوال: قیامت کے دن وہ سب دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّكُمْ﴾ ''یقیناً تم'' یعنی مشرک، کافر، نافرمان سب۔

(2)﴿لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ﴾ ''دردناک عذاب چکھنے والے ہو'' سب دردناک اور بھیانک عذاب کا مزہ چکھو گے۔

(3) لوگوں کو حق قبول نہ کرنے اور رسول کو شاعر اور دیوانہ کہنے اور اس کی تصدیق نہ کرنے کے جرم میں دردناک عذاب کا مزہ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



چکھایا جائے گا۔

﴿وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

''اور تمہیں اُسی کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم عمل کیا کرتے تھے''(39)

سوال: اعمال کا بدلہ دیا جائے گا، اس کی وضاحت ﴿وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَمَا تُجْزَوْنَ﴾ ''اور تمہیں اُسی کا بدلہ دیا جا رہا ہے'' یعنی یہ جو بھیانک عذاب ہیں تمہارا بدلہ ہیں۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ (٣٨) إِلَّا أَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ (٣٩)﴾ ''ہر شخص اس کے بدلے میں گروی ہے جو اس نے کمایا۔ مگر دائیں بازو والے۔''(المدثر:39,38)

(2)﴿إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''جو تم عمل کیا کرتے تھے'' جو تم پر ظلم نہیں ہوگا، وہ تمہارے ہی اعمال کا بدلہ ہوگا۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾ ''جس نے نیک عمل کیا تو اُس کے اپنے ہی لیے ہے اور جس نے برائی کی سو اسی پر ہے اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ہرگز ظلم کرنے والا نہیں ہے۔''(فصلت:46)

﴿إِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ﴾

''مگر اللہ تعالیٰ کے خالص کیے ہوئے بندے''(40)

سوال: قیامت کے دن مخلص مسلمانوں کو نجات دی جائے گی، اس کی وضاحت ﴿إِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿إِلَّا﴾ ''مگر'' یعنی جو لوگ عذابوں کا مزہ نہیں چکھیں گے، جنہیں نجات دی جائے گی۔

(2)﴿عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کے خالص کیے ہوئے بندے'' وہ اللہ تعالیٰ کے مخلص اور بے لوث بندے ہیں جنہوں نے اپنے اعمال کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر لیا اور اس کی طرف رجوع کیا۔ اللہ تعالیٰ بھی انہیں اپنے لیے، اپنی رحمت کے لیے خاص کر لیں گے۔

(3)(i) اللہ تعالیٰ کے خالص بندوں کو عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا۔ (ii) ان کی غلطیوں اور کمیوں سے درگزر کیا جائے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



گا اوران کی نیکیوں کا انہیں کئی گنا اجر دیا جائے گا۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾﴾ ''اور تم میں سے ہر شخص اُس پر سے گزرنے والا ہے، یہ ہمیشہ سے آپ کے رب کی حتمی بات ہے جس کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔ پھر ہم اُن لوگوں کو بچا لیں گے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے اور ہم ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔'' (مریم:72,71)

## ﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ﴾

''اُن ہی کے لیے معلوم رزق ہے'' (41)

سوال 1: مخلص لوگوں کے لیے جنت ہے، اس کی وضاحت ﴿اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اُولٰٓئِكَ﴾ ''یہی لوگ ہیں'' یعنی یہی مخلص لوگ ہیں۔

(2) ﴿لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ﴾ ''اُن ہی کے لیے معلوم رزق ہے'' جن کے لیے معلوم رزق یعنی جنت ہے جس میں وہ بڑی عزت سے رہیں گے۔

سوال 2: جنتیوں کو کیا رزق دیا جائے گا؟

جواب: (1) جنتیوں کو ایسا رزق دیا جائے گا جو پہلے سے وہ جانتے ہوں گے۔ (2) اللہ تعالیٰ کی کتاب کے توسط سے وہ اپنے رزق کے بارے میں جانتے ہوں گے۔ (3) جنتیوں کو جو رزق دیا جائے گا وہ غذا بھی ہوگی جسم کے لئے اور متاع بھی ہوگا۔

## ﴿فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ﴾

''لذیذ پھل ہیں اور وہ عزت سے رکھے جائیں گے'' (42)

سوال: جنت والے عزت سے رکھے جائیں گے، اس کی وضاحت ﴿فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَوَاكِهُ﴾ ''لذیذ پھل ہیں'' یعنی جنت میں ان کا کھانا پینا لذت کے لیے ہوگا۔

(2) جنت میں تمام قسموں کے پھل ہوں گے جن کے رنگ خوب صورت اور ذائقے اعلیٰ ہوں گے جن سے وہ لذت لیں گے۔ ان پھلوں کے بارے میں رب العزت نے فرمایا: ﴿لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ﴾ ''نہ ختم ہونے والے اور نہ



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



روک دیے جانے والے۔'' (الواقعۃ:33)

(3)﴿وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ﴾ ''اور وہ عزت سے رکھے جائیں گے'' یعنی وہ جنت میں بڑی عزت اور شان وشوکت سے رہیں گے۔

(4) یعنی ان کی اہانت کی جائے گی نہ ان سے حقارت سے پیش آیا جائے گا بلکہ ان کی عزت، تعظیم اور توقیر کی جائے گی۔ وہ ایک دوسرے کی تکریم کریں گے، مکرم فرشتے ان کی تکریم کریں گے، وہ جنت کے ہر دروازے سے داخل ہوں گے اور بہترین ثواب کے ذریعے سے ان کو خوش آمدید کہا جائے گا۔ سب سے معزز اور باوقار ہستی انہیں اکرام بخشے گی اور انہیں انواع واقسام کی تکریم سے نوازے گی جس میں قلب وروح اور بدن کے لیے نعمت ہوگی۔ (تفسیر سعدی:2267/3)

(5) یعنی ان کی خدمت کی جائے گی۔ انعامات سے نوازا جائے گا، ان کا رتبہ بلند کیا جائے گا۔ (الاساس فی التفسیر:4700/8)

## ﴿فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ﴾

''نعمت بھری جنتوں میں'' (43)

سوال: جنت میں کیسی نعمتیں ہوں گی، اس کی وضاحت ﴿فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ﴾ ''نعمت بھری جنتوں میں'' (i) جنت آرام کی جگہ ہوگی۔ (ii) جنت میں کوئی مشقت نہ ہوگی۔ (iii) جنت میں ہر طرح کی خواہشات کو پورا کیا جائے گا۔ (iv) جنت میں اللہ تعالیٰ کی رضا ملے گی۔ (v) جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔

(2) جنت میں وہ نعمتیں ہوں گی جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی کے خیال میں گزریں۔

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دنیا میں جتنی سی جگہ میں گھوڑا سوار اپنے گھوڑے کے کوڑے کو رکھتا ہے، جنت کی اتنی سی جگہ تمام دنیا سے بہتر ہے۔'' (صحیح بخاری:461/1)

## ﴿عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ﴾

''تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے'' (44)

سوال: جنت کی مجلسوں کی وضاحت ﴿عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿عَلٰى سُرُرٍ﴾ ''تختوں پر'' اہل جنت کی مجلسوں کے لیے بلند بیٹھنے کی جگہیں ہوں گی، جو انتہائی خوب صورت



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوں گی۔اہل ایمان سکون اور اطمینان کے ساتھ ٹیک لگا کر وہاں بیٹھیں گے۔

(2)﴿مُّتَقٰبِلِیْنَ﴾ ''آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے'' وہ ایک دوسرے کی عزت کریں گے۔ان کے دل ہر قسم کی کدورت سے پاک ہوں گے۔جنتی ایسی مجلسوں پر انتہائی خوش ہوں گے ان کے دل ایک دوسرے سے پہلو تہی نہیں کریں گے۔وہ آپس میں محبت کریں گے اور ایک دوسرے کا ادب کریں گے جس کی وجہ سے چہرے بھی ہشاش بشاش ہوں گے۔

(3)یہ روحانی لذت ہے جس کا ادراک عقل والے ہی کر سکتے ہیں۔(تفسیر مراغی:170/8)

## ﴿یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ﴾

''اُن پر صاف بہتی ہوئی شراب کے ساغر پھرائے جائیں گے''(45)

سوال:اہل جنت کے مشروبات اور ان کے جام کیسے ہوں گے،اس کی وضاحت ﴿یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿یُطَافُ عَلَیْهِمْ﴾ ''اُن پر پھرائے جائیں گے'' جنت کے ویٹرز چاق وچوبند لڑکے ہوں گے جو اہل جنت کے پاس ان کے مشروبات لے کر آئیں جائیں گے جیسا کہ فرمایا:﴿یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿١٧﴾ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ﴿١٨﴾ لَّا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ ﴿١٩﴾﴾ ''ان پر نوخیز لڑکے چکر لگائیں گے جو ہمیشہ(لڑکے ہی)رکھے جائیں گے۔اُن پر جاری چشمے کی شراب کے ساغر،صراحیاں اور جام پیش کریں گے۔اس سے نہ وہ سر درد میں مبتلا ہوں گے اور نہ وہ بہکیں گے۔''(واقعہ:17-19)

(2)﴿بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ﴾ ''صاف بہتی ہوئی شراب کے ساغر'' خوب صورت جاموں میں لذیذ مشروبات لیے آ جا رہے ہوں گے جس میں انتہائی سرور ہوگا۔جو پینے والوں کو اپنی لذت سے پر کیف،مخمور اور مسرور کر دے گی۔

(3)﴿مَّعِیْنٍ﴾ یعنی جاری نہروں کی شراب ہوگی۔جس کے ختم ہونے کا اندیشہ نہیں ہوگا۔

## ﴿بَیْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ﴾

''سفید،پینے والوں کے لیے لذیذ ہوگی''(46)

سوال:جنت کی شراب کی وضاحت ﴿بَیْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿بَیْضَآءَ﴾ ''سفید'' یعنی چمکتی ہوگی۔سفید شراب جس کی نہر بہہ رہی ہوگی جو دل فریب اور دیدہ زیب ہوگی۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(2)﴿لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ﴾ ''پینے والوں کے لیے لذیذ ہوگی'' جس کو پی کر اہل جنت لذت محسوس کریں گے۔

(3) جنت کی شراب کے مضر اثرات نہیں ہوں گے۔(4) یہ شراب دنیا کی شراب کی طرح مکروہ نہیں ہوگی کہ دیکھتے ہی گھن آئے۔ جنت کی شراب کا ذائقہ پاکیزہ اور خوشبو نہال کرنے والی ہوگی۔

## ﴿لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ﴾

''نہ اُس میں دردِ سر ہوگا اور نہ وہ پی کر مدہوش کیے جائیں گے'' (47)

سوال: جنت کی شراب کا کوئی نقصان نہیں ہوگا، اس کی وضاحت ﴿لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿لَا فِیْهَا غَوْلٌ﴾ ''نہ اُس میں دردِ سر ہوگا'' غول کے معنی خلاف طبیعت بات کے پیش آنے کے ہیں۔ جنت کی شراب سے کوئی جسمانی تکلیف، پیٹ درد یا قولنج وغیرہ نہیں ہوگا، نہ سر چکرائے گا، نہ متلی آئے گی۔

(2)﴿وَّلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ﴾ ''اور نہ وہ پی کر مدہوش کیے جائیں گے'' جنت کی شراب سے عقل زائل نہیں ہوگی کہ کوئی ناگوار صورتحال پیش آئے۔ جنتیوں کے ہوش وحواس قائم رہیں گے، ان کی عقلیں بہکیں گی نہیں۔

(3) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: شراب میں چار باتیں پائی جاتی ہیں نشہ، سر درد، قے اور پیشاب۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کی شراب کو ان چاروں باتوں سے پاک صاف رکھا ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 684/2)

## ﴿وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ﴾

''اور اُن کے پاس نگاہیں بچانے والی موٹی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی'' (48)

سوال: جنت کی حوریں کسی کو نگاہ غلط سے دیکھنا گوارا نہیں کرتیں، اس کی وضاحت ﴿وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) رب العزت نے جنت کی نعمتوں کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے تاکہ لوگوں کے اندر ان نعمتوں کا شوق پیدا ہو۔

(2)﴿وَعِنْدَهُمْ﴾ ''اور اُن کے پاس'' اہل جنت کے پاس عورتیں ہوگی۔

(3)﴿قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ﴾ ''نگاہیں بچانے والی'' جو اپنی نظروں کو اپنے شوہروں پر مرکوز رکھیں گی اور کسی پر نگاہ غلط ڈالنا گوارا نہیں کریں گی۔



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com





(4) جنتی عورت اپنے شوہر سے شدید محبت کرنے والی ہوگی۔ یہ ان کی پاکیزگی کی دلیل ہے۔

(5) ﴿عِيْنٌ﴾ ''موٹی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی'' یعنی حوریں بڑی بڑی آنکھوں والی حسن و جمال میں اپنا ثانی نہیں رکھتی ہوں گی۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ﴾ ''گویا کہ وہ عورتیں یاقوت اور مرجان ہیں'' (الرحمٰن:58)

(6) ان کی آنکھیں حسن، حیا اور پاکیزگی کا اظہار کرنے والی ہوں گی۔

## ﴿كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ﴾

''گویا وہ چھپا کر رکھے گئے انڈے ہیں'' (49)

سوال: حوروں کے چہروں اور جسموں کی رونق کی جو مثال دی گئی ہے، اس کی وضاحت ﴿كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿كَأَنَّهُنَّ﴾ ''گویا وہ'' حوروں کے حسن کی مثال ہے۔

(2) ﴿بَيْضٌ مَّكْنُونٌ﴾ ''چھپا کر رکھے گئے انڈے ہیں'' گویا کہ وہ حوریں چھپائے ہوئے انڈے ہیں۔ یہ تشبیہ ان کے حسن، ان کے رنگ کی بے انتہا خوبصورتی اور اس کی تازگی کی بنا پر دی گئی ہے، اس میں کسی قسم کی کدورت اور میلا پن نہ ہوگا۔ (تفسیر سعدی:2268/3)

(3) بعض مفسرین نے ''بیض مکنون'' کی تفسیر انڈے کے چھلکے کے نیچے چھپی ہوئی جھلی سے کی ہے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے ''بیض مکنون'' کا مطلب دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کی (یعنی جنت کی حوروں کی) نرمی اور نزاکت اس جھلی جیسی ہوگی جو انڈے کے چھلکے سے چپکی ہوتی ہے اور اسے ''فرقی'' کہا جاتا ہے۔'' (ضعیف، ابن جریر۔ ابن کثیر) (اشرف الحواشی:536/1)

(4) حوروں کے رنگ کی مثال موتیوں سے دی گئی صاف شفاف جھلکتا ہوا رنگ جسے ابھی تک کسی ہاتھ نے چھوا نہ ہو۔

## ﴿فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ﴾

''پھر ان میں سے بعض، بعض کی طرف متوجہ ہو کر ایک دوسرے سے سوال کریں گے'' (50)

سوال: شراب کی مجلس میں اہل جنت کے سوال کی وضاحت ﴿فَأَقْبَلَ ... يَتَسَاءَلُونَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ﴾ ''پھر ان میں سے بعض، بعض کی طرف متوجہ ہو کر'' جب جنت میں اہل جنت شراب کی مجلس پر اکٹھے ہوں گے۔ تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ جنت کے خادم کھانے اور مشروبات لے کر



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



گھوم رہے ہوں گے۔ ان کے لباس اور ان کی نعمتیں ایسی کہ کسی نے ان کا تصور تک نہ کیا ہو۔

(2) ﴿یَّتَسَآءَلُوْنَ﴾ ''ایک دوسرے سے سوال کریں گے'' اس وقت شراب کے دور کے ساتھ انہیں دنیا یاد آئے گی کہ کیسے ہم دکھ اور تکلیفیں کاٹتے تھے اور چین سے بیٹھنا نصیب نہیں ہوتا تھا۔ وہ ایک دوسرے سے دنیا کے حالات پوچھیں گے۔

﴿قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْنٌ﴾

''اُن میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ یقیناً میرا ایک ساتھی تھا'' (51)

سوال: جنتی دنیا کے ساتھی کو کیسے یاد کریں گے، اس کی وضاحت ﴿قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ﴾ ''اُن میں سے ایک کہنے والا کہے گا'' مجلس میں سے ایک جنتی کہے گا۔

(2) ﴿اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْنٌ﴾ ''کہ یقیناً میرا ایک ساتھی تھا'' دنیا میں میرا ایک ساتھی تھا جو موت کے بعد کی زندگی پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ وہ میرے عقیدے پر میرا مذاق اڑاتا اور مجھے ملامت کرتا تھا۔

(3) قرین ایسے ساتھی یا دوست کو کہتے ہیں جو اپنا ہم عمر ہو یا بہادری، قوت اور اسی طرح کے دیگر اوصاف میں ہمسر ہو اور اس لفظ کا استعمال عموماً برے معنوں میں ہوتا ہے۔ (تیسیر القرآن:707/3)

﴿یَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ﴾

''وہ کہتا تھا کہ کیا یقیناً تم واقعی تصدیق کرنے والوں میں سے ہو؟'' (52)

سوال: بعث اور جزا کے عقیدے پر ساتھی کی تنقید کی وضاحت ﴿یَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿یَّقُوْلُ﴾ ''وہ کہتا تھا'' یعنی قیامت کا منکر ساتھی کہتا تھا۔

(2) ﴿اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ﴾ ''کیا یقیناً تم واقعی تصدیق کرنے والوں میں سے ہو؟'' کیا تم بھی قیامت کو، موت کے بعد کی زندگی اور جزا سزا کو مانتے ہو؟ بڑی حیرت کی بات ہے۔ تم ایسے ناممکن معاملے کی تصدیق کیسے کرتے ہو؟

﴿ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ﴾

''کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم یقیناً واقعی جزا دیے جانے والے ہیں؟'' (53)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال: مٹی ہو جانے کے بعد جزا سزا ہوگی، اس کی وضاحت ﴿ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ءَاِذَا مِتْنَا﴾ ''کیا جب ہم مرجائیں گے'' جب ہم مرنے کے بعد بکھر جائیں گے۔

(2) ﴿وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا﴾ ''اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے'' ہمارا گوشت مٹی اور ہم ہڈیوں کا پنجر ہو جائیں گے۔

(3) ﴿ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ﴾ ''تو کیا ہم یقیناً واقعی جزا دیے جانے والے ہیں؟'' کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں رہ جائیں گے تو ہمیں جزا سزا دی جائے گی؟ کیا اس وقت ہمارا حساب کتاب ہوگا اور ہمیں ہمارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا؟

(4) جنتی اپنے ساتھیوں سے کہے گا کہ میں تو ایمان پر قائم رہا اور وہ قیامت کو جھٹلاتا رہا یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی اور اب ہمیں دوبارہ زندہ کیا گیا اور ہمارے رب نے اپنے وعدے کے مطابق ہمیں نعمتوں بھری جنت میں پہنچا دیا۔ اس وعدے کے مطابق مجھے یقین ہے کہ میرا ساتھی عذاب میں مبتلا ہوگا۔

## ﴿قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ﴾

''وہ کہے گا کہ کیا تم جھانک کر دیکھنے والے ہو؟'' (54)

سوال: آؤ دوزخ میں اسے جھانک کر دیکھیں، اس کی وضاحت ﴿قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ﴾ ''وہ کہے گا'' یعنی جنتی کہے گا۔

(2) ﴿هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ﴾ ''کہ کیا تم جھانک کر دیکھنے والے ہو؟'' آؤ اس ساتھی کو دوزخ میں جھانک کر دیکھیں۔

(3) وہ اس لیے جھانک کر دیکھیں گے تاکہ جنت کے سرور میں اور اضافہ ہو۔ پھر وہ کافر ساتھی کا حال دیکھنے لگ جائیں گے۔

## ﴿فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ﴾

''پس وہ جھانکے گا تو اُسے جہنم کے درمیان میں دیکھے گا'' (55)

سوال: وہ اپنے ساتھی کو جہنم میں جھلستا پائے گا، اس کی وضاحت ﴿فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاطَّلَعَ﴾ ''پس وہ جھانکے گا'' وہ اپنے ساتھی کو جھانک کر دیکھے گا۔



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



(2)﴿فَرَاٰهُ﴾ ''تو اسے دیکھے گا'' جنتی اپنے ساتھی کو دیکھ لے گا۔

(3)﴿فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ﴾ ''جہنم کے درمیان میں'' وہ اسے جہنم کے بیچ میں جھلستا ہوا دیکھے گا جیسے کوئی انگارہ دہک رہا ہو۔

## ﴿قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ﴾

''کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! قریب تھا کہ تم واقعی مجھے تباہ کر دیتے'' (56)

سوال: تم مجھے تباہ کرنے والے تھے، جنتی کے قول کی وضاحت ﴿قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قَالَ تَاللّٰهِ﴾ ''کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم!'' جنتی اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہے گا۔

(2)﴿اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ﴾ ''قریب تھا کہ تم واقعی مجھے تباہ کر دیتے'' مومن اپنے جہنمی ساتھی سے کہے گا کہ تو تو مجھے شبہات سے ہلاک ہی کر ڈالتا۔ اگر میں تیری بات مان لیتا تو تو مجھے اپنے ساتھ لے ڈوبتا۔

## ﴿وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ﴾

''اور اگر میرے رب کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی اُن حاضر شدہ لوگوں میں ہوتا'' (57)

سوال: مومن اپنے جہنمی ساتھی کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے گا، اس کی وضاحت ﴿وَلَوْلَا ... الْمُحْضَرِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّیْ﴾ ''اور اگر میرے رب کا احسان نہ ہوتا'' یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان کیا اور مجھے ایمان کی توفیق دی اور برے دوست سے دور رکھا۔

(2)﴿لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ﴾ ''تو میں بھی اُن حاضر شدہ لوگوں میں ہوتا'' یعنی اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ دیتا اور مجھے گمراہی سے نہ بچاتا تو میں تیرے ساتھ دوزخ میں جھلس رہا ہوتا۔

(3) یہ میرے رب کی رحمت ہے کہ اس نے مجھے ایمان پر جمائے رکھا اور مجھے توحید پر ثبات عطا فرمایا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۗ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''اور وہ کہیں گے: ''(الحمد للہ) سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، ہمیں اللہ تعالیٰ ہی نے اس کے لئے ہدایت دی اور اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم کبھی بھی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہدایت نہ پاتے، بلاشبہ یقیناً ہمارے رب کے رسول یقیناً حق ہی لائے تھے" اور وہ پکارے جائیں گے: "یہ جنت کہ جس کے تم وارث بنائے گئے ہو، اس کا بدلہ ہے جو تم عمل کرتے تھے۔" (الاعراف:43)

﴿اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ﴾

"تو کیا ہم مرنے والے نہیں ہیں؟" (58)

سوال: جنتیوں کے سوال کی وضاحت ﴿اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: ﴿اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ﴾ "تو کیا ہم مرنے والے نہیں ہیں؟" مومن جنت کی رونقوں اور عزت والے گھر کی بہاروں سے خوش ہو کر کہے گا۔ اب ہم ہمیشہ جئیں گے، ہمیں کبھی موت نہیں آئے گی؟

﴿اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ﴾

"مگر پہلی بار کی ہماری موت اور ہم کبھی عذاب دیے جانے والے نہیں ہیں" (59)

سوال: نہ موت کا اندیشہ، نہ عذاب کا خطرہ، اس کی وضاحت ﴿اِلَّا ۔۔۔ بِمُعَذَّبِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى﴾ "مگر پہلی بار کی ہماری موت" یعنی دنیا میں جو موت آ گئی سو آ گئی، اب کبھی موت نہیں آئے گی۔

(2) ﴿وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ﴾ "اور ہم کبھی عذاب دیے جانے والے نہیں ہیں" یعنی جنت میں داخل ہونے کے بعد اب ہمیں عذاب کا کوئی خطرہ نہیں۔

(3) سلامتی ہے، راحت ہے، خوش گوار اور سدا بہار زندگی ہے۔

﴿اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾

"یقیناً یہی تو بڑی کامیابی ہے" (60)

سوال: جنت کا مل جانا بہت بڑی کامیابی ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ هٰذَا﴾ "یقیناً یہی تو" یعنی دوزخ سے نجات پانا اور دار السلام (جنت) میں داخل ہونا بڑی کامیابی ہے جو دائمی نعمتوں کا گھر ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(2) ﴿لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ ”بڑی کامیابی ہے“ بے شک یہ البتہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ جس کے ذریعے سے ہر وہ بھلائی حاصل ہوتی ہے جسے نفوس چاہتے ہیں اور ہر وہ چیز دور ہوتی ہے جس کو نفوس ناپسند کرتے ہیں۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور کامیابی مطلوب ہو سکتی ہے؟ یا یہ سب سے بڑا مطلوب و مقصود ہے جہاں ربِ ارض وسما کی رضا نازل ہوتی ہے، جہاں اہل ایمان اس کے قرب سے فرحت، اس کی معرفت سے لذت، اس کے دیدار سے مسرت اور اس سے ہم کلام ہو کر طرب و راحت حاصل کریں گے۔ (تفسیر سعدی: 2270/3)

## ﴿لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ﴾

”ایسی کامیابی کے لیے تو لازم ہے کہ عمل کرنے والے عمل کریں“ (61)

سوال 1: جنت کے لیے عمل کرنے چاہئیں، اس کی وضاحت ﴿لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لِمِثْلِ هٰذَا﴾ ”ایسی کامیابی کے لیے“ یعنی اس عطا اور عظیم فضل کے لیے۔

(2) ﴿فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ﴾ ”تو لازم ہے کہ عمل کرنے والے عمل کریں“ یہی مطلوب و مقصود سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اس کے لیے زندگی کے بہترین سانس صرف کیے جائیں اور سب سے زیادہ اس لائق ہے کہ عقل مند اصحاب معرفت اس کے لیے جدوجہد کریں۔ نہایت افسوس اور حسرت کا مقام ہے کہ دور اندیش آدمی کے اوقات میں کوئی ایسا وقت گزرے جس میں وہ ایسے عمل میں مشغول نہ ہو جو اسے اس منزل مقصود تک پہنچاتا ہے، تب اس کا کیا حال ہے جو اپنے گناہوں کے ذریعے سے ہلاکت کے گڑھے میں گرتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2270/3)

(3) یعنی جنت جیسی نعمت اور کامیابی کے لیے دنیا میں عمل کرنے والوں کو عمل کرنے چاہئیں۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے زمین پر کی جانے والی کوششوں کو صحیح رخ دینے کے لیے کیا شعور دلایا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے شعور دلایا کہ اس جیسی نعمت اور فضل عظیم کے لیے محنت کرنے والوں کو محنت کرنی چاہیے۔

## ﴿اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ﴾

”کیا یہ ضیافت اچھی ہے یا تھوہر کا درخت؟“ (62)

سوال: زقوم کی ضیافت کی وضاحت ﴿اَذٰلِكَ... الزَّقُّوْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



جواب:(1)﴿اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا﴾ ''کیا یہ ضیافت اچھی ہے'' رب العزت نے فرمایا کیا اہل جنت کی یہ میزبانی، ان کے کھانے پینے، مجلس اور لذتیں بہتر ہیں یا جہنم میں دیے جانے والے عذاب۔

(2)﴿اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ﴾ ''یا تھوہر کا درخت؟'' یا جہنمیوں کا کھانا جو زقوم کا درخت ہے اور پیپ ملا کھولتا ہوا پانی اچھا ہے۔

(3) ابوعمران خولانی کی روایت سے ابونعیم نے اور زوائد الزہد میں عبداللہ بن احمد نے بیان کیا ہے کہ زقوم میں سے آدمی جتنا نوچے گا زقوم اس آدمی کا بھی اتنا ہی گوشت نوچ لے گا۔ (تفسیر مظہری:23/10)

(4) جنتیوں کا کھانا بہتر ہے یا جہنمیوں کا کھانا؟

## ﴿اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ﴾

''یقیناً ہم نے اُسے ظالم لوگوں کے لیے فتنہ بنایا ہے'' (63)

سوال: زقوم گناہ گاروں کے لیے فتنہ ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً﴾ ''یقیناً ہم نے اُسے فتنہ بنایا ہے'' یعنی زقوم کے درخت کو رب العزت نے گناہ گاروں کے لیے فتنہ بنا رکھا ہے۔

(2)﴿لِّلظّٰلِمِيْنَ﴾ ''ظالم لوگوں کے لیے'' یعنی جنہوں نے شرک، کفر اور نافرمانی کے کام کیے اور اپنے اوپر ظلم کیا ان کے لیے زقوم کو فتنہ بنا دیا ہے۔

(3) کافر کہا کرتے تھے آگ تو درخت کو جلا ڈالتی ہے پھر آگ کا درخت کیسے ہوگا؟ ابن زبعری نے سرداران قریش سے کہا تھا کہ محمد ﷺ ہم کو زقوم سے ڈراتے ہیں حالانکہ بربری زبان میں زقوم کا معنی ہے مکھن اور کھجور۔ ابوجہل ابن زبعری کو اپنے گھر میں لایا اور باندی سے کہا جاریہ ہمارے لئے زقوم لاؤ۔ باندی مکھن اور کھجوریں لے آئی، ابوجہل نے کہا زقوم کھاؤ یہ وہ زقوم ہے جس سے محمد ﷺ تم کو ڈراتے ہیں۔ (تفسیر مظہری:23/10)

## ﴿اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ﴾

''یقیناً وہ ایک درخت ہے جو دوزخ کی تہ سے نکلتا ہے'' (64)

سوال: زقوم جہنم کی جڑ میں پیدا ہوتا ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ﴾ کی روشنی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِنَّهَا شَجَرَةٌ﴾ ''یقیناوہ ایک درخت ہے'' یعنی زقوم کا درخت۔

(2)﴿تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ﴾ ''جو دوزخ کی تہ سے نکلتا ہے'' زقوم جہنم کی جڑ میں پیدا ہوتا ہے۔اس کے اگنے کی جگہ جہنم کی جڑ یعنی عین وسط ہے۔اس کے اگنے کی جگہ بدترین ہے جو اس کے بدترین اوصاف کی دلیل ہے۔

## ﴿طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ﴾

''اُس کا خوشہ ایسا ہے گویا وہ شیاطین کے سر ہیں'' (65)

سوال: زقوم کی شاخوں کی مثال کی وضاحت ﴿طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿طَلْعُهَا﴾ ''اُس کا خوشہ ایسا ہے'' یعنی زقوم کی شاخیں۔

(2)﴿كَاَنَّهٗ﴾ ''گویا وہ'' اس کی مثال ایسے ہے جیسے

(3)﴿رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ﴾ ''شیاطین کے سر ہیں'' اصل میں لفظ ''رؤس الشیاطین'' استعمال ہوا ہے جس کا لفظی ترجمہ ''شیطانوں کے سر'' ہیں۔اللہ تعالیٰ نے دوزخ میں پیدا ہونے والے تھوہر کی کلیوں کو ان کی انتہائی بھیانک شکل کا تصور پیش کرنے کے لئے شیطانوں کے سروں سے تشبیہ دی ہے۔(اشرف الحواشی:536/1)

## ﴿فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ﴾

''پس بلاشبہ وہ اُس میں سے یقیناً کھانے والے ہیں پھر اُسی سے پیٹ بھرنے والے ہیں'' (66)

سوال: جہنمیوں کا کھانا زقوم ہے،اس کی وضاحت ﴿فَاِنَّهُمْ ...الْبُطُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَاِنَّهُمْ﴾ ''پس بلاشبہ وہ'' یعنی شرک،کفر اور نافرمانی کرنے والے۔

(2)﴿لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا﴾ ''اُس میں سے یقیناً کھانے والے ہیں'' بھوک کی شدت کی وجہ سے زقوم سے کھانے والے ہیں۔

(3)﴿فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ﴾ ''پھر اُسی سے پیٹ بھرنے والے ہیں'' جہنمیوں کو زقوم سے پیٹ بھرنا ہی پڑے گا۔ وہ اس درخت سے کھائیں گے جو حلق میں اٹکنے والا،بے حد بدمزہ،انتہائی نقصان دہ،انتہائی سڑا ہوا ہوگا جیسا کہ فرمایا: ﴿لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ﴿٦﴾ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ﴿٧﴾﴾ ''سوکھی خاردار جھاڑی کے سوا اُن کے لیے کوئی کھانا نہ ہوگا۔جو نہ موٹا کرے گا اور نہ بھوک میں کافی ہوگا۔'' (الغاشیۃ:7,6)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(4)﴿إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ (٤٣) طَعَامُ الْأَثِيمِ (٤٤) كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ (٤٥) كَغَلْيِ الْحَمِيمِ (٤٦)﴾ ''یقیناً زقوم کا درخت۔ گناہ گار کا کھانا ہے۔ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح پیٹ میں جوش مارے گا۔ کھولتے ہوئے پانی کے جوش مارنے کی طرح۔'' (الدخان:43-46)

## ﴿ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ﴾

''پھر یقیناً اس پر اُن کے لیے کھولتے ہوئے پانی کی آمیزش ہے'' (67)

سوال: جہنمیوں کے مشروب کی وضاحت ﴿ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا﴾ ''پھر یقیناً اس پر اُن کے لیے'' یعنی جہنمیوں کو جوزقوم کھانے کے لیے دیا جائے گا۔

(2)﴿لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ﴾ ''کھولتے ہوئے پانی کی آمیزش ہے'' گرم، سخت کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا جیسا کہ فرمایا: ﴿وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ﴾ ''اور اُن کو گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا تو وہ اُن کی آنتیں ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دے گا۔'' (محمد:15)

(3)﴿إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا﴾ ''یقیناً ہم نے ظالموں کے لیے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے جس کی لپٹیں انہیں گھیرے میں لے چکی ہیں اور اگر وہ پانی مانگیں گے تو انہیں پگھلے ہوئے تانبے جیسا پانی دیا جائے گا جو چہروں کو بھون ڈالے گا، بڑا ہی بُرا مشروب ہے اور بہت ہی بری آرام گاہ ہے۔'' (الکہف:29)

## ﴿ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ﴾

''پھر بے شک اُن کی واپسی یقیناً دوزخ کی طرف ہوگی'' (68)

سوال: جہنمیوں کے ٹھکانے کی وضاحت ﴿ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ﴾ ''پھر بے شک اُن کی واپسی'' یعنی پھر اس کے بعد وہ جہنم کی طرف لوٹیں گے جو ان کا ٹھکانہ ہے۔

(2)﴿لَإِلَى الْجَحِيمِ﴾ ''یقیناً دوزخ کی طرف ہوگی'' جہنم کی طرف ان کی واپسی ہوگی جو بھڑک رہی ہوگی، انگارے برسا رہی ہوگی۔



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



(3) بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: پہلے گرم پانی پلانے کے لئے ان کو کھولتے پانی کے مقام پر لے جایا جائے گا پھر لوٹا کر جحیم میں لے آیا جائے گا۔ گرم پانی کا مقام جحیم سے باہر ہوگا۔ (تفسیر مظہری:24/10)

﴿اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ﴾

''یقیناً اُن لوگوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا'' (69)

سوال: انہوں نے بے دلیل آباؤ اجداد کی پیروی کی، اس کی وضاحت ﴿اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ﴾ ''یقیناً اُن لوگوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا'' اس چیز نے انہیں جہنم میں پہنچا دیا۔ جب انہیں کہا جاتا تھا کہ لا الٰہ الا اللہ کہو تو وہ تکبر کرتے تھے اور کہتے تھے ہم نے اپنے باپ دادا کو یہ کرتے نہیں پایا۔

(2) انہوں نے بے دلیل آباؤ اجداد کی پیروی کی اور گمراہ ہو گئے۔

﴿فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ﴾

''پھر وہ اُن ہی کے نقش قدم پر دوڑتے چلے گئے'' (70)

سوال: وہ اپنے آباؤ اجداد کے قدموں کے نشانات پر دوڑتے ہی چلے گئے، اس کی وضاحت ﴿فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ﴾ ''پھر وہ اُن ہی کے نقش قدم پر'' وہ باپ دادا کے قدموں کے بے دلیل نشانات پر دوڑتے ہی چلے گئے۔ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی طرف توجہ ہی نہ کی۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو قابل اعتنا نہ سمجھا۔

(2) ﴿يُهْرَعُوْنَ﴾ ''دوڑتے چلے گئے'' وہ ان کے پیچھے گمراہی میں دوڑتے ہی چلے گئے اور جب خیر خواہوں نے ان کو توجہ دلائی تو انہوں نے کہا: ﴿وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ﴾ ''اور اسی طرح تم سے پہلے ہم نے کسی بستی میں کوئی خبردار کرنے والا نہیں بھیجا مگر اُس کے خوش حال لوگوں نے کہا کہ یقیناً ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا اور یقیناً ہم اُن ہی کے نقشِ قدم کی پیروی کرنے والے ہیں۔'' (الزخرف:23)



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



﴿وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ﴾

"اور بلاشبہ یقیناً اُن سے پہلے لوگوں میں سے اکثر گمراہ ہو چکے" (71)

سوال: ان کے پیش رو بھی گمراہ ہوئے، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ﴾ "اور بلاشبہ یقیناً اُن سے پہلے گمراہ ہو چکے" رب العزت نے ان سے پہلی قوموں کی خبر دی ہوئی ہے کہ ان میں سے اکثر لوگ گمراہ ہو گئے۔

(2) ﴿أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ﴾ "پہلے لوگوں میں سے اکثر" یعنی پہلے لوگوں کی اکثریت گمراہ ہوئی۔ ان میں سے کم لوگ ہی ایمان لائے۔ ان میں سے کثیر لوگوں نے غیر اللہ کو اپنا معبود بنا لیا تھا۔

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُّنْذِرِينَ﴾

"اور بلاشبہ اُن میں ہم نے یقیناً ڈرانے والے بھیجے" (72)

سوال: اللہ تعالیٰ نے ان میں انبیاء علیہم السلام بھیجے، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُّنْذِرِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ﴾ "اور بلاشبہ اُن میں ہم نے یقیناً بھیجے" رب العزت نے آگاہ فرمایا ہے کہ ہم نے ان میں انبیاء علیہم السلام بھیجے۔

(2) ﴿مُّنْذِرِينَ﴾ "ڈرانے والے" جو انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراتے تھے۔ جو شرک اور بت پرستی کے برے انجام کی تنبیہ کرتے تھے۔ جو انہیں گمراہی سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے قہر و عذاب سے ڈراتے تھے۔

﴿فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ﴾

"سو آپ دیکھیں کہ اُن کا کیسا انجام ہوا جن کو ڈرایا گیا!" (73)

سوال: جھٹلانے والوں کا برا انجام ہوا، اس کی وضاحت ﴿فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَانْظُرْ﴾ "سو آپ دیکھیں" یعنی آپ ﷺ غور فرما لیں۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(2)﴿كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾ ''کہ اُن کا کیسا انجام ہوا جن کو ڈرایا گیا!'' جن لوگوں نے رسولوں کی مخالفت کی، اپنی ضد نہیں چھوڑی اور ہٹ دھرمی کی، انبیاء علیہم السلام کو جھٹلایا آخر اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ رسوائی اور تباہی کے سوا ان کے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔

ع 2 53 6

## ﴿اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ﴾

''سوائے اللہ تعالیٰ کے اُن بندوں کے جو خالص کر دیے گئے'' (74)

سوال: مخلص مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے عذاب سے محفوظ رکھا، اس کی وضاحت ﴿اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ﴾ ''سوائے اللہ تعالیٰ کے اُن بندوں کے'' یعنی اللہ تعالیٰ کے بندے عذاب سے نجات پا گئے، وہ ہلاک نہیں ہوئے۔

(2)﴿الْمُخْلَصِيْنَ﴾ ''جو خالص کر دیے گئے'' مخلص لوگ عقیدے کے اعتبار سے خالص ہوتے ہیں، اپنے اعمال کے اعتبار سے خالص ہوتے ہیں۔ (3) جنہوں نے اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کیا۔ (تفسیر قاسمی: 111/14)

(4) سوائے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے۔ یعنی جن کو اللہ تعالیٰ نے اخلاص کا حامل بنایا اور ان کو ان کے اخلاص کے سبب سے، اپنی رحمت کے لیے مختص کیا۔ تب ان کا انجام قابل ستائش ہوا۔ (تفسیر سعدی: 2272/3، 2273)

## ﴿وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ﴾

''اور نوح نے ہمیں پکارا یقیناً کیا ہی اچھے قبول کرنے والے ہیں!'' (75)

سوال: سیدنا نوح علیہ السلام کی دعا قبول کر لی گئی، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ ... الْمُجِيْبُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ﴾ ''اور نوح نے ہمیں پکارا'' رب العزت نے اپنے بندے سیدنا نوح علیہ السلام کے بارے میں آگاہ فرمایا ہے کہ انہوں نے ایک طویل مدت تک قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا مگر قوم کی نفرت میں اضافہ ہی ہوا۔ آخر کار انہوں نے اپنے رب سے دعا کی۔ ﴿وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا﴾ ''اور نوح نے کہا: ''اے میرے رب! تو زمین پر کافروں میں کسی رہنے والے کو نہ چھوڑ۔'' (نوح: 26)

(2)﴿قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ﴾ ''نوح نے کہا: اے میرے رب! تو میری مدد فرما اس وجہ سے جو اُنہوں



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نے مجھے جھٹلایا ہے۔" (المؤمنون:26)

(3) سیدنا نوح علیہ السلام نے رب العزت سے دعا کی تھی ﴿فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ﴾ "تو اُس نے اپنے رب کو پکارا: میں بے بس ہوں۔سو تو بدلہ لے لے!" (القمر:10)

(4) سیدنا نوح علیہ السلام کو ان کی قوم نے جو ایذائیں دی تھیں اس کی وجہ سے وہ ان سے مایوس ہو گئے اور انہوں نے ان کی ہلاکت کی بددعا کی۔اس کی دو وجوہات تھیں (i) تاکہ اللہ تعالیٰ کی زمین نافرمانوں سے پاک ہو جائے (ii) تاکہ وہ عبرت بن جائیں جن سے بعد میں آنے والی امتیں نصیحت حاصل کریں۔(تفسیر ماوردی:53/5)

(5) ﴿فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ﴾ "یقینا کیا ہی اچھے قبول کرنے والے ہیں" رب العزت نے اپنی مدح بیان فرمائی ہے کہ ہم خوب سننے والے اور خوب جواب دینے والے ہیں۔

(6) رب العزت نے سیدنا نوح علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو بچا لیا اور کافروں کو سیلاب میں غرق کر دیا۔

## ﴿وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ﴾

"اور ہم نے اُسے اور اُس کے گھر والوں کو بڑے غم سے نجات دی" (76)

سوال: سیدنا نوح علیہ السلام اور اہل ایمان بچائے گئے،اس کی وضاحت ﴿وَنَجَّيْنٰهُ ... الْعَظِيْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ﴾ "اور ہم نے اُسے اور اُس کے گھر والوں کو نجات دی" رب العزت نے سیدنا نوح علیہ السلام کی دعا قبول کر لی۔انھیں اور ان کے گھر والوں کو بچا لیا گیا۔سیدنا نوح علیہ السلام کے اہل (گھر والوں) سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان پر ایمان لائے۔(شوکانی)(اشرف) (2) سیدنا نوح علیہ السلام کے ساتھ جن لوگوں کو بچایا گیا ان کی تعداد 80 بتائی جاتی ہے۔

(3) ﴿مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ﴾ "بڑے غم سے" اور "کرب عظیم" بڑی مصیبت سے مراد طوفان میں غرق ہونا بھی ہو سکتا ہے اور قوم کا جھٹلانا اور ستانا بھی۔(شوکانی)

## ﴿وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ﴾

"اور ہم نے اُس کی نسل کو باقی رہنے والا بنایا" (77)

سوال: سیدنا نوح علیہ السلام آدم ثانی ہیں،اس کی وضاحت ﴿وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ﴾ "اور ہم نے اُس کی نسل کو باقی رہنے والا بنایا" سیدنا نوح علیہ السلام کی نسل



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کو اللہ تعالیٰ نے باقی رکھا۔(2)سام،حام اور یافث سے نسل چلائی۔

(3)تمام انسان سیدنا نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں اس لحاظ سے وہ آدم ثانی ہیں۔

﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ﴾

''اور ہم نے پچھلوں میں اس کے ذکرِ خیر کو چھوڑ دیا''(78)

سوال:سیدنا نوح علیہ السلام کو دائمی ثنائے حسن سے نوازا گیا،اس کی وضاحت﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ﴾''اور ہم نے اس کے ذکرِ خیر کو چھوڑ دیا''رب العزت نے سیدنا نوح علیہ السلام کی ثنائے حسن باقی رکھی۔(2)﴿فِي الْآخِرِينَ﴾''پچھلوں میں''یعنی قیامت تک آنے والوں کے لیے۔

(3)قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوح علیہ السلام کو دائمی ثنائے حسن سے نوازا۔(جامع البیان:70/23)

﴿سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ﴾

''سلام ہے نوح پر تمام جہانوں میں!''(79)

سوال1:نوح علیہ السلام پر سلامتی ہو،اس کی وضاحت﴿سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ﴾''سلام ہے نوح پر''یعنی سیدنا نوح علیہ السلام کے لیے تمام انسانوں اور تمام جہانوں میں سلام۔

(2)﴿فِي الْعَالَمِينَ﴾''تمام جہانوں میں''یعنی قیامت تک کے لوگ سیدنا نوح علیہ السلام کے لیے سلامتی کی دعائیں کرتے رہیں گے۔(زاد المسیر:249/6)

(3)تمام قومیں اور تمام مذاہب کے لوگ سیدنا نوح علیہ السلام کے ذکرِ خیر اور ثنائے حسن کو جاری رکھیں گے۔

سوال2:سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم کو غرق کر دیا۔اللہ تعالیٰ نے ان کی قدردانی کیسے کی؟

جواب:(1)اللہ تعالیٰ نے اپنے دور میں سیدنا نوح علیہ السلام کو بڑے طوفان اور لوگوں کی اذیتوں سے بچا لیا۔

(2)اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے ان کا ذکرِ خیر باقی چھوڑ دیا۔سیدنا نوح علیہ السلام پر سب سلام بھیجتے ہیں اور بھیجتے رہیں گے۔

﴿إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ﴾

''یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں''(80)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال: اللہ تعالیٰ محسنین کے ثنائے حسن کو پھیلاتا ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّا كَذٰلِكَ﴾ ”یقیناً ایسا ہی“ یعنی جیسے ہم نے سیدنا نوح علیہ السلام کے لیے ذکرِ خیر، ثنائے حسن اور جہان والوں کی جانب سے سلامتی کی دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھا ہے۔

(2) ﴿نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ﴾ ”نیکی کرنے والوں کو ہم بدلہ دیتے ہیں“ محسنین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے۔ رب العزت محسنین کے احسان کے مطابق دنیا میں ان کے ذکرِ خیر اور ثنائے حسن کو پھیلاتا ہے۔

(3) سیدنا نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، لوگوں کو 950 سال رب العزت کی طرف بلایا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ احسان کیا جیسا کہ فرمایا: ﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ﴾ ”نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہے۔“ (الرحمٰن: 60)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾ ”یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے جو اس سے ڈر گئے اور ان لوگوں کے جو نیکی کرنے والے ہیں۔“ (النحل: 128)

(5) رب العزت کا وعدہ ہے: ﴿وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ﴾ ”اور جنہوں نے ہماری خاطر پوری کوشش کی، انہیں ہم ضرور اپنے راستے دِکھائیں گے اور بلاشبہ یقیناً اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے ساتھ ہے۔“ (العنکبوت: 69)

## ﴿اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ﴾

”یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا“ (81)

سوال: سیدنا نوح علیہ السلام مومن بندے تھے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّهٗ﴾ ”یقیناً وہ“ یعنی سیدنا نوح علیہ السلام۔

(2) ﴿مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ ”ہمارے مومن بندوں میں سے تھا“ رب العزت نے ان کی شان ان کے ایمان کی وجہ سے بیان کی ہے کہ وہ ہمارے مومن بندے تھے۔ انہیں ہماری ملاقات کا یقین تھا۔ وہ توحید پرست تھے۔

(3) سیدنا نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عبودیت میں خالص تھے۔ کامل ایمان اور یقین والے تھے۔

(4) اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ ارشاد دلالت کرتا ہے کہ ایمان بندوں کے لیے بلند ترین منزل ہے، جو تمام شرائع اور اس کے اصول وفروع



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



پر مشتمل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کی، ان کے ایمان کی بنا پر مدح وثنا کی ہے۔ (تفسیر سعدی:2274،2273/3)

﴿ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ﴾

''پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا'' (82)

سوال: باقی سب کا نام ونشان مٹ گیا، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ﴾ ''پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا'' قوم نوح کے کفر، شرک اور جھٹلانے کے بعد انہیں طوفان سے غرق کر دیا۔ تمام نافرمان ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔

(2) ان کا نام ونشان تک باقی نہ رہا۔ سب اللہ تعالیٰ کے عذاب میں پکڑے گئے۔ ان کا برائیوں کے ساتھ تذکرہ باقی ہے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ﴾ ''پھر انہوں نے اُسے جھٹلا دیا، تو ہم نے اُس کو ایک کشتی میں نجات دی اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ تھے اور جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ان کو ہم نے ڈبو دیا، یقیناً وہ اندھے لوگ تھے۔'' (الاعراف:64)

﴿وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ﴾

''اور یقیناً اُسی کے گروہ میں سے بلاشبہ ابراہیم تھا'' (83)

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی سیدنا نوح علیہ السلام کے دین اور سنت پر ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ﴾ ''اور یقیناً اُسی کے گروہ میں سے'' یہاں لفظ شیعہ استعمال ہوا ہے۔ شیعہ ایسے فرقہ یا پارٹی کو کہتے ہیں جن کے عقائد آپس میں ملتے جلتے ہوں مگر دوسروں سے مختلف ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ توحید اور معاد کے بارے میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بھی وہی عقائد تھے جو سیدنا نوح علیہ السلام کے تھے اور یہ تو واضح سی بات ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی اصولی تعلیم ایک ہی جیسی رہی ہے اور اسی اصولی تعلیم کا نام دین ہے۔ (تیسیر القرآن:711/3)

(2) ﴿لَاِبْرٰهِيْمَ﴾ ''بلاشبہ ابراہیم تھا'' انبیاء علیہم السلام اصول دین میں سب ایک راہ پر ہیں، اور ہر پچھلا پہلے کی تصدیق و تائید کرتا ہے۔ اسی لئے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو سیدنا نوح علیہ السلام کے گروہ میں سے فرمایا: ﴿وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ﴾ ''اور یقیناً یہ تمہاری اُمت ایک ہی اُمت ہے اور میں تمہارا رب ہوں سو تم مجھ سے ہی ڈرو۔'' (المومنون:52) (تفسیر عثمانی:457/2) (3) سیدنا نوح علیہ السلام کے دین وسنت پر خلیل اللہ بھی ہیں۔ (مختصر ابن کثیر:1691/2)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



7

(4) سیدنا نوح علیہ السلام اور ان لوگوں کے گروہ میں جو نبوت، رسالت، دعوت الی اللہ اور قبولیت دعا میں آپ کے طریقے پر ہیں، سیدنا ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ بھی شامل ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2275/3)

﴿اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ﴾

''جب وہ اپنے رب کے پاس قلبِ سلیم لے کر آیا'' (84)

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام سلیم القلب تھے، اس کی وضاحت ﴿اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ﴾ ''جب وہ اپنے رب کے پاس آیا'' یعنی وہ اپنے رب کے پاس شرک، شک اور غیر اللہ کی طرف التفات سے پاک ہو کر آئے۔ (ایسر التفاسیر: 1294)

(2) ﴿بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ﴾ ''قلبِ سلیم لے کر'' جب کہ وہ اپنے رب کے ہاں صاف دل لے کر آئے۔ شرک شبہات و شہوات سے جو تصورِ حق اور اس پر عمل کرنے سے مانع ہیں۔ جب بندۂ مومن کا قلب ہر برائی سے پاک اور سلامت ہو گا، تو اسے ہر قسم کی بھلائی حاصل ہو گی۔ بندۂ مومن کا سلیم القلب ہونا یہ ہے کہ اس کا دل مخلوق کو دھوکہ دینے، ان سے حسد کرنے اور اس قسم کے دیگر برے اخلاق سے سلامت اور محفوظ رہے۔ (تفسیر سعدی: 2275,2274/3)

(3) قلب سلیم شرک اور برائی سے محفوظ دل کو کہتے ہیں جس میں یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حق دار عبادت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ برحق ہے اور زندگی بعد موت یقینی ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1691/2)

(4) ہر قسم کی علتوں اور آفات نفسہ سے سالم دل جیسے حسد، کینہ وغیرہ اور بری نیتوں سے پاک دل۔ (تفسیر المراغی: 1691/2)

(5) رب العزت نے قلب سلیم کی جزا کے بارے میں فرمایا: ﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ (۸۸) اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (۸۹)﴾ ''جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے مگر جو اللہ تعالیٰ کے پاس سلامتی والے دل کے ساتھ آئے۔'' (الشعراء: 89,88)

(6) سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خبردار ہو جاؤ! جسم میں گوشت کا ایک ایسا ٹکڑا ہے کہ اگر وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ (خوب) سن لو! وہ ٹکڑا دل ہے۔'' (بخاری: 52)

(7) سیدنا سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: سلیم (تندرست، صحت مند) دل مؤمن کا ہے اور بیمار دل کافر اور منافق کا (اس قول



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



پر آیت میں ہر مومن مراد ہوگا)۔ابو عثمان نیشاپوری رحمہ اللہ نے کہا: سلیم (سالم خالی) دل اس کا ہے جو ہر بدعت سے خالی ہو اور سنت پر قائم ہو یعنی آیت میں اہل سنت والجماعت مراد ہیں۔ (تفسیر مظہری:8/354)

﴿اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ﴾

''جب اُس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا: ''تم کس کی عبادت کرتے ہو؟'' (85)

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد اور قوم پر کیسے حجت قائم کی، اس کی وضاحت ﴿اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ﴾ ''جب اُس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم پر حجت قائم کرتے ہوئے کہا۔

(2)﴿مَاذَا تَعْبُدُوْنَ﴾ ''تم کس کی عبادت کرتے ہو؟'' یعنی تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کر رہے ہو تم پر تعجب ہے۔

(3) سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو توجہ دلائی کہ ان چیزوں کی حقیقت کو دیکھیں جن کی آپ پرستش کرتے ہیں۔کیا یہ اس قابل ہیں کہ کوئی ان کی بندگی کرے یا یہ کہ کوئی ان کا غلام ہو؟

﴿اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ﴾

''کیا تم اللہ تعالیٰ کی بجائے من گھڑت معبودوں کو چاہتے ہو؟'' (86)

سوال: تم جھوٹے معبودوں کی عبادت کرتے ہو، اس کی وضاحت ﴿اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ﴾ ''کیا اللہ تعالیٰ کی بجائے من گھڑت معبودوں کو'' تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جو تمہارا سچا معبود ہے، جھوٹے معبودوں کی عبادت کرتے ہو۔

(2)﴿تُرِيْدُوْنَ﴾ ''تم چاہتے ہو؟'' جن کے بارے میں تمہارا گمان ہے کہ وہ معبود ہیں وہ عبادت کا حق نہیں رکھتے تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ گھڑتے ہو۔

(3) سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کے بارے میں واضح کیا کہ یہ بت پتھر کے ہی ہیں ناں! اور خود گھڑے ہیں۔ان کے من گھڑت ہونے میں بھی کوئی شبہ نہیں۔کیا تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہو؟



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



﴿فَمَا ظَنُّكُم بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

"تو تمہارا جہانوں کے رب کے بارے میں کیا گمان ہے؟" (87)

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے سوال ﴿فَمَا ظَنُّكُم بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَمَا ظَنُّكُم بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ "تو تمہارا جہانوں کے رب کے بارے میں کیا گمان ہے؟" تمہارا کیا گمان ہے رب العالمین کے بارے میں کہ وہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرے گا؟ تم غیر اللہ کی عبادت کرو اور تم اس سے نہ ڈرو۔

(2) جب تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو اور اپنے شرک پر قائم ہو تو جانتے ہو اس کی کیا سزا ہے؟ تمہارا کیا گمان ہے کہ تم نے جہانوں کے بادشاہ کے شریک بنا دیے۔ جب تم اس کے حضور جاؤ گے وہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرے گا؟ اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور شرک کے برے انجام سے بچ جاؤ۔

﴿فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ﴾

"پس ابراہیم نے تاروں پر ایک نظر ڈالی" (88)

سوال: ﴿فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَنَظَرَ نَظْرَةً﴾ "پس ابراہیم نے ایک نظر ڈالی" سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نظر ڈالی۔

(2) ﴿فِي النُّجُوْمِ﴾ "تاروں پر" یعنی تاروں کی طرف دیکھتے ہوئے موقع غنیمت جانا اور گھر رہنے کا فیصلہ کیا۔

(3) یہ واقعہ ان دنوں کا ہے کہ جن دنوں ان کی قوم عید کے طور پر قومی تہوار منایا کرتی تھی۔

(4) رسول اللہ ﷺ نے علم النجوم کی ممانعت کیوں فرمائی، تو اس کی وجہ ظاہر ہے کہ علم النجوم پر غور کرنے کے بعد لوگ حوادث کو ستاروں کی کارگزاری نہ سمجھنے لگیں۔ (تفسیر مظہری: 25/10)

﴿فَقَالَ إِنِّي سَقِيْمٌ﴾

تو اُس نے کہا: "یقیناً میں بیمار ہوں" (89)

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیماری کا عذر کیوں پیش کیا، اس کی وضاحت ﴿فَقَالَ إِنِّي سَقِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَقَالَ﴾ "تو اُس نے کہا" سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(2)﴿اِنِّيْ سَقِيْمٌ﴾ ''یقیناً میں بیمار ہوں'' تمام لوگ جب میلے میں جارہے تھے تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تنہائی میں بت توڑنے کے لیے ذومعنی فقرہ بولا جو اصل میں صحیح ہے۔انہوں نے آپ کو جسمانی طور پر بیمار سمجھا جب کہ وہ دلی بیماری میں مبتلا تھے۔وہ اپنی قوم کی بت پرستی سے دل برداشتہ تھے۔

(3) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کبھی جھوٹ نہیں بولا،سوائے تین موقعوں کے،ایک موقع پر فرمایا: ﴿اِنِّيْ سَقِيْمٌ﴾ ''میں بیمار ہوں'' دوسرے موقع پر فرمایا: ﴿قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا﴾ ''بلکہ بتوں کے ساتھ یہ سلوک ان کے بڑے نے کیا ہے'' اور تیسرے موقع پر اپنی بیوی کے بارے میں فرمایا: یہ میری بہن ہے۔'' (بخاری:3358)

## ﴿فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ﴾

''چنانچہ وہ اُس سے منہ موڑ کر چلے گئے'' (90)

سوال: سب لوگ میلے میں چلے گئے،اس کی وضاحت ﴿فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ﴾ ''چنانچہ وہ اُس سے منہ موڑ کر چلے گئے'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے عذر کو قبول کر کے لوگ میلے میں چلے گئے۔(2) سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو موقع مل گیا کہ وہ خود ساختہ معبودوں کو توڑ سکیں۔

## ﴿فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ﴾

''وہ اُن کے بتوں کی طرف چپکے سے گیا،تو اُس نے کہا: ''کیا تم کھاتے نہیں ہو؟'' (91)

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام بت خانے میں گھس گئے،اس کی وضاحت ﴿فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ﴾ ''وہ اُن کے بتوں کی طرف چپکے سے گیا'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام تیزی سے،چپکے چپکے بت خانے میں گھس گئے اور بتوں کے پاس جا پہنچے۔(2)﴿فَقَالَ﴾ ''تو اُس نے کہا'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے تمسخر سے کہا۔

(3)﴿اَلَا تَاْكُلُوْنَ﴾ ''کیا تم کھاتے نہیں ہو؟'' تم لوگ اپنے سامنے پڑے ہوئے قسم قسم کے کھانے کیوں نہیں کھاتے؟

(4) لوگ جاتے وقت بتوں کے پاس برکت کے لیے کھانے رکھ گئے تھے۔

## ﴿مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ﴾

''تمہیں کیا ہے؟ تم بولتے نہیں ہو'' (92)



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے سوال ﴿مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿مَا لَكُمْ﴾ ''تمہیں کیا ہے؟'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بتوں سے سوال کیا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟

(2) ﴿لَا تَنْطِقُوْنَ﴾ ''تم بولتے نہیں ہو'' تم جواب کیوں نہیں دیتے؟ تم کیسے عبادت کے لائق ہو سکتے ہو کہ کلام بھی نہیں کر سکتے۔ حیوانات تو کھاتے پیتے بولتے ہیں تم تو ان سے بھی گئے گزرے ہو پھر عبادت کے لائق کیسے ہو سکتے ہو؟

## ﴿فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ﴾

''پھر وہ دائیں ہاتھ سے مارتے ہوئے اُن پر پل پڑا'' (93)

سوال: بت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے، اس کی وضاحت ﴿فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَرَاغَ عَلَيْهِمْ﴾ ''پھر وہ اُن پر پل پڑا'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام بتوں پر ٹوٹ پڑے۔

(2) ﴿ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ﴾ ''دائیں ہاتھ سے مارتے ہوئے'' انہوں نے سیدھے ہاتھ سے ضربیں لگا کر انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ انہوں نے توڑ پھوڑ کر بتوں کو چھوڑ دیا۔ بس بڑے کو ہاتھ نہیں لگایا تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

## ﴿فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ﴾

''پھر وہ دوڑتے ہوئے اُس کی طرف آئے'' (94)

سوال: لوگوں کو بت شکن کی تلاش تھی، اس کی وضاحت ﴿فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ﴾ ''پھر وہ اس کی طرف آئے'' جب لوگ میلے سے واپس آئے اور انہوں نے اپنے خداؤں کا یہ حال دیکھا تو انہیں سمجھ نہیں آئی کہ یہ حرکت کس نے کی ہے۔ کہنے لگے ﴿قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''اُنہوں نے کہا: ''کس نے ہمارے معبودوں کے ساتھ ایسا کیا ہے؟ بلاشبہ وہ یقیناً ظالموں میں سے ہے۔'' (الانبیاء: 59) ان سے کہا گیا: ﴿قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ﴾ ''لوگوں نے کہا: ''ہم نے ایک نوجوان کو ان کا ذکر کرتے سنا ہے جسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔'' (الانبیاء: 60) انہوں نے کہا ایک نوجوان کہتا تھا: ﴿وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ﴾ ''اور اللہ کی قسم! میں تمہارے بتوں کے لیے ضرور ایک خفیہ تدبیر کروں گا، اس کے بعد کہ تم پیٹھ پھیر کر جاؤ گے۔'' (الانبیاء: 57) کھوج کرید کے بعد انہیں معاملہ سمجھ آیا کہ یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے سوا کسی کا کام نہیں ہو سکتا پھر وہ آپ کے پاس آئے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(2)﴿يَزِفُّوْنَ﴾ ''دوڑتے ہوئے'' لوگ بھاگے بھاگے آپ کے پاس آئے تا کہ آپ کو ڈانٹیں، دھمکائیں اور مزہ چکھائیں۔

(3) انہوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ملامت کی تو انہوں نے کہا: ﴿قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ (۶۳) فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ (۶۴) ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَاۗءِ يَنْطِقُوْنَ (۶۵) قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْــًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ (۶۶)﴾ ''ابراہیم نے کہا: ''بلکہ اُن کے بڑے نے یہ کیا ہے چنانچہ اگر وہ بولتے ہیں تو اُنہی سے پوچھو۔'' تو وہ اپنے دلوں کی جانب مائل ہوئے سو انہوں نے کہا: ''یقیناً تم ہی ظالم ہو۔'' پھر وہ اپنے سروں پر الٹے کر دیے گئے، بلاشبہ یقیناً تمہیں معلوم ہی ہے کہ یہ بولتے نہیں ہیں۔ ابراہیم نے کہا: ''تو کیا تم اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو جو تمہیں کچھ بھی نفع نہیں دے سکتے اور نہ تمہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں؟'' (الانبیاء:63-66)

## ﴿قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ﴾

اُس نے کہا: ''کیا تم اُن کی عبادت کرتے ہو جن کو تم ہاتھ سے تراشتے ہو؟'' (95)

سوال: ہاتھوں سے تراش کر انہیں پوجتے ہو، اس کی وضاحت ﴿قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قَالَ﴾ ''اُس نے کہا'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

(2)﴿اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ﴾ ''کیا تم اُن کی عبادت کرتے ہو جن کو تم ہاتھ سے تراشتے ہو؟'' تم کیسے عجیب لوگ ہو تم نے سچے معبود کو تو چھوڑ دیا اور ان کے پیچھے پڑ گئے ہو جن کو ہاتھوں سے گھڑتے ہو؟

(3) تم کیسے ان کی عبادت کرتے ہو جنہیں خود تراشتے ہو؟

## ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾

''حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اور اس کو جو تم عمل کرتے ہو'' (96)

سوال: انسان اور اس کے کاموں کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ﴾ ''حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا'' اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے۔



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



(2)﴿وَمَا تَعْمَلُونَ﴾''اور اس کو جو تم عمل کرتے ہو'' اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی پیدا کیا ہے جن کو تم پوجتے ہو بت، ستارے سبھی کچھ اسی نے پیدا کیا ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھی پیدا کیا، تمہارے اعمال کو بھی، ہر چیز مخلوق ہے۔ یہ بتاؤ تم خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی عبادت کیسے کرتے ہو؟ لوگو! تمہارے پاس عقل نہیں ہے کیا؟ (صفوۃ التفاسیر:35/3)

## ﴿قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ﴾

''انہوں نے کہا: ''اُس کے لیے ایک عمارت بناؤ پھر اُسے آگ کے آلاؤ میں پھینک دو'' (97)

سوال: جھوٹے معبودوں کو توڑنے کی جو سزا تجویز کی گئی، اس کی وضاحت ﴿قَالُوا...الْجَحِيمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قَالُوا﴾''انہوں نے کہا'' معبودوں کو توڑنے کی سزا تجویز کرتے ہوئے کہا۔

(2)﴿ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا﴾''اُس کے لیے ایک عمارت بناؤ'' اس کے لیے عمارت یعنی بلند جگہ بناؤ۔

(3)﴿فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ﴾''پھر اُسے آگ کے آلاؤ میں پھینک دو'' عمارت کو لکڑیوں سے بھر کر اس میں آگ لگا کر اسے جہنم بنا دو پھر اس میں مجرم کو ڈال کر جلا دو۔ یہ ہے ہمارے معبودوں کو توڑنے کی سزا۔

(4) یہ ہمارے معبودوں کو توڑنے کی سزا ہے۔ مقاتل رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ قوم سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے پتھروں کا ایک احاطہ تعمیر کیا۔ دیواروں کی بلندی تیس ہاتھ اور چوڑائی دس ہاتھ رکھی۔ پھر اس احاطہ میں لکڑیاں بھر دیں اور لکڑیوں میں آگ لگا دی (تفسیر مظہری:29/10)

(5) پھر نمرودی آگ کو رب العزت نے گل وگلزار کر دیا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو تو وہ جلا نہیں سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تدبیریں رائیگاں کر دیں تو وہ جل بھن کر رہ گئے۔

## ﴿فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ﴾

''پھر انہوں نے اُس سے ایک چال چلنے کا ارادہ کیا تو ہم نے اُنہیں سب سے نیچا کر دیا'' (98)

سوال: قوم کی سازش کو ناکام بنا دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا﴾''پھر انہوں نے اُس سے ایک چال چلنے کا ارادہ کیا'' قوم ابراہیم نے اپنی تدبیر سے انہیں جلانا چاہا یعنی بدترین طریقے سے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ ''پھر اُس کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انہوں نے کہا: ''قتل کر دو اُسے یا جلا دو اُس کو'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُسے آگ سے نجات دی، بلاشبہ اس میں اُن کے لیے یقیناً نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔'' (العنکبوت:24)

(2)﴿فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ﴾ ''تو ہم نے اُنہیں سب سے نیچا کر دیا'' رب العزت نے ان کی تدبیر کو خاک میں ملا دیا اور انہیں ذلیل اور پست کر دیا۔

(3) رب العزت نے آگ کو ٹھنڈا کر کے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لیے سلامتی بنا دیا اور انہیں غلبہ عطا فرمایا۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ ﴿69﴾ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿70﴾﴾ ''ہم نے کہا: ''اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی بن جا اور انہوں نے اُس سے ایک سازش کا ارادہ کیا، چنانچہ ہم نے اُنہیں سب سے زیادہ خسارے والے بنا دیا۔'' (الانبیاء:70,69)

(5) انسانوں کے مقابلے میں جب رب کی تدابیر آ جائیں تو انسانوں کی تدابیر الٹی پڑتی ہیں۔

## ﴿وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ﴾

''اور اُس نے کہا: ''یقیناً میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں، وہ ضرور میری راہ نمائی کرے گا'' (99)

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کی وضاحت ﴿وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَقَالَ﴾ ''اور اُس نے کہا'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

(2)﴿اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ﴾ ''یقیناً میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں'' یعنی میں اپنے رب کی طرف ہجرت کر کے شام کی بابرکت زمین کی طرف جانے والا ہوں۔

(3)﴿سَيَهْدِيْنِ﴾ ''وہ ضرور میری راہ نمائی کرے گا'' یعنی میرا رب ضرور میری ایسے امور کی طرف راہ نمائی فرمائے گا جس میں میرے لیے خیر اور بھلائی ہوگی جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ڮ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَاۗءِ رَبِّيْ شَقِيًّا﴾ ''اور میں تم سے بھی کنارہ کشی کرتا ہوں اور ان سے بھی جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا تم پکارتے ہو۔ اور میں اپنے رب کو پکارتا ہوں، اُمید ہے کہ میں اپنے رب کو پکارنے میں نامراد نہیں ہوں گا۔'' (مریم:48)



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾

''اے میرے رب! مجھے صالحین میں سے اولاد عطا فرما'' (100)

سوال: نیک اولاد کے لیے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی وضاحت ﴿رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿رَبِّ﴾ ''اے میرے رب'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے ایمان لانے سے مایوس ہونے کے بعد دعا مانگی کہ اے میرے رب۔

(2) ﴿هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ ''مجھے صالحین میں سے اولاد عطا فرما'' یعنی مجھے نیک اور صالح اولاد عطا فرما جو خاندان کا بدل ہو اور میری زندگی اور میری وفات کے بعد بھی زمین میں اصلاح کا کام کرے۔

﴿فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ﴾

''تو ہم نے اُسے ایک بُردبار لڑکے کی بشارت دی'' (101)

سوال: حلیم بیٹے کی بشارت کی وضاحت ﴿فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَبَشَّرْنٰهُ﴾ ''تو ہم نے اُسے بشارت دی'' رب العزت نے دعا قبول فرمائی اور بشارت دی۔

(2) ﴿بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ﴾ ''ایک بُردبار لڑکے کی'' یعنی بردبار اور سنجیدہ بیٹے کی بشارت دی۔

(3) بلاشک اس سے مراد سیدنا اسماعیل علیہ السلام ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بشارت کے بعد ہی سیدنا اسحاق علیہ السلام کی بشارت بھی دی ہے نیز اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر سیدنا اسحاق علیہ السلام کے بارے میں اس طرح خوش خبری سنائی ہے: ﴿وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ﴾ ''اور اس کی بیوی کھڑی تھی، سو وہ ہنس پڑی تو ہم نے اس کو اسحٰق اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی بشارت سنائی۔'' (ہود: 71) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سیدنا اسحاق علیہ السلام ذبیح نہ تھے۔ (تفسیر سعدی: 2278,2277/3) (4) حلم اصلاح کی بنیاد اور فضیلت کی جڑ ہے۔ (تفسیر قاسمی: 117/14)

(5) سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا حلم تھا کہ ان کے والد نے جب خواب دیکھا کہ میں اپنا بیٹا ذبح کر رہا ہوں تو انہوں نے خواب سن کر کہا: آپ کر ڈالیے جو آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ

''پھر جب وہ اُس کے ساتھ بھاگ دوڑ کی عمر کو پہنچا تو اُس نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ یقیناً میں تمہیں



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِيْٓ

ذبح کررہاہوں تو دیکھو تمہاری کیا رائے ہے؟" اُس نے کہا: "اے میرے ابا جان! جو آپ کو حکم دیا جارہاہے آپ وہ کریں،

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾

ان شاءاللہ آپ ضرور مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے" (102)

سوال: سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کے خواب کی وضاحت ﴿فَلَمَّا ... الصّٰبِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب (1): ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ﴾ "پھر جب وہ اُس کے ساتھ بھاگ دوڑ کی عمر کو پہنچا" جب وہ لڑکا جس کی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بشارت دی گئی تھی، ان کے ساتھ چلنے پھرنے کی عمر کو پہنچ گیا اور یہ وہ عمر ہوتی ہے جس میں کام کے لیے تعاون کرنے کی طاقت ہوتی ہے۔ (جامع البیان: 79/23) وہ بھاگ دوڑ کی عمر ہے جس میں دیکھ بھال کم اور فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔

(2) اس عمر میں بچہ والدین کو نہایت عزیز ہوتا ہے۔

(3) ﴿قَالَ﴾ "اُس نے کہا" سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔

(4) ﴿يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ﴾ "اے میرے پیارے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ یقیناً میں تمہیں ذبح کررہاہوں" سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نیند میں انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں۔" (ابن ابی حاتم)

(5) محمد بن کعب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے سوتے جاگتے وحی آتی تھی کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل جاگتا ہے۔ (تفسیر قرطبی: 102/15)

(6) ﴿فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى﴾ "تو دیکھو تمہاری کیا رائے ہے؟" یعنی سوچ کر بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جس کو پورا کرنا لازم ہے۔

(7) انہوں نے اس لیے مشورہ نہیں کیا تاکہ وہ اپنی رائے سے رجوع کرلیں بلکہ اس لیے کیا تھا تاکہ وہ یہ جان لیں کہ وہ جزع فزع کریں گے یا صبر۔ (الاساس فی التفسیر: 4715/8)

(8) ﴿قَالَ﴾ "اُس نے کہا" سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے کہا۔

(9) ﴿يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ﴾ "اے میرے ابا جان! جو آپ کو حکم دیا جارہاہے آپ وہ کریں" انہوں نے کہا: ابا جان آپ کو جو حکم دیا جارہاہے آپ خوشی خوشی کرڈالیں۔ شوق سے آپ مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کردیں۔ میں اپنی جان اللہ تعالیٰ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کی رضا کے لیے قربان کردوں گا۔

(10)﴿سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ ''ان شاءاللہ آپ ضرور مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔''
سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے والد صاحب کو آگاہ کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

(11) انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ اپنے صبر کا معاملہ جوڑا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر کوئی چیز وجود میں نہیں آسکتی۔

(12) رب العزت نے فرمایا:﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ﴿٥٤﴾ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴿٥٥﴾﴾ ''اور آپ کتاب میں اسماعیل کا ذکر کرو، یقیناً وہ وعدے کا سچا تھا اور رسول نبی تھا۔ اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا اور اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھا۔'' (مریم:55،54)

## ﴿فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ﴾

''پھر جب دونوں نے اطاعت کی اور ابراہیم نے اُسے پیشانی کے بل گرا دیا'' (103)

سوال: ذبیح اللہ اور خلیل اللہ کے جذبہ ایثار کی وضاحت ﴿فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَلَمَّآ اَسْلَمَا﴾ ''پھر جب دونوں نے اطاعت کی'' پھر جب دونوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرماں برداری کے لیے سر جھکا دیا۔

(2)﴿وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ﴾ ''اور ابراہیم نے اُسے پیشانی کے بل گرا دیا'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے بیٹے کو ذبح کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تو ان دونوں نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔

## ﴿وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ﴾

''اور ہم نے اُسے ندا دی کہ اے ابراہیم!'' (104)

سوال: ابراہیم علیہ السلام کو رب نے کیسے ندا دی، اس کی وضاحت ﴿وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَنَادَيْنٰهُ﴾ ''اور ہم نے اُسے ندا دی'' اس دہشت ناک فضا میں رب العزت نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو آواز دی۔



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



(2)﴿اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ﴾ ''کہ اے ابراہیم!'' اے ابراہیم! تو نے خواب سچ کر دکھایا۔

(3) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو مناسک حج کا حکم دیا گیا تو مقام سعی پر شیطان ان کے سامنے آیا اور اس نے ان کے ساتھ دوڑ لگائی، لیکن سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس پر سبقت لے گئے۔

پھر سیدنا جبریل علیہ السلام انہیں جمرہ عقبہ کے پاس لے گئے تو شیطان پھر ان کے سامنے آیا۔ انہوں نے اس کو سات کنکریاں ماریں تو وہ چلا گیا، پھر جمرہ وسطیٰ پر ان کے سامنے آیا تو انہوں نے اسے (اس موقع پر بھی) سات کنکریاں ماریں اور (اس مقام پر) انہوں نے اپنے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔ تب سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے سفید قمیص پہن رکھی تھی، انہوں نے عرض کی: اے میرے باپ! میرے پاس اس قمیص کے سوا اور کوئی کپڑا نہیں کہ جس میں آپ مجھے کفنا سکیں، اس لیے آپ اس کو اتار لیجیے، تاکہ آپ مجھے اس میں کفن دے سکیں۔ بہر حال وہ قمیص اتارنے کا ارادہ ہی فرما رہے تھے کہ انہیں پیچھے سے آواز دی گئی: ﴿وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ (۱۰۴) قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا(۱۰۵)﴾ ''اور ہم نے اُسے ندا دی کہ اے ابراہیم! یقینا تو نے خواب سچ کر دکھایا'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مڑ کر دیکھا تو وہاں ایک سفید رنگ کا سینگوں اور موٹی آنکھ والا مینڈھا تھا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، یقینا ہم نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ہم اسی قسم کے مینڈھے خریدتے ہیں۔ (مسند احمد: 2711)

﴿قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾

''یقینا تو نے خواب سچ کر دکھایا، بلاشبہ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں'' (105)

سوال 1: بیٹے کو لٹاتے ہی خواب کی تعبیر پوری ہوگئی، اس کی وضاحت ﴿قَدْ... الْمُحْسِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا﴾ ''یقینا تو نے خواب سچ کر دکھایا'' رب العزت نے فرمایا کہ اے ابراہیم علیہ السلام جب تم نے ارادہ کیا، جب بیٹے کو لے کر نکلے اور زمین پر لٹایا اور اس کے حلق پر چھری رکھ دی تو آپ نے وہ کچھ کر دکھایا جس کا آپ کو حکم دیا گیا تھا۔

(2) سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دل کے ارادے سے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے لٹا دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں کوئی چیز عزیز نہیں۔

(3) زمین پر لٹاتے ہی خواب کی تعبیر تو پوری ہوگئی اس لیے کہ آپ نے سارے اسباب اختیار کر لیے تھے صرف چھری چلانا باقی تھا۔

(4) ﴿اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ''بلاشبہ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں'' یعنی جو احسان کے



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



درجے پر فائز ہیں، جو اپنی خواہشات پر ہماری رضا کو بالاتر رکھتے ہیں۔ایسے نیک لوگوں کو ہم ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ مخلص لوگوں سے اسی طرح آزمائش اور پریشانیوں کو دور کر دیتے ہیں۔

(5) رب العزت نے فرمایا:﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (۲) وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا (۳)﴾ ''اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، وہ اُس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔اور اُس کو وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں رکھتا اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے تو وہی اُس کو کافی ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے رہنے والا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے ایک تقدیر مقرر کر رکھی ہے۔'' (الطلاق:3،2)

سوال 2: اللہ تعالیٰ محسنین کو کیسے جزا دیتے ہیں؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ محسنین کے دل کو اپنے آگے بچھ جانے اور تسلیم و رضا کے لیے تیار کرتے ہیں یہ بہت بڑا کرم ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ محسنین کو بڑے کاموں کے لیے آمادہ کر کے ان پر کرم کرتے ہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ محسنین کو بڑی قربانیوں کی توفیق دے کر انعام کرتے ہیں۔

(4) اللہ تعالیٰ محسنین کو صبر کی توفیق دے کر جزا دیتے ہیں۔

(5) اللہ تعالیٰ محسنین کو اطاعت کی توفیق دے کر جزا دیتے ہیں۔

(6) اللہ تعالیٰ محسنین کو بڑے اجر کا مستحق قرار دے کر احسان کرتے ہیں۔

## ﴿اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ﴾

''یقیناً وہ بلاشبہ ایک کھلی آزمائش تھی'' (106)

سوال: بیٹے کی قربانی بہت بڑی آزمائش ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ هٰذَا﴾ ''یقیناً وہ'' یعنی بیٹے کی قربانی۔

(2) ﴿لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ﴾ ''بلاشبہ ایک کھلی آزمائش تھی'' البتہ وہ ایک واضح آزمائش تھی۔اس کے ذریعے سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا اخلاص، اپنے رب کے لیے آپ کی کامل محبت اور آپ کی دوستی عیاں ہوگئی۔اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اسماعیل علیہ السلام عطا فرمائے۔سیدنا ابراہیم علیہ السلام سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے بے پناہ محبت کرتے تھے، وہ خود رحمن کے خلیل تھے اور



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



خُلّت محبت کا اعلیٰ ترین مرتبہ ہے۔ایک ایسا منصب ہے جو مشارکت کو قبول نہیں کرتا اور تقاضا کرتا ہے کہ قلب کے تمام اجزا محبوب سے وابستہ رہیں۔چونکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قلب کے کسی گوشے میں آپ کے بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی محبت جاگزیں تھی،اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی محبت کو پاک صاف کرنے اور خلت کی آزمائش کا ارادہ فرمایا۔پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس ہستی کو قربان کر دینے کا حکم دیا جو آپ کے رب کی محبت سے مزاحم تھی۔(تفسیر سعدی:2279,2278/3)

(3) سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کی قربانی کے لیے تیزی سے حکم کی تعمیل کی تو رب العزت نے فرمایا:﴿وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى﴾ ''اور ابراہیم جس نے وفا کا حق ادا کر دیا؟'' (النجم:37)

## ﴿وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ﴾

''اور ہم نے ایک بڑی قربانی اُس کے فدیے میں دی'' (107)

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ایک بڑی قربانی کا فدیہ دیا گیا،اس کی وضاحت ﴿وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَفَدَيْنٰهُ﴾ ''اور ہم نے اس کے فدیے میں دی'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خواہشات پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھتے ہوئے بیٹے کو ذبح کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔دل سے بیٹے کی وہ محبت دور ہوگئی جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے راستے کی رکاوٹ تھی۔اب بیٹے کو ذبح کرنے کا کوئی جواز نہ رہا تو رب العزت نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو فدیہ دے دیا۔

(2)﴿بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ﴾ ''ایک بڑی قربانی'' یعنی ایک عظیم قربانی سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں عطا ہوئی۔

(3) یہ قربانی اس لیے عظیم تھی کہ اسے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے فدیے میں قربان کیا گیا اور اس لیے بھی کہ قربانی عظیم عبادت ہے اور اس لیے بھی کہ قیامت تک کے لیے سنت ابراہیمی ہے۔

## ﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ﴾

''اور ہم نے پچھلوں میں اس کا (ذکرِ خیر) چھوڑا ہے'' (108)

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ذکر خیر اور ثنائے حسن کو آنے والے لوگوں میں کیسے باقی رکھا گیا،اس کی وضاحت ﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ﴾ ''اور ہم نے اس کا (ذکرِ خیر) چھوڑا ہے'' رب العزت نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ذکر خیر اور



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



ثنائے حسن کو باقی رکھا۔

(2)﴿فِي الْاٰخِرِيْنَ﴾ ''پچھلوں میں'' آنے والے لوگوں میں بھی اسی طرح باقی رکھا جیسے گزرے ہوئے لوگوں میں رکھا تھا۔

(3) رب العزت نے قربانی کی سنت کو آنے والے لوگوں میں بھی یادگار کے طور پر باقی رکھا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے عمل کو قرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ بنا دیا۔

## ﴿سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ﴾

''سلام ہے ابراہیم پر!'' (109)

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر سلام ہے، اس کی وضاحت ﴿سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿سَلٰمٌ﴾ ''سلام ہے'' یعنی سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر سب کا سلام ہے، جن وانس اور ملائکہ کا۔ (تفسیر منیر: 13/12)

(2)﴿ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ﴾ ''ابراہیم پر!'' اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر سلام ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى﴾ ''آپ کہہ دیں سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور سلام اُس کے اُن بندوں پر جنہیں اُس نے چن لیا۔'' (النمل: 59)

## ﴿كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾

''نیکی کرنے والوں کو ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں'' (110)

سوال: نیک لوگوں کے لیے جو ثنائے حسن اور ذکرِ خیر ہے، اس کی وضاحت ﴿ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿ كَذٰلِكَ﴾ ''اسی طرح'' یعنی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ایمان، ان کی ہجرت، ان کے صبر اور ان کی اطاعت پر۔

(2)﴿نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ''ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں'' ہم نیک لوگوں کی تکلیفیں اور مصائب دور کر دیتے ہیں، ان کی سختیاں ختم کر دیتے ہیں اور انہیں ثنائے حسن اور ذکرِ خیر سے نوازتے ہیں۔

(3) سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ہر جزا عبادت میں احسان اور مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کی بنیاد پر تھی۔

(4) اسی طرح اللہ تعالیٰ اطاعت گزاروں کی مشکلات اور سختیوں کو دور فرما دیتے ہیں۔



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



﴿اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

''یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا'' (111)

سوال: سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ایمان درجہ یقین پر تھا، اس کی وضاحت ﴿اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّهٗ﴾ ''یقیناً وہ'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام۔

(2) ﴿مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''ہمارے مومن بندوں میں سے تھا'' یعنی وہ ان چیزوں پر یقین کے درجے میں ایمان رکھتے تھے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔

(3) سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا حق ادا کرتے تھے۔ ایمان اور توحید میں راسخ تھے۔ (فتح القدیر: 508/4)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ﴾ ''اور ابراہیم کو اسی طرح ہم آسمانوں اور زمین کی عظیم سلطنت دکھاتے تھے تاکہ وہ کامل یقین کرنے والوں میں سے ہو جائے۔'' (الانعام: 75)

﴿وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾

''اور ہم نے اُسے اسحٰق کی خوشخبری دی، صالحین میں سے ایک نبی ہوگا'' (112)

سوال: سیدنا اسحاق علیہ السلام کی بشارت کی وضاحت ﴿وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ﴾ ''اور ہم نے اُسے اسحٰق کی خوشخبری دی'' سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو رب العزت نے ذبیح اللہ کے بعد سیدنا اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی۔

(2) ﴿نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ ''صالحین میں سے ایک نبی ہوگا'' رب العزت نے سیدنا اسحاق علیہ السلام کی نبوت کی بشارت دی ہے یعنی مستقبل میں وہ نبی ہوں گے۔

﴿وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ﴾

''اور ہم نے اُس پر اور اسحٰق پر برکت نازل کی اور اُن دونوں کی نسل میں سے نیکیاں کرنے والے بھی ہیں



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



ع 3 39 7

# ﴿وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِیْنٌ﴾

اور خود پر صریح ظلم کرنے والے بھی'' (113)

سوال: سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور سیدنا اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں برکت کی خوش خبری کی وضاحت ﴿وَبٰرَكْنَا ... مُبِیْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَبٰرَكْنَا عَلَیْهِ﴾ ''اور ہم نے اُس پر برکت نازل کی'' یعنی سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو برکت عطا فرمائی۔

(2) برکت سے مراد ان کے علم، عمل اور اولاد میں اضافہ ہے۔ عربوں کو سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے پیدا کیا گیا۔

(3) ﴿وَعَلٰۤی اِسْحٰقَ﴾ ''اور اسحٰق پر'' یعنی سیدنا اسحاق علیہ السلام کو برکت عطا فرمائی۔ ان کی نسل سے بنی اسرائیل اور اہل روم ہیں۔ (4) ان دونوں کی نسل میں کثیر انبیاء آئے۔

(5) ﴿وَمِنْ ذُرِّیَّتِهِمَا﴾ ''اور اُن دونوں کی نسل میں سے'' ذریتھما میں تثنیہ کی ضمیر سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی طرف بھی راجع ہو سکتی ہے اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور سیدنا اسحاق علیہ السلام کی طرف سے بھی۔ جن سے دو بڑی قومیں پیدا ہوئیں۔ ایک بنی اسماعیل اور دوسری بنی اسرائیل۔ بنو اسماعیل میں صرف نبی آخر الزمان مبعوث ہوئے جبکہ بنی اسرائیل میں بے شمار انبیاء پیدا ہوئے اور اچھے اور برے لوگ ان دونوں قوموں میں موجود رہے۔ (تیسیر القرآن: 717/3)

(6) ﴿مُحْسِنٌ﴾ ''نیکیاں کرنے والے'' یعنی ان کی نسل سے نیک لوگ بھی تھے۔

(7) محسن وہ ہوتا ہے: (i) جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خالص ہوتا ہے۔ (ii) جو اللہ تعالیٰ سے امید اور خوف کا رشتہ باندھ لیتا ہے۔

(8) ﴿وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِیْنٌ﴾ ''اور خود پر صریح ظلم کرنے والے بھی'' ان کی نسل سے ظالم لوگ بھی تھے۔ ان کا ظلم ان کے کفر اور شرک کے ذریعے سامنے آیا۔

# ﴿وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ﴾

''اور بلاشبہ ہم نے یقیناً موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا'' (114)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو انعامات کی یاددہانی کیسے کروائی گئی، اس کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰی مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ مَنَنَّا﴾ ''اور بلاشبہ ہم نے یقیناً احسان کیا'' رب العزت نے اپنی نعمتیں اور احسانات یاد دلاتے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہوئے فرمایا ہے۔

(2)﴿عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ﴾ ''موسیٰ اور ہارون پر'' یعنی سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ہارون علیہ السلام کو نبوت، رسالت اور دعوت الی اللہ کے منصب پر سرفراز فرمایا۔ ان کو اور ان کی قوم کو ان کے دشمن فرعون سے نجات دی۔ ان کے دشمن کو ان کی نظروں کے سامنے سمندر میں غرق کر کے ان کی مدد فرمائی اور ان پر حق اور باطل کا فرق واضح کرنے والی کتاب تورات نازل فرمائی جو شرعی احکامات، مواعظ اور ہر چیز کی تفصیل پر مشتمل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی صراط مستقیم کی طرف راہنمائی فرمائی تھی۔ انہیں دین عطا کیا جو احکامات اور قوانین پر مشتمل تھا، جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو اس راستے پر گامزن کر دیا۔ (تفسیر سعدی:3/2281)

﴿وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ﴾

''اور ہم نے اُن دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑی مصیبت سے نجات دی'' (115)

سوال: بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دی گئی، اس کی وضاحت ﴿وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَنَجَّيْنٰهُمَا﴾ ''اور ہم نے اُن دونوں کو نجات دی'' سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ہارون علیہ السلام کو رب العزت نے نجات عطا فرمائی۔ (2)﴿وَقَوْمَهُمَا﴾ ''اور ان کی قوم کو'' یعنی بنی اسرائیل کو۔

(3)﴿مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ﴾ ''بڑی مصیبت سے'' فرعون کے ظلم سے نجات عطا فرمائی جو ان کے بیٹوں کو قتل کرتا تھا اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رکھتا تھا اور اسرائیلیوں سے حقیر اور گندے کام لیتا تھا۔

﴿وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ﴾

''اور ہم نے اُن کی مدد کی تو وہی غالب رہے'' (116)

سوال: اسرائیلی کیسے غالب آ گئے، اس کی وضاحت ﴿وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَنَصَرْنٰهُمْ﴾ ''اور ہم نے اُن کی مدد کی'' یعنی رب العزت نے فرعون کو ہلاک کر کے بنی اسرائیل کی مدد فرمائی۔

(2)﴿فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ﴾ ''تو وہی غالب رہے'' اسرائیلی فرعونیوں پر غالب آ گئے۔ وہ ان کی جائیدادوں، عمر بھر



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کی کمائیوں اور مالوں پر غالب آ گئے۔

﴿وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ﴾

''اور ہم نے اُن دونوں کو واضح کتاب عطا کی'' (117)

سوال: تورات کی بخشش کی وضاحت ﴿وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاٰتَيْنٰهُمَا﴾ ''اور ہم نے اُن دونوں کو عطا کی'' یعنی سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ہارون علیہ السلام کو عطا کی۔

(2) ﴿الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ﴾ ''واضح کتاب'' یعنی تورات عطا فرمائی جس میں ہدایت اور احکامات کی تفصیل تھی۔ (جامع البیان: 94/23)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ اور ہارون کو متقیوں کے لیے فرقان اور ذکر اور روشنی عطا کی۔'' (الانبیاء: 48)

(4) ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ﴾ ''یقیناً ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی'' (المائدہ: 44)

(5) یعنی ہم نے انہیں بیان کرنے والی کتاب دی۔

﴿وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾

''اور ہم نے اُن دونوں کو سیدھے راستے کی ہدایت دی'' (118)

سوال: صراطِ مستقیم کی ہدایت کی وضاحت ﴿وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَهَدَيْنٰهُمَا﴾ ''اور ہم نے اُن دونوں کو ہدایت دی'' یعنی سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ہارون علیہ السلام کو ہدایت دی۔

(2) ﴿الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ ''سیدھے راستے کی'' یعنی دینِ اسلام کی جس میں کوئی کجی نہیں۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا﴾ ''جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے سو وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے وہ گمراہ کردے پھر آپ اُس کے لیے راہ نمائی کرنے والا کوئی دوست ہرگز نہ پائیں گے۔'' (الکہف: 17)

﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ﴾

''اور ہم نے پچھلوں میں ان کا (ذکرِ خیر) چھوڑ دیا'' (119)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ہارون علیہ السلام کا ذکر خیر اور ثنائے حسن باقی رکھا، اس کی وضاحت ﴿وَتَرَكْنَا... الْاٰخِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا﴾ ''اور ہم نے ان کا (ذکرِ خیر) چھوڑ دیا'' یعنی سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ہارون علیہ السلام کا ذکر خیر اور ثنائے حسن باقی رکھی۔

(2)﴿فِي الْاٰخِرِيْنَ﴾ ''پچھلوں میں'' ان کے بعد آنے والے زمانوں اور لوگوں میں ان کی ثنائے حسن باقی رکھی جو نعمت عظمیٰ ہے۔

## ﴿سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ﴾

''سلام ہے موسیٰ اور ہارون پر'' (120)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ہارون علیہ السلام پر سلام ہے، اس کی وضاحت ﴿سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿سَلٰمٌ﴾ ''سلام ہے'' اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، انسانوں اور جنوں کی طرف سے ہمیشہ کے لئے سلام ہے۔

(2)﴿عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ﴾ ''موسیٰ اور ہارون پر'' ان دونوں پر بعد والوں میں سلام کو باقی رکھا ہے۔

## ﴿اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾

''یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں'' (121)

سوال: محسنوں کی جزا کی وضاحت ﴿اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّا كَذٰلِكَ﴾ ''یقیناً اسی طرح'' یعنی جیسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ہارون علیہ السلام کو ابتلاء و آزمائش سے سلامتی عطا کی۔ (2)﴿نَجْزِي﴾ ''ہم جزا دیتے ہیں'' ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں یعنی غم سے نجات اور اخلاص عطا فرماتے ہیں اور آخرت میں بہترین جزا دیں گے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے جو اس سے ڈر گئے اور ان لوگوں کے جو نیکی کرنے والے ہیں'' (النحل:128)

(4) ہم ایمان والوں اور اخلاص والوں کی محبت دلوں میں ڈال دیتے ہیں، رہتی دنیا تک ان کا ذکر خیر جاری رہتا ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



# ﴿اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

"یقیناً وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے" (122)

سوال: سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ہارون علیہ السلام مومن تھے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّهُمَا ... الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّهُمَا﴾ "یقیناً وہ دونوں" سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ہارون علیہ السلام۔

(2) ﴿مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ "ہمارے مومن بندوں میں سے تھے" وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی توحید اور اس کی ملاقات پر یقین رکھنے والے تھے۔ ان کا ایمان افضل تھا۔

(3) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ دونوں ہمارے ایمان والے بندوں میں سے تھے۔ یقیناً ایمان کے بغیر کسی عمل کے صلے کا کوئی تصور نہیں۔

# ﴿وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾

"اور یقیناً الیاس بلاشبہ پیغمبروں میں سے تھا" (123)

سوال: سیدنا الیاس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے، اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّ اِلْيَاسَ﴾ "اور یقیناً الیاس" اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے سیدنا الیاس علیہ السلام کی مدح فرمائی ہے۔

(2) سیدنا الیاس علیہ السلام، سیدنا ہارون علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ ان کا زمانہ نبوت نویں صدی قبل مسیح ہے۔ ان کا مرکز نبوت بعلبک شہر تھا جو شام میں واقع تھا۔ آپ کی قوم بعل نامی بت کی پرستار تھی اور یہی بعل ہی ان کا دیوتا تھا۔ بعل کا لغوی معنی مالک، آقا، سردار اور خاوند ہے اور قرآن میں بعل کا لفظ متعدد مقامات پر خاوند کے معنوں میں استعمال ہوا ہے مگر قدیم زمانے میں سامی اقوام اس لفظ کو الٰہ یا خاوند کے معنوں میں استعمال کرتی تھیں۔ ان لوگوں نے ایک خاص دیوتا کو بعل (یعنی دوسرے دیوتاؤں یا معبودوں کا سردار) کے نام سے موسوم کر رکھا تھا۔ بابل سے لے کر مصر تک پورے شرق اوسط میں بعل پرستی پھیلی ہوئی تھی۔ بنی اسرائیل جب فرعون سے نجات پا کر مصر سے فلسطین آ کر آباد ہوئے اور ان لوگوں سے شادی بیاہ ہوئے تو یہ مرض ان میں بھی پھیل گیا۔ بعل کے نام کا ایک مذبح بھی بنا ہوا تھا جس پر قربانیاں کی جاتی تھیں۔ عوام تو درکنار فلسطین کی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اسرائیل ریاست بھی بعل پرستی میں مبتلا ہو گئی تھی۔ (تیسیر القرآن:718/3)

(3) ﴿لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ "بلاشبہ پیغمبروں میں سے تھا" اللہ تعالیٰ نے سیدنا الیاس علیہ السلام کو نبوت، رسالت اور دعوت الی اللہ کے منصب پر سرفراز فرمایا۔ (تفسیر سعدی:228/3)

(4) جب انہوں نے قوم کو توحید کی دعوت دی اور شرک سے روکا تو ان کا بادشاہ ایمان لے آیا مگر بعد میں مرتد ہو گیا۔ (مختصر ابن کثیر:1698/2)

## ﴿اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ﴾

"جب اُس نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم لوگ ڈرتے نہیں ہو؟" (124)

سوال: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کی دعوت کی وضاحت ﴿اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ﴾ "جب اُس نے اپنی قوم سے کہا:" سیدنا الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دیتے ہوئے کہا۔

(2) ﴿اَلَا تَتَّقُوْنَ﴾ "کیا تم لوگ ڈرتے نہیں ہو؟" کیا تمہیں غیر اللہ کی عبادت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈر نہیں لگتا کہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ نہ آجائے اور کہیں تمہیں شرک کی وجہ سے عذاب میں نہ پکڑ لے۔

(3) سیدنا الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم کو تقویٰ اور صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیا۔

## ﴿اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ﴾

"کیا تم لوگ بعل کو پکارتے ہو اور سب سے اچھے خالق کو چھوڑ دیتے ہو؟" (125)

سوال: تم بعل کی عبادت کرتے ہو، اس کی وضاحت ﴿اَتَدْعُوْنَ ... الْخَالِقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا﴾ "کیا تم لوگ بعل کو پکارتے ہو" ابن زید رحمہ اللہ نے کہا: دمشق کے مغربی جانب ایک شہر بعلبک تھا جہاں بعل بت تھا جس کی وہ عبادت کرتے تھے۔ (جامع البیان:96/23)

(2) سیدنا الیاس علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں بعل کی عبادت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈر نہیں لگتا تم بعل کو پکارتے ہو۔

(3) ﴿وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ﴾ "اور سب سے اچھے خالق کو چھوڑ دیتے ہو؟" تم بہترین کو چھوڑ بیٹھے ہو۔

(4) جس نے بہترین طریقے سے پیدا کیا، بہترین طریقے سے تربیت کی اور بہترین نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com





﴿اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ﴾

''اللہ کو جو تمہارا رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی رب ہے'' (126)

سوال: رب عبادت کا حق دار ہے، اس کی وضاحت ﴿اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ ''اللہ کو جو تمہارا رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی رب ہے'' جو تمہارا اور تمہارے آباؤ اجداد کا اور سب کا رب ہے، جو عبادت کا حق رکھتا ہے، جس کی یہ شان ہے کہ وہ نفع و نقصان کا مالک ہے، جو رزق دیتا ہے، اس کو چھوڑ کر تم بت کی عبادت کرتے ہو جو نہ کھا سکتا ہے اور نہ بول سکتا ہے۔ کیا یہ بہت بڑی گمراہی نہیں ہے؟

(2) یعنی یوں تو دنیا میں آدمی بھی تحلیل و ترکیب کر کے بظاہر بہت سی چیزیں بنا لیتے ہیں مگر بہتر بنانے والا وہ ہے جو تمام اصول و فروع، جواہر و اعراض اور صفات و موصوفات کا حقیقی خالق ہے، جس نے تم کو اور تمہارے باپ دادوں کو پیدا کیا۔ پھر یہ کیسے جائز ہوگا کہ اس احسن الخالقین کو چھوڑ کر ''بعل'' بت کی پرستش کی جائے۔ (تفسیر عثمانی: 463/2)

﴿فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ﴾

''تو انہوں نے اُسے جھٹلا دیا، سو یقیناً وہ ضرور (عذاب میں) حاضر کیے جانے والے ہیں'' (127)

سوال 1: نبی کو جھٹلایا ہے سو حساب اور عذاب کے لئے حاضر ہوں گے، اس کی وضاحت ﴿فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَكَذَّبُوْهُ﴾ ''تو انہوں نے اُسے جھٹلا دیا'' انہوں نے سیدنا الیاس علیہ السلام کی دعوت کو جھٹلا دیا اور ان کی بات نہ مانی۔

(2) ﴿فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ﴾ ''سو یقیناً وہ ضرور (عذاب میں) حاضر کیے جانے والے ہیں'' انہیں حساب اور عذاب کے لئے حاضر ہونا ہوگا۔

(3) انہیں آگ میں حاضر ہونا ہوگا۔ (ایسر التفاسیر: 1299)

﴿اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ﴾



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



”سوائے اللہ تعالیٰ کے اُن بندوں کے جو خالص کر دیے گئے“ (128)

سوال: اخلاص والے نجات پائیں گے، اس کی وضاحت ﴿اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ﴾ ”سوائے اللہ تعالیٰ کے اُن بندوں کے“ سوائے اللہ تعالیٰ کے توحید پرست بندوں کے جو اللہ تعالیٰ کو عبادت کا حقدار سمجھتے ہیں، جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں انہیں آگ سے نجات دی جائے گی۔

(2) ﴿الْمُخْلَصِيْنَ﴾ ”جو خالص کر دیے گئے“ اخلاص والے جنت کے باغوں میں ہوں گے۔ انہیں عذاب نہیں دیا جائے گا، انہیں بہت بڑے اجر وثواب سے نوازا جائے گا۔

## ﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ﴾

”اور ہم نے پچھلوں میں اس کا ذکرِ خیر چھوڑا ہے“ (129)

سوال: سیدنا الیاس علیہ السلام کا ذکر خیر اور ثنائے حسن باقی رکھی، اس کی وضاحت ﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ﴾ ”اور ہم نے اس کا ذکرِ خیر چھوڑا ہے“ یعنی سیدنا الیاس علیہ السلام کا ذکر خیر اور ثنائے حسن باقی رکھی۔

(2) ﴿فِي الْاٰخِرِيْنَ﴾ ”پچھلوں میں“ آنے والے لوگوں میں، رہتی دنیا تک لوگ الیاس علیہ السلام کی بڑائی بیان کرتے رہیں گے۔

## ﴿سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ﴾

”سلام ہے الیاس پر!“ (130)

سوال: سیدنا الیاس علیہ السلام پر سلامتی ہو، اس کی وضاحت ﴿سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿سَلٰمٌ﴾ ”سلام ہے“ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کے بندوں کی طرف سے سلام ہے۔

(2) ﴿عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ﴾ ”الیاس پر!“ سیدنا الیاس علیہ السلام پر، الیاسین اور الیاس ایک ہی بات ہے۔

(3) الیاس اور الیاسین ایک ہی بات ہے۔ الیاسین بھی سیدنا الیاس علیہ السلام ہی کا دوسرا نام ہے اور تلفظ کی ایسی کمی بیشی تقریباً سب زبانوں میں پائی جاتی ہے۔ قرآن میں اس کی دوسری مثال طور سینا ہے جسے سورۃ التین میں سینین کہا گیا ہے۔ (تیسیر القرآن: 719/3)



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



## ﴿اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾

''یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں'' (131)

سوال: محسنین کی جزا کی وضاحت ﴿اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّا كَذٰلِكَ﴾ ''یقیناً ہم ایسا ہی'' یعنی جیسے سیدنا الیاس علیہ السلام نے رب العزت کی طرف بلایا، اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور شرک سے روکا تو ان کی اطاعت پر انہیں جزا دی۔

(2) ﴿نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ''نیکی کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں'' اسی طرح ہم احسان کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں احسان اور مخلوق کے ساتھ حسن معاملہ کرتے ہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ محسنین کا ذکر خیر اور ثنائے حسن لوگوں میں جاری کر دیتے ہیں۔

## ﴿اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

''یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا'' (132)

سوال: سیدنا الیاس علیہ السلام مومن بندے تھے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّهٗ﴾ ''یقیناً وہ'' یعنی سیدنا الیاس علیہ السلام۔

(2) ﴿مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ''ہمارے مومن بندوں میں سے تھا'' وہ ہمارے ان بندوں میں سے تھے جو ایمان لائے، جنہوں نے ہماری توحید کو مانا، ہماری اطاعت کی، ہمارے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ (جامع البیان: 100/23)

(3) یعنی وہ ہمارے اکرام اور جزائے حسن کے مستحق ہیں کیونکہ وہ ہمارے مومن بندوں میں سے ہیں۔

## ﴿وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾

''اور بلاشبہ لوط بھی یقیناً رسولوں میں سے تھا'' (133)

سوال: سیدنا لوط علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے، اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّ لُوْطًا﴾ ''اور بلاشبہ لوط بھی'' اللہ تعالیٰ کی جانب سے سیدنا لوط علیہ السلام کی مدح کی گئی ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(2)﴿لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾"یقیناً رسولوں میں سے تھا" رب العزت نے سیدنا لوط علیہ السلام کو نبوت، رسالت اور دعوت الی اللہ کے منصب پر فائز فرمایا۔(3) سیدنا لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی، شرک اور فواحش سے روکا لیکن وہ باز نہ آئے۔

## ﴿اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ﴾

"جب ہم نے اُسے اور اُس کے سب گھر والوں کو نجات دی" (134)

سوال: سیدنا لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو بچا لیا گیا، اس کی وضاحت ﴿اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِذْ نَجَّيْنٰهُ﴾"جب ہم نے اُسے نجات دی" جب ہم نے اپنے پیغمبر سیدنا لوط علیہ السلام کو بچا لیا، انہیں اپنے عذاب سے نجات دی۔

(2)﴿وَاَهْلَهٗۤ﴾"اور اُس کے گھر والوں کو" سیدنا لوط علیہ السلام کو ان کی قوم نے نبی نہیں مانا، انہیں جھٹلایا تو رب العزت نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو بچا لیا سوائے ان کی بیوی کے، جسے قوم کے ساتھ ہلاک کر دیا۔

(3)﴿اَجْمَعِيْنَ﴾"سب" رب العزت نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو راتوں رات اس علاقے سے نکال کر بچا لیا جس پر بڑی بری بارش برسائی گئی۔

## ﴿اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ﴾

"سوائے ایک بُڑھیا کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی" (135)

سوال: سیدنا لوط علیہ السلام کی بیوی عذاب میں گرفتار کر لی گئی، اس کی وضاحت ﴿اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِلَّا عَجُوْزًا﴾"سوائے ایک بُڑھیا کے" سوائے ایک بڑھیا کے جو سیدنا لوط علیہ السلام کی بیوی تھیں جو ان کے دین پر نہ تھیں۔

(2)﴿فِي الْغٰبِرِيْنَ﴾"جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی" وہ سیدنا لوط علیہ السلام کے ساتھ نکلی تھی مگر پیچھے رہ گئی اور اسے پتھروں نے مسخ کر دیا۔(الدر المنثور:539/5)

## ﴿ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ﴾

"پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو تباہ کر دیا" (136)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال: قوم لوط علیہ السلام کی بستی الٹ دی گئی، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ﴾ "پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو تباہ کر دیا" یعنی جن لوگوں نے سیدنا لوط علیہ السلام سے دشمنی رکھی ان سب کو ہلاک کر دیا گیا، ان کی بستی کو ان پر الٹ دیا گیا۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ﴾ "پھر جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے اُس کے اوپر کے حصے کو اُس کا نچلا کر دیا اور ہم نے اُس پر پکی ہوئی مٹی کے کنکر نما پتھر برسائے جو تہ بہ تہ تھے۔" (ہود:82)

(3) رب العزت نے اس قوم کو کئی طرح کے عذابوں سے ہلاک کیا۔ ان کے علاقے کو ایک بدبودار بحیرہ بنا کر چھوڑ دیا جو کریہہ المنظر ہے۔ اس کا مزہ بھی خراب ہے اور اس کی بدبو بھی دماغ کو خراب کرنے والی ہے۔ یہ سڑا ہوا بحیرہ ایک عام گزرگاہ کے پاس ہے جہاں سے مسافر دن رات گزرتے رہتے ہیں۔

## ﴿وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ﴾

"اور یقیناً تم اُن پر سے صبح کو گزرتے ہو" (137)

سوال: قوم لوط کے واقعہ سے عبرت پکڑو، اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ﴾ "اور یقیناً تم اُن پر سے صبح کو گزرتے ہو" یعنی قوم لوط کی بستیوں پر تمہارا گزر ہوتا ہے۔

(2) قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: شام جاتے ہوئے سدوم کا علاقہ آتا ہے یہ بستی قوم لوط کی ہے۔ (الدر المنثور:539/5)

(3) رب العزت نے فرمایا کہ تم کثرت سے اس علاقے سے گزرتے ہو ان کے واقعے سے عبرت پکڑو۔

ع 4 25 8

## ﴿وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾

"اور رات کو بھی، تو کیا تم سمجھتے نہیں؟" (138)

سوال: تم ہلاکت والے اعمال سے رک جاؤ، اس کی وضاحت ﴿وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَبِالَّيْلِ﴾ "اور رات کو بھی" یعنی تم کثرت سے اس علاقے سے گزرتے ہو۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(2) ﴿اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ ''تو کیا تم سمجھتے نہیں؟'' رب العزت نے مکہ کے مشرکوں سے خطاب کیا ہے جو تجارتی سفروں کے لئے شام اور فلسطین جاتے تھے اور بحر مردار سے گزرتے تھے جو قوم لوط کی ہلاکت کا مقام ہے۔ جنہیں بحر مردار میں دھنسا دیا گیا۔ (ایسر التفاسیر:1301)

(3) کیا تم آیات کو سمجھتے نہیں؟ اور کیا تم ان اعمال سے رکتے نہیں جو ہلاکت کے موجب ہیں۔ (تفسیر سعدی:2282/3)

(4) ابن زید رحمہ اللہ نے کہا: کیا تم غور وفکر نہیں کرتے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی وجہ سے کیسے ہلاک کیا گیا۔ (جامع البیان:101/23)

(5) کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے کہ جو کام کر کے پہلی قومیں ہلاک ہو گئیں تم وہ کام کر کے کیسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہ سکتے ہو؟

## ﴿وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ﴾

''اور یقیناً یونس پیغمبروں میں سے تھا'' (139)

سوال: سیدنا یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے، اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّ یُوْنُسَ﴾ ''اور یقیناً یونس'' رب العزت کی جانب سے اپنے بندے یونس بن متی علیہ السلام کی مدح ہے۔ سیدنا یونس علیہ السلام عراق کے علاقے نینویٰ میں نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔

(2) ﴿لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ﴾ ''پیغمبروں میں سے تھا'' اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت، رسالت اور دعوت الی اللہ کے منصب پر فائز فرمایا۔

(3) سیدنا یونس علیہ السلام کو دنیاوی عقوبت میں مبتلا کیا گیا پھر ان کے ایمان اور اعمال صالح کی وجہ سے انہیں عذاب سے نجات دی۔

(4) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی بندے کے لیے یہ لائق نہیں کہ وہ مجھے یونس بن متی علیہ السلام سے افضل قرار دے۔'' (بخاری:3413)

## ﴿اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ﴾

''جب وہ ایک بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگ گیا'' (140)

سوال: سیدنا یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کیے بغیر اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے، اس کی وضاحت ﴿اِذْ اَبَقَ اِلٰی



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



﴿الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِذْ اَبَقَ﴾ ''جب وہ بھاگ گیا'' یہاں بھاگنے کے لئے لفظ ''ابق'' استعمال ہوا ہے جو دراصل غلام کے اپنے آقا کے پاس سے بھاگ جانے کے لئے بولا جاتا ہے۔سیدنا یونس علیہ السلام چونکہ اپنے آقا اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کئے بغیر اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اس لئے ان کے چلے جانے کے لئے ''ابق'' کا لفظ استعمال کیا گیا۔(اشرف الحواشی:540/1)

(2)﴿اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ﴾ ''ایک بھری ہوئی کشتی کی طرف'' یعنی سامان اور مسافروں سے لدی ہوئی کشتی میں جا کر سوار ہو گئے۔ان کے سوار ہوتے ہی کشتی ڈانوا ڈول ہونے لگی۔ایسا طوفان آیا کہ کشتی کے مالک کو فکر لاحق ہو گئی کہ کہیں سب نہ ڈوب جائیں۔انہوں نے قرعہ اندازی کی کہ جس کے نام کا قرعہ نکلے اسے سمندر میں پھینک دیا جائے گا۔

## ﴿فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ﴾

''پھر انہوں نے قرعہ ڈالا تو وہ مات کھانے والوں میں سے تھا'' (141)

سوال:قرعہ میں سیدنا یونس علیہ السلام کا نام نکل آیا،اس کی وضاحت ﴿فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں

جواب:(1)﴿فَسَاهَمَ﴾ ''پھر انہوں نے قرعہ ڈالا'' جب کشتی والوں نے قرعہ اندازی کی۔

(2) جس کشتی میں سیدنا یونس علیہ السلام سوار ہوئے تھے وہ سواروں سے بھری ہوئی تھی۔وہ سمندر کی موجوں میں گھر گئی تو وزن کم کرنے کے لئے یہ طے پایا کہ ایک آدھ فرد کو کشتی سے سمندر میں پھینک دیا جائے تاکہ باقیوں کی جانیں بچ جائیں۔ چونکہ یہ قربانی دینے کے لئے کوئی تیار نہیں تھا اس لئے قرعہ اندازی کرنی پڑی۔اس دور میں یہ بات مشہور تھی کہ جب کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگ کر آتا ہے تو کشتی بھنور میں پھنس جاتی ہے۔بھاگے ہوئے غلام کی تلاش میں قرعہ اندازی کرنی پڑی۔

(3)﴿فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ﴾ ''تو وہ مات کھانے والوں میں سے تھا'' قرعہ اندازی میں سیدنا یونس علیہ السلام مغلوب ہو گئے۔کشتی والے ان کی پاکیزہ صورت دیکھ کر ہچکچائے تو وہ خود سمندر میں کود گئے۔

(4) اللہ تعالیٰ جس کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے اسباب فراہم کر دیتا ہے۔

## ﴿فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ﴾

''چنانچہ اُس کو مچھلی نے نگل لیا اور اس حال میں کہ وہ ملامت زدہ تھا'' (142)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال: اور سیدنا یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نگل لیا، اس کی وضاحت ﴿فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ﴾ "چنانچہ اُس کو مچھلی نے نگل لیا" جب سیدنا یونس علیہ السلام سمندر میں کودے تو کودتے ہی مچھلی نے انہیں سالم ہی نگل لیا۔ مچھلی انہیں لے کر سمندر میں تیرتی رہی۔

(2) ﴿وَهُوَ مُلِيمٌ﴾ "اور اس حال میں کہ وہ ملامت زدہ تھا" یعنی انہوں نے ایسے فعل کا ارتکاب کیا تھا جس پر ملامت کی جاتی ہے اور وہ ہے آپ کا اپنے رب سے ناراض ہونا۔ (تفسیر سعدی: 2284/3)

(3) ﴿مُلِيمٌ﴾ کا معنی وہ شخص ہے جس کا ضمیر خود ہی ملامت کر رہا ہو کہ وہ واقعی مجرم ہے اور کوئی ملامت کرے یا نہ کرے۔ اور سیدنا یونس علیہ السلام کو اپنی اجتہادی غلطی کا احساس بھاگنے کے فوراً بعد ہی ہو گیا تھا۔ اور قرعہ میں ہر بار آپ علیہ السلام کا نام نکلنے پر اس کا یقین ہو گیا۔ (تیسیر القرآن: 720/3)

(4) سیدنا یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں خیال آیا کہ شاید وہ فوت ہو چکے ہیں۔ جب انہوں نے ہاتھ پاؤں ہلائے تو محسوس کیا کہ وہ زندہ ہیں۔ وہ اسی جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔

(5) سیدنا یونس علیہ السلام نے ایسی جگہ سجدے کیے جو کسی کو نصیب نہیں ہوتی۔

## ﴿فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ﴾

"یقیناً پھر اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں نہ ہوتا" (143)

سوال: عافیت کے نیک اعمال کی برکت کی وضاحت ﴿فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ﴾ "یقیناً پھر اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں نہ ہوتا" یعنی اگر سیدنا یونس علیہ السلام نے عافیت کے دنوں میں یعنی مچھلی کے پیٹ میں جانے سے پہلے اپنے رب کی کثرت سے عبادت اور تسبیح و تحمید نہ کی ہوتی اور مچھلی کے پیٹ میں جانے کے بعد کثرت سے یہ دعا نہ کی ہوتی ﴿فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ﴾ "تو اُس نے اندھیروں میں پکارا: "آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ پاک ہیں، یقیناً میں ہی ظالموں میں سے تھا۔" (الانبیاء: 87) تو قیامت کے دن مچھلی کے پیٹ سے پیدا ہوتے۔

(2) ﴿فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذَٰلِكَ نُنجِي الْمُؤْمِنِينَ﴾ "چنانچہ ہم نے اُس کی دعا قبول کی اور ہم نے اسے غم سے نجات دی اور ہم مومنوں کو اسی طرح نجات دیتے ہیں۔" (الانبیاء: 88)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾

''یقیناً وہ اُس دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہتا جب وہ لوگ اُٹھائے جائیں گے'' (144)

سوال: تسبیح نہ ہوتی تو مچھلی کا پیٹ سیدنا یونس علیہ السلام کی قبر ہوتا، اس کی وضاحت ﴿لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ﴾ ''یقیناً وہ اُس دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہتا'' یعنی اگر سیدنا یونس علیہ السلام تسبیح وتحمید نہ کرتے تو مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے۔

(2) ﴿اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ ''جب وہ لوگ اُٹھائے جائیں گے'' یعنی مچھلی کا پیٹ ہی ان کی قبر بن جاتا۔

(3) رب العزت نے تسبیح کی وجہ سے انہیں مچھلی کے پیٹ سے نجات عطا فرمائی۔

(4) اللہ تعالیٰ اسی طرح ایمان والوں کو نجات دیتا ہے۔ جب وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ مشکلات سے نکلنے کا راستہ بنا دیتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا﴾ ''اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، وہ اُس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔'' (الطلاق:2)

﴿فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ﴾

''پھر ہم نے اُسے ایک چٹیل زمین میں پھینک دیا اس حال میں کہ وہ بیمار تھا'' (145)

سوال: سیدنا یونس علیہ السلام کو مچھلی نے اگل دیا، اس کی وضاحت ﴿فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ﴾ ''پھر ہم نے اُسے ایک چٹیل زمین میں پھینک دیا'' رب العزت نے مچھلی کو حکم دیا کہ انہیں اگل دے تو مچھلی نے سیدنا یونس علیہ السلام کو ساحل پر آ کر ایک چٹیل میدان میں اگل دیا۔

(2) ﴿وَهُوَ سَقِيْمٌ﴾ ''اس حال میں کہ وہ بیمار تھا'' مچھلی کے پیٹ میں سیدنا یونس علیہ السلام ایسے کمزور ہو گئے تھے جیسے مرغی کا چوزہ جس کے بال اور پر نہیں ہوتے، جیسے نومولود بچہ۔

(3) سیدنا یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں جانا اور وہاں زندہ رہنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے بطور خرق عادت تھا۔

(اشرف الحواشی:540/1)



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



## ﴿وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ﴾

''اور ہم نے ایک بیل دار پودا اُس پر اُگا دیا'' (146)

سوال: سیدنا یونس علیہ السلام پر کدو کی بیل پھیلا دی گئی، اس کی وضاحت ﴿وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ﴾ ''اور ہم نے اُس پر اُگا دیا'' رب العزت نے سیدنا یونس علیہ السلام کے لیے ایک بیل اگا دی جس نے انہیں ٹھنڈے سائے تلے لے لیا۔ اس بیل پر مکھیاں نہیں ہوتیں۔ رب العزت نے ان پر ایک اور احسان فرمایا۔

(2) ﴿شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ﴾ ''ایک بیل دار پودا'' يَّقْطِيْنٍ کا اطلاق ہر اس پودے پر ہوتا ہے جس کا تنا نہ ہو مثلاً کدو، ککڑی، تربوز وغیرہ اور بالخصوص پیٹھا کدو کی بیل پر ہوتا ہے اور مفسرین کی اکثر رائے کے مطابق یہی پودا وہاں اگ آیا تھا۔ اس کے پتے چوڑے چوڑے ہوتے ہیں جو دھوپ وغیرہ سے سایہ کا کام دیتے ہیں۔ نیز مکھی اس پودے کے نزدیک نہیں آتی۔ آپ کی خوراک کا انتظام اللہ نے کیا فرمایا؟ کتاب وسنت میں اس کی کوئی صراحت نہیں۔ (تفسیر تیسیر القرآن: 721/3)

(3) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو بہت مرغوب تھا۔

## ﴿وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ﴾

''اور ہم نے اُسے ایک لاکھ لوگوں کی طرف بھیجا یا اس سے زائد ہوں گے'' (147)

سوال: سیدنا یونس علیہ السلام کو قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا، اس کی وضاحت ﴿وَاَرْسَلْنٰهُ... يَزِيْدُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَرْسَلْنٰهُ﴾ ''اور ہم نے اُسے بھیجا'' رب العزت نے سیدنا یونس علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا وہ اہل نینویٰ تھے۔ (ایسر التفاسیر: 1302)

(2) ﴿اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ﴾ ''ایک لاکھ لوگوں کی طرف یا اس سے زائد ہوں گے'' اس قوم کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔

## ﴿فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ﴾

''سو وہ ایمان لائے تو ہم نے اُنہیں ایک خاص مدت تک فائدہ دیا'' (148)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



9

سوال: سیدنا یونس علیہ السلام کی قوم ایمان لے آئی، اس کی وضاحت ﴿فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاٰمَنُوْا﴾ "سو وہ ایمان لائے" جس قوم کی طرف سیدنا یونس علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا گیا تھا انہوں نے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی تو وہ ایمان لے آئے۔ ان کا ایمان لانا سیدنا یونس علیہ السلام کے اعمال نامے میں لکھا گیا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ﴾ "سو کیوں نہ کوئی بستی ایسی ہوئی کہ ایمان لائی ہو، پھر اس کے ایمان نے اسے نفع دیا ہو یونس کی قوم کے سوا کہ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے اس دنیا کی زندگی میں ان سے رسوائی کا عذاب ہٹا دیا اور اُنہیں ایک وقت تک کے لیے سامانِ زندگی دے دیا۔" (یونس:98)

(2) قوم یونس عذاب دیکھ کر ایمان لائی جب کہ ایمان لانا فائدہ نہیں دیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کو قبول کر لیا۔

(3) ﴿فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ﴾ "تو ہم نے اُنہیں ایک خاص مدت تک فائدہ دیا" جب قوم سیدنا یونس علیہ السلام ایمان لے آئی تو رب العزت نے ان سے عذاب ہٹا لیا اور انہیں ایک مدت تک دنیا کا فائدہ پہنچایا۔

## ﴿فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ﴾

"سو آپ اُن سے پوچھیں کہ کیا تمہارے رب کے لیے بیٹیاں ہیں اور اُن کے لیے بیٹے ہیں؟" (149)

سوال: فرشتے اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں بیٹیاں نہیں، اس کی وضاحت ﴿فَاسْتَفْتِهِمْ ... الْبَنُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاسْتَفْتِهِمْ﴾ "سو آپ اُن سے پوچھیں" رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں سے پوچھیں جو فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

(2) ﴿اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ﴾ "کہ کیا تمہارے رب کے لیے بیٹیاں ہیں اور اُن کے لیے بیٹے ہیں؟" یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنا دیں حالانکہ وہ اپنے لیے بیٹیوں پر راضی نہیں جیسا کہ فرمایا ﴿وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ﴾ "اور وہ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں قرار دیتے ہیں، پاک ہے اس کی ذات! اور ان کے لیے وہی ہیں جو وہ چاہتے ہیں۔" (النحل:57)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿اَمۡ خَلَقۡنَا الۡمَلٰٓئِکَةَ اِنَاثًا وَّهُمۡ شٰهِدُوۡنَ﴾

''کیا ہم نے فرشتوں کو عورتیں پیدا کیا ہے اور وہ موجود تھے؟'' (150)

سوال: کیا فرشتوں کی پیدائش کے وقت وہ موجود تھے، اس کی وضاحت ﴿اَمۡ ... شٰهِدُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمۡ خَلَقۡنَا الۡمَلٰٓئِکَةَ اِنَاثًا﴾ ''کیا ہم نے فرشتوں کو عورتیں پیدا کیا ہے؟'' رب العزت نے فرمایا کیا فرشتوں کو ہم نے عورتیں بنایا اور وہ اس وقت حاضر تھے۔ (نعوذ باللہ)

(2) ﴿وَّهُمۡ شٰهِدُوۡنَ﴾ ''اور وہ موجود تھے'' یعنی کیا وہ فرشتوں کی تخلیق کو دیکھ رہے تھے؟ وہ اس کے گواہ ہیں۔ ﴿وَجَعَلُوا الۡمَلٰٓئِکَةَ الَّذِیۡنَ هُمۡ عِبٰدُ الرَّحۡمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوۡا خَلۡقَهُمۡ ؕ سَتُکۡتَبُ شَهَادَتُهُمۡ وَیُسۡـَٔلُوۡنَ﴾ ''اور انہوں نے فرشتوں کو، جو رحمٰن کے بندے ہیں، عورتیں بنا دیا؟ کیا اُن کی پیدائش کے وقت وہ موجود تھے؟ ضرور ہی اُن کی گواہی لکھی جائے گی اور اُن سے پوچھا جائے گا۔'' (الزخرف: 19)

(3) اگر ایسا نہیں ہے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ پر بغیر علم کے بہتان لگایا ہے۔

﴿اَلَاۤ اِنَّهُمۡ مِّنۡ اِفۡکِهِمۡ لَیَقُوۡلُوۡنَ﴾

''سن لو! بلا شبہ یہ لوگ یقیناً اپنی من گھڑت باتیں کہتے ہیں'' (151)

سوال: وہ افترا پردازی کرتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿اَلَاۤ اِنَّهُمۡ مِّنۡ اِفۡکِهِمۡ لَیَقُوۡلُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَاۤ اِنَّهُمۡ مِّنۡ اِفۡکِهِمۡ لَیَقُوۡلُوۡنَ﴾ ''سن لو! بلا شبہ یہ لوگ یقیناً اپنی من گھڑت باتیں کہتے ہیں'' یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی کرتے ہیں کہ اس کی اولاد ہے۔

(2) وہ تین جھوٹ بولتے ہیں (i) اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے۔ (ii) فرشتے عورتیں ہیں۔ (iii) فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

﴿وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ﴾

''کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد کو جنا اور بلا شبہ یقیناً وہ جھوٹے ہیں'' (152)

سوال: وہ جھوٹے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَدَ اللّٰهُ﴾ ''کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد کو جنا'' انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اولاد بنائی۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(2)﴿وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناوہ جھوٹے ہیں'' اللہ تعالیٰ کو صاحب اولاد بنانا جھوٹ ہے۔اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر فرشتوں کی عبادت کرنا جہنم تک لے جانے کے لیے کافی ہے۔

## ﴿اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ﴾

''کیااللہ تعالیٰ نے بیٹوں پر بیٹیاں پسند کی ہیں؟'' (153)

سوال: بیٹوں کو چھوڑ کر بیٹیاں پسند کرلیں،اس کی وضاحت ﴿اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَصْطَفَى الْبَنَاتِ﴾ ''کیااللہ تعالیٰ نے بیٹیاں پسند کی ہیں؟'' اللہ تعالیٰ کے لئے جس طرح لڑکیاں نہیں اسی طرح لڑکے بھی نہیں۔دونوں کی نفی اس لحاظ سے اگرچہ برابر ہے مگر ذہناً چونکہ لڑکیوں کو کم درجہ سمجھا جاتا ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ کا اس سے منزہ ہونا بدرجہ اولیٰ ضروری ہوگا۔(تفسیر کمالین شرح اردو تفسیر جلالین:364/5)

(2)﴿عَلَى الْبَنِيْنَ﴾ ''بیٹوں پر'' رب العزت نے بیٹوں کو بیٹیوں پر کیوں ترجیح دی آخر کوئی وجہ تو ہونی چاہیے۔رب العزت تو اولاد سے ہی پاک ہے۔بیٹے یا بیٹی کا سوال تو دور کا ہے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا﴾ ''کیا پھر تمہارے رب نے تمہیں بیٹوں کے لیے منتخب کیا؟ اور خود فرشتوں کو بیٹیاں بنایا؟ بلاشبہ تم یقیناً بہت بڑی بات کہتے ہو'' (بنی اسرائیل:40)

## ﴿مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ﴾

''تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ تم کیسے فیصلہ کرتے ہو؟'' (154)

سوال: تمہارے فیصلے درست نہیں،اس کی وضاحت ﴿مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿مَا لَكُمْ﴾ ''تمہیں کیا ہوگیا ہے؟'' تمہاری عقلوں کو کیا ہوگیا ہے؟ تم غور وفکر کیوں نہیں کرتے۔

(2)﴿كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ﴾ ''تم کیسے فیصلہ کرتے ہو؟'' تم خلاف عقل فیصلے دے رہے ہو۔تم ظالمانہ فیصلے کرتے ہو۔تمہارے فیصلے درست نہیں باز آجاؤ۔نصیحت قبول کرلو۔

## ﴿اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾

''تو کیا تم غور نہیں کرتے ہو؟'' (155)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال: نصیحت قبول کرلو، اس کی وضاحت ﴿اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾ ''تو کیا تم غور نہیں کرتے ہو؟'' تم نصیحت قبول کرتے تو ایسی بات نہ کرتے۔

(2) تم نصیحت قبول کرتے تو اللہ تعالیٰ کی اولاد نہ ٹھہراتے۔ (3) تمہیں کیا ہے کہ تم نصیحت نہیں پکڑتے۔

﴿اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ﴾

''تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے؟'' (156)

سوال: ﴿اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ﴾ ''تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے؟'' قتادہ نے فرمایا کہ کوئی واضح عذر ہے۔ (جامع البیان: 110/23)

(2) کیا تمہارے پاس اپنے دعوے کی کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد ہے کوئی قوی دلیل ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعے آئی ہو یا اس نے اپنی کتاب میں نازل کی ہو جس سے تمہارے دعوے کی خبر ملتی ہو!

﴿فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾

''تو اپنی کتاب لے آؤ اگر تم سچے ہو!'' (157)

سوال: اللہ تعالیٰ نے کتاب لانے کا مطالبہ کیا، اس کی وضاحت ﴿فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ﴾ ''تو اپنی کتاب لے آؤ'' قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اپنا عذر پیش کرو۔ (جامع البیان)

(2) ﴿اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ ''اگر تم سچے ہو!'' یعنی اگر تم سچے ہو تو اپنے دعوے کی دلیل کے لیے کوئی کتاب پیش کرو۔ اگر اس پر کوئی شرعی دلیل نہیں ہے تو تم بلا دلیل اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ رہے ہو۔

(3) تمہارے لیے کوئی کتاب کیسے ہو سکتی ہے؟ تم نے تو اپنی کتاب سے کفر کیا ہے جو تمہاری ہدایت کے لیے نازل ہوئی ہے اور وہ قرآن کریم ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہاری افترا پردازی کو قوی دلیل سے باطل کر دیا ہے۔ (ایسر التفاسیر: 1304)

﴿وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ

''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ اور جنوں کے درمیان رشتہ بنا دیا ہے اور بلا شبہ یقیناً جنوں کو معلوم ہے کہ



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



﴿اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ﴾

''یقیناً وہ ضرور حاضر کیے جانے والے ہیں'' (158)

سوال: مشرکوں نے جنوں کی اللہ تعالیٰ سے رشتے داری سمجھ لی، اس کی وضاحت ﴿وَجَعَلُوْا ... لَمُحْضَرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ﴾ ''اور انہوں نے اس کے درمیان'' یعنی مشرکوں نے بنالیا اللہ تعالیٰ کے درمیان۔

(2) ﴿وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا﴾ ''اور جنوں کے درمیان رشتہ بنا دیا ہے'' اور جنات کے درمیان نسبی تعلق بنا دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

(3) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ قریش کے تین قبیلوں سلیم، جہینہ اور خزاعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں مجاہد سے روایت کیا ہے کہ قریش کے امراء و رؤسا کہنے لگے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو ان کی مائیں کون ہیں تو وہ بولے سادات جنات کی بیٹیاں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ﴾ (تفسیر ابن عباس: 123/3)

(4) ﴿وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً جنوں کو معلوم ہے'' یعنی جنات کو معلوم ہے کہ وہی عذاب میں حاضر کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں آگ سے عذاب دے گا۔ پھر نسبی تعلق والا تو اس تعلق کی وجہ سے عزت کرتا ہے وہ آگ سے عذاب نہیں دیتا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی افتراء پردازی سے خود کو منزہ ثابت کیا۔ (ایسر التفاسیر: 1304)

(5) حالانکہ جنات بھی جانتے ہیں کہ وہ جزا و سزا کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے عاجز اور فروتر بندے ہیں۔ اگر ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی نسبی رشتہ ہوتا تو ان کی یہ حالت نہ ہوتی۔ (تفسیر سعدی: 2286/3)

﴿سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾

''اللہ تعالیٰ پاک ہے اُن باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں'' (159)

سوال: اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے، اس کی وضاحت ﴿سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿سُبْحٰنَ اللّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ پاک ہے'' اللہ تعالیٰ جو ان کا رب، ان کا بادشاہ ہے ان تمام اوصاف سے پاک ہے جو مشرک اس سے منسوب کر رہے ہیں۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(2) یعنی اللہ تعالیٰ اولاد اور نسب سے پاک ہے۔ (تفسیر قاسمی:2286)

﴿إِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِينَ﴾

''مگر اللہ تعالیٰ کے خالص کیے گئے بندے'' (160)

سوال: اللہ تعالیٰ سے مخلص بندوں کی نسبت ہی درست ہے، اس کی وضاحت ﴿إِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِينَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿إِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ﴾ ''مگر اللہ تعالیٰ کے بندے'' اللہ تعالیٰ سے مخلوق کی جو نسبت ہے وہ یہ کہ اس کے بندے ہیں۔

(2) ﴿الْمُخْلَصِينَ﴾ ''مخلص کیے گئے'' اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں نے اس کے جو اوصاف بیان کیے ہیں وہی اس کے جلال کے لائق ہیں۔ وہی اسے زیب دیتے ہیں جن کی وجہ سے اس کی پاک دامنی پر حرف نہیں آتا۔ اس کے مخلص بندے اس حق کی پیروی کرتے ہیں جو رسولوں پر نازل ہوتا ہے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤١﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿٤٢﴾ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٣﴾﴾ ''اس نے کہا: ''اے میرے رب! اس وجہ سے کہ تو نے مجھے بہکایا ہے، میں زمین میں ضرور ان کے لیے (گناہ) مزین کروں گا، اور میں ان سب کو ضرور بہکاؤں گا۔ مگر ان میں تیرے وہ بندے جو خالص کیے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یہ راستہ ہے جو مجھ تک سیدھا ہے۔ بے شک میرے بندوں پر تیرے لیے کوئی غلبہ نہیں ہوگا مگر جو گمراہوں میں سے تیرے پیچھے چلیں گے۔ اور بے شک جہنم یقیناً ان سب کے وعدے کی جگہ ہے۔'' (الحجر:39-43)

﴿فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ﴾

''پس یقیناً تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو'' (161)

سوال: ﴿فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَإِنَّكُمْ﴾ ''پس یقیناً تم'' یعنی جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک ٹھہرائے ہیں۔

(2) ﴿وَمَا تَعْبُدُونَ﴾ ''اور جن کی تم عبادت کرتے ہو'' یعنی تمہارے خودساختہ معبود کسی بارے میں بھی قدرت نہیں رکھتے۔



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



## ﴿مَآ اَنۡتُمۡ عَلَيۡهِ بِفٰتِنِيۡنَ﴾

''تم کسی کو فتنے میں ڈالنے والے نہیں ہو''(162)

سوال:﴿مَآ اَنۡتُمۡ عَلَيۡهِ بِفٰتِنِيۡنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿مَآ اَنۡتُمۡ﴾ ''تم نہیں ہو'' یعنی تم سے شرک کرنے والے مراد ہیں۔

(2)﴿عَلَيۡهِ بِفٰتِنِيۡنَ﴾ ''کسی کو فتنے میں ڈالنے والے'' اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: اے مشرکو! تم اور تمہارے خود ساختہ الٰہ کسی کو فتنے میں مبتلا کرنے یا گمراہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتے، سوائے ان لوگوں کے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ ہو گیا۔ یہاں کسی کو گمراہ کرنے کے بارے میں، ان کا اور ان کے معبودوں کا عجز اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کو بیان کرنا مقصود ہے۔۔۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے مخلص اور فلاح یافتہ بندوں کو راہ راست سے ہٹانے کی امید نہ رکھو۔ (تفسیر سعدی:2286)

(3) رب العزت نے مشرکوں سے خطاب کر کے فرمایا ہے کہ تمہاری گمراہ کن باتیں وہ مانے گا جو تم سے زیادہ گمراہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے علم میں جہنم کا کوئلہ بننے والا ہو گا۔ جیسا کہ فرمایا:﴿وَلَقَدۡ ذَرَاۡنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيۡرًا مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ ۖ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ لَّا يَفۡقَهُوۡنَ بِهَا ۖ وَلَهُمۡ اَعۡيُنٌ لَّا يُبۡصِرُوۡنَ بِهَا ۖ وَلَهُمۡ اٰذَانٌ لَّا يَسۡمَعُوۡنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالۡاَنۡعَامِ بَلۡ هُمۡ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡغٰفِلُوۡنَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے جنوں اور انسانوں میں سے اکثر کو دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے، ان کے لیے دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں اور ان کے لیے آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے نہیں، اور ان کے لیے کان ہیں جن سے وہ سنتے نہیں، یہ لوگ جانوروں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ یہی لوگ غافل ہیں۔'' (الاعراف:179)

## ﴿اِلَّا مَنۡ هُوَ صَالِ الۡجَحِيۡمِ﴾

''مگر وہ جو جہنم میں پہنچنے والا ہے''(163)

سوال: مشرکوں کی باتیں ماننے والا دوزخ میں کوئلہ بنے گا، اس کی وضاحت ﴿اِلَّا مَنۡ هُوَ صَالِ الۡجَحِيۡمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جواب:(1)﴿اِلَّا مَنْ هُوَ﴾ ’’مگر وہ جو‘‘یعنی جس کا مقدر ہے۔

(2)﴿صَالِ الْجَحِيْمِ﴾ ’’جہنم میں پہنچنے والا ہے‘‘یعنی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔﴿وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ ’’اور بے شک جہنم یقیناً ان سب کے وعدے کی جگہ ہے۔‘‘(الحجر:43)

## ﴿وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ﴾

’’اور ہم (فرشتوں) میں سے ہر ایک کا ایک معلوم مقام ہے‘‘(164)

سوال:فرشتوں کی برأت کی وضاحت﴿وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَمَا مِنَّآ﴾ ’’اور ہم (فرشتوں) میں سے‘‘ یہ فرشتوں کا قول ہے۔

(2)﴿اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ﴾ ’’ہر ایک کے لیے ایک معلوم مقام ہے‘‘یعنی آسمان میں ہر فرشتے کا عبادت کا ایک مقام ہے جس سے کوئی آگے نہیں بڑھ سکتا۔

(3)سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:’’آسمان پر چار انگلی کے برابر بھی جگہ نہیں ہے کہ جہاں کوئی فرشتہ اللہ تعالیٰ کے لیے (اس کے سامنے) اپنی پیشانی رکھے سربسجود نہ ہو۔‘‘(ترمذی:2312)

(4)یہ فرشتوں کے بارے میں کفار کی بہتان طرازی سے برأت کا بیان ہے، نیز یہ کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور لمحہ بھر کے لیے اس کی نافرمانی نہیں کرسکتے۔اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ہر ایک کو ایک مقام اور کسی تدبیر کی ذمے داری سونپی ہے۔وہ اس سے تجاوز کرسکتے ہیں نہ انہیں کسی چیز کا کوئی اختیار ہے۔(تفسیر سعدی:2287/3)

## ﴿وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ﴾

’’اور بلاشبہ یقیناً ہم صف بستہ رہنے والے ہیں‘‘(165)

سوال:فرشتوں کی صف بندی کی وضاحت﴿وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَّاِنَّا لَنَحْنُ﴾ ’’اور بلاشبہ یقیناً ہم‘‘ فرشتوں نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت، اطاعت اور خدمت میں۔

(2)﴿الصَّآفُّوْنَ﴾ ’’صف بستہ رہنے والے ہیں‘‘صفیں باندھتے ہیں۔

(3)سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا:’’تم لوگ اس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے جس طرح بارگاہِ الٰہی میں فرشتے صف بستہ رہتے ہیں۔‘‘(مسلم:968)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ﴾

"اور بلاشبہ یقیناً ہم تسبیح کرنے والے ہیں" (166)

سوال 1: فرشتے تسبیح کرتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّا لَنَحْنُ﴾ "اور بلاشبہ یقیناً ہم" فرشتوں نے کہا کہ ہم اپنی عبادت کی جگہ میں ثنا بیان کرتے ہیں۔

(جامع البیان: 115/23)

(2) ﴿الْمُسَبِّحُوْنَ﴾ "تسبیح کرنے والے ہیں" یعنی صفیں باندھ کر ہم اپنے رب کی تسبیح کرتے ہیں، اس کی عظمت اور تقدیس کرتے ہیں، اس کو تمام برائیوں سے پاک سمجھتے ہیں۔

(3) ﴿الْمُسَبِّحُوْنَ﴾ میں زبان کی تسبیح اور نماز دونوں آجاتے ہیں۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے بارے میں عقیدے کو کیسے درست کیا ہے؟

جواب: (1) فرشتے اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں۔

(2) فرشتے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ (3) تسبیح میں مصروف رہتے ہیں۔

(4) اور وہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں نہیں ہیں جیسے کفار فرشتوں کے بارے میں کہتے ہیں۔

﴿وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ﴾

"اور بلاشبہ یقیناً وہ لوگ کہا کرتے تھے" (167)

سوال: ﴿وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ﴾ "اور بلاشبہ یقیناً وہ لوگ کہا کرتے تھے" یعنی کفار مکہ کہتے ہیں۔

(2) رب العزت نے واضح فرمایا ہے کہ نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے کفار مکہ تمنا کرتے تھے کہ ہم میں کوئی نبی ہوتا جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکام یاد دلاتا اور وہ واقعات سناتا جو پہلی قوموں پر گزر چکے ہیں۔ (مختصر ابن کثیر: 1704/2)

﴿لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ﴾

"کہ اگر واقعی ہمارے پاس پہلے لوگوں کی کوئی نصیحت ہوتی" (168)

سوال: بعثت نبوی ﷺ سے پہلے قریش کی تمنا کی وضاحت ﴿لَوْ ... الْاَوَّلِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جواب: (1)﴿لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا﴾ ''کہ اگر واقعی ہمارے پاس'' نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے قریش آرزو کرتے تھے کہ ہم میں کوئی نبی ہوتا جو ہمیں پچھلی قوموں کے واقعات سناتا۔

(2)﴿ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ﴾ ''پہلے لوگوں کی کوئی نصیحت ہوتی''یعنی پہلی کتابوں میں سے کوئی کتاب ہوتی جیسے تورات اور انجیل ہیں یا کوئی نبی آتا جیسے یہود و نصاریٰ کے پاس آیا۔(جامع البیان:117/23)

## ﴿لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ﴾

''تو ہم اللہ تعالیٰ کے مخلص کیے گئے بندے ہوتے!''(169)

سوال: ہم اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی عبادت کو خالص کرتے ،مشرکین کی اس تمنا کی وضاحت ﴿لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ﴾ ''تو ہم اللہ تعالیٰ کے مخلص کیے گئے بندے ہوتے!'' اللہ تبارک وتعالیٰ آگاہ فرماتا ہے کہ یہ مشرکین اس تمنا کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر ہمارے پاس بھی کتابیں آتیں جیسے پہلے لوگوں پر کتابیں آئی تھیں تو ہم خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے بلکہ ہم حقیقی مخلص ہوتے۔ وہ اس بارے میں جھوٹ بولتے ہیں۔ ان کے پاس سب سے افضل کتاب آئی مگر انہوں نے اس کو ماننے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ وہ حق کے مقابلے میں تکبر کا رویہ رکھے ہوئے ہیں۔(تفسیر سعدی:2288,2287/3)

(2)رب العزت نے فرمایا:﴿وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا﴾ ''اور انہوں نے اپنی پختہ قسمیں کھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ یقیناً اگر اُن کے پاس کوئی خبردار کرنے والا آیا تو وہ یقیناً ضرور ہر اُمت سے زیادہ ہدایت یافتہ ہوں گے، پھر جب ایک خبردار کرنے والا اُن کے پاس آیا تو اُس نے اُن کے دور بھاگنے کے سوا کوئی اضافہ نہیں کیا۔'' (فاطر:42)

(3)یعنی نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے تو یہ کہتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کتابیں آتیں تو ہم اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہوتے۔ پھر جب نبی ﷺ آ گئے تو انہوں نے کفر کیا۔

## ﴿فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾

''تو اُنہوں نے اس کا انکار کیا سو جلد ہی وہ جان لیں گے''(170)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال: ﴿فَكَفَرُوْا ... يَعْلَمُوْنَ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَكَفَرُوْا بِهٖ﴾ ''تو انہوں نے اس کا انکار کیا'' یعنی مشرکوں نے اس کتاب کا انکار کر دیا جو محمد ﷺ لے کر آئے اور وہ قرآن ہے۔

(2) ﴿فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾ ''سو جلد ہی وہ جان لیں گے'' یعنی اگر وہ توبہ نہیں کریں گے، ایمان نہیں لائیں گے، اس کی توحید پر ایمان نہیں رکھیں گے تو اپنے کفر کا انجام دیکھ لیں گے۔

## ﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ﴾

''اور بلاشبہ یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لیے ہمارا فیصلہ پہلے ہی صادر ہو چکا'' (171)

سوال: رسولوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے وعدے کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ ... الْمُرْسَلِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ﴾ ''اور بلاشبہ یقینا ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لیے ہمارا فیصلہ پہلے ہی صادر ہو چکا'' کلمہ سے مراد وہ سنت الٰہی ہے جو اپنے رسولوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمادی ہیں۔ ﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے، اللہ تعالیٰ یقینا بڑی قوت والا ہے، سب پر غالب ہے۔'' (المجادلہ:21)

(2) اللہ تعالیٰ کا رسولوں کے بارے میں فیصلہ ہے کہ وہ یقینا مدد کیے جائیں گے۔

## ﴿اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ﴾

''یقیناً وہ وہی ہیں جن کو مدد دی جائے گی'' (172)

سوال: رسولوں اور مسلمانوں کی مدد کی جائے گی، اس کی وضاحت ﴿اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّهُمْ﴾ ''یقینا وہ وہی ہیں'' یعنی رسول اور مسلمان۔

(2) ﴿لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ﴾ ''جن کو مدد دی جائے گی'' یعنی دنیا اور آخرت میں رسولوں اور مسلمانوں کی مدد کی جائے گی۔

## ﴿وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾

''اور بے شک ہمارا لشکر ہی یقینا غالب آنے والا ہے'' (173)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال: میدان ہمارے ہی ہاتھ رہے گا، اس کی وضاحت ﴿وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَإِنَّ جُنْدَنَا﴾ ''اور بے شک ہمارا لشکر ہی'' یعنی اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے والے اور اس کی فلاح یافتہ فوج۔

(2) ﴿لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾ ''یقیناً غالب آنے والا ہے'' وہ دنیا میں غالب رہیں گے۔

(3) انجام کار غلبہ ہمارا ہی ہے۔ بالآخر میدان ہمارے ہی ہاتھ ہوگا۔

## ﴿فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ﴾

''چنانچہ آپ ایک وقت تک اُن سے منہ موڑ لیں'' (174)

سوال: ان کی ایذاؤں پر صبر کریں، اس کی وضاحت ﴿فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَتَوَلَّ عَنْهُمْ﴾ ''چنانچہ آپ ان سے منہ موڑ لیں'' یعنی ان سے اعراض کریں اور ان کی ایذاؤں پر صبر کریں۔ بہت جلد آپ ﷺ کا غلبہ ہونے والا ہے، آپ ہی کا اقتدار ہوگا۔

(2) ﴿حَتّٰى حِيْنٍ﴾ ''ایک وقت تک'' یعنی قلیل مدت تک انتظار کریں۔

(3) ان سے اعراض کریں یہاں تک کہ آپ ﷺ کو قتال کا حکم دیا جائے۔

(4) مقررہ وقت فتح مکہ تک تھا۔ پھر سب نے رسول اللہ ﷺ کو تسلیم کر لیا اور سارا عرب مسلمان ہو گیا۔

## ﴿وَّأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ﴾

''اور انہیں دیکھتے رہیں پس جلد ہی وہ خود بھی دیکھ لیں گے'' (175)

سوال: وہ جلد ہی بدترین انجام دیکھنے والے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَّأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّأَبْصِرْهُمْ﴾ ''اور انہیں دیکھتے رہیں'' یعنی انہیں دیکھو کیسا ان پر عذاب نازل ہوا۔ (زاد المسیر: 315/6)

(2) آپ ﷺ انہیں ڈھیل دے دیں، پھر دیکھیں ان پر آپ ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے کیسے کیسے عذاب نازل ہوتے ہیں۔

(3) ﴿فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ﴾ ''پھر جلد ہی یہ خود بھی دیکھ لیں گے'' رب العزت نے دھمکی دی کہ وہ جلد ہی اپنا بدترین انجام دیکھنے والے ہیں۔ (مختصر ابن کثیر: 1705/2)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ﴾

”تو کیا وہ ہمارے عذاب کو جلدی مانگتے ہیں؟“ (176)

سوال: وہ عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہیں، اس کی وضاحت ﴿اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ﴾ ”تو کیا وہ ہمارے عذاب کو وہ جلدی مانگتے ہیں“ جبیر نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کفار بولے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس عذاب سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں وہ ہمیں دکھائیں اور اس کو جلدی لے آئیں اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔ اسے شیخین نے صحیح قرار دیا ہے۔ (تفسیر ابن عباس: 124/3)

(2) انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب کے لیے جلدی ہے، کیونکہ یقین نہیں رکھتے۔ رب العزت نے آگاہ فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے کی وجہ سے یہ عذاب کے لئے جلدی مچا رہے ہیں۔ ذرا سوچیں تو سہی ان کی رغبت عذاب میں ہے۔

(3) مانگنے والے نے عذاب مانگا ہے تو کیوں؟ ﴿سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ (۱) لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ (۲)﴾
”سوال کرنے والے نے واقع ہونے والے عذاب کا سوال کیا ہے۔ کافروں کے لیے، اس کو ہٹانے والا کوئی نہیں“ (المعارج: 2،1)

﴿فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾

”پھر جب وہ اُن کے صحن میں اُترے گا تو اُن کی صبح بہت بری ہوگی جن کو ڈرایا گیا تھا“ (177)

سوال: مشرکین کو عذاب کی وعید دی گئی، اس کی وضاحت ﴿فَاِذَا... الْمُنْذَرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ﴾ ”پھر جب وہ اُن کے صحن میں اُترے گا“ یعنی جب عذاب ان کے صحنوں میں، ان کے علاقوں میں اترے گا۔

(2) ﴿فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾ ”تو اُن کی صبح بری ہوگی جن کو ڈرایا گیا تھا“ وہ دن، وہ تاریخ، وہ وقت اور وہ ساعت ان کے حق میں بدترین ثابت ہوگی، اس وقت ہلاکت اور تباہی چھا رہی ہوگی۔

(3) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رات کے وقت پہنچے (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کے پاس رات کو پہنچتے تو (صبح ہونے کا انتظار کرتے رہتے اور جب تک صبح نہ ہو جاتی حملہ نہ کرتے۔ بہر حال جب صبح ہوئی تو یہودی پھاوڑے اور ٹوکریاں لے کر نکلے۔ انہوں نے جب



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



آپ ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگے: محمد! اللہ تعالیٰ کی قسم محمد! اپنے لشکر سمیت۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اکبر! خیبر (آج) تباہ و برباد ہونے والا ہے۔ ہم لوگ جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو جو لوگ ڈرائے گئے ہوتے ہیں ان کی صبح (بہت) بری ہوتی ہے۔'' (بخاری:2945)

## ﴿وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ﴾

''اور آپ ایک وقت تک اُن سے منہ موڑ لیں'' (178)

سوال: ان سے ایک وقت تک اعراض کریں، اس کی وضاحت ﴿وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَتَوَلَّ عَنْهُمْ﴾ ''اور آپ اُن سے منہ موڑ لیں'' یعنی ان سے اعراض کریں۔

(2) ﴿حَتّٰى حِيْنٍ﴾ ''ایک وقت تک'' یعنی ایک مدت تک صبر کر لیں۔ بہت جلد آپ ﷺ کا غلبہ ہونے والا ہے۔

## ﴿وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ﴾

''اور دیکھتے رہیں، پس جلد ہی وہ خود بھی دیکھ لیں گے'' (179)

سوال: پھر وہ بدترین انجام دیکھیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّاَبْصِرْ﴾ ''اور دیکھتے رہیں'' یعنی آپ ﷺ انہیں ڈھیل دے دیں اور دیکھیں کہ ان پر کیسے کیسے عذاب ٹوٹنے والے ہیں۔ (2) آپ ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے یہ کتنے دردناک انجام کو پہنچنے والے ہیں۔

(3) ﴿فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ﴾ ''پس جلد ہی وہ خود بھی دیکھ لیں گے'' رب العزت نے ڈانٹ کر دھمکی دی ہے کہ جلد ہی بدترین انجام دیکھ لو گے۔

## ﴿سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾

''پاک ہے ان باتوں سے آپ کا رب، عزت کا رب، جو لوگ بیان کرتے ہیں'' (180)

سوال: رب العزت مشرکوں کی خرافات سے منزہ اور بلند و بالا ہے، اس کی وضاحت ﴿سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿سُبْحٰنَ رَبِّكَ﴾ ''پاک ہے آپ کا رب'' رب العزت نے اپنی مدح بیان فرمائی ہے اور اپنی تنزیہہ بیان



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ تمہارا رب مشرکوں کی خرافات سے منزہ اور بلند و بالا ہے۔

(2)﴿رَبِّ الْعِزَّةِ﴾ ''عزت کا رب'' تمہارا رب ہر چیز پر غالب ہے، وہ کمال درجہ کا غلبہ رکھتا ہے، وہ قوت والا ہے۔

(3)﴿عَمَّا يَصِفُوْنَ﴾ ''اُن باتوں سے جو لوگ بیان کرتے ہیں'' جو مشرک بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے اور ملائکہ اس کی بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اس سے کہ اس کی کوئی اولاد ہو۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ (21) لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ (22)﴾ ''یا اُنہوں نے زمین سے معبود بنا رکھے ہیں کہ وہ کسی کو زندہ کریں گے؟ اگر ان دونوں میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور بھی معبود ہوتے تو ان دونوں میں ضرور فساد برپا ہو جاتا۔ سو عرش کا رب اللہ تعالیٰ پاک ہے اُن سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔'' (الانبیاء:22،21)

(5)﴿اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ ''یا ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود ہے؟ پاک ہے اللہ تعالیٰ اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔'' (الطور:43)

(6) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا: چند کلمات ایسے ہیں کہ جو کوئی انہیں اپنی مجلس سے اٹھتے ہوئے تین بار پڑھ لے تو یہ اس کے لیے (مجلس کے گناہوں کا) کفارہ بن جائیں گے اور جو کوئی انہیں اپنی اسی مجلس کے دوران میں پڑھ لے، وہ مجلس خواہ خیر کی ہو یا ذکر کی تو یہ اس کے لیے ایسے ہوں گے جیسے کسی تحریر کو مہر بند کر دیا گیا ہو (یعنی اس کے لیے اس کا اجر اور گناہوں کا کفارہ ہونا محفوظ ہوگا۔ وہ کلمات یہ ہیں) ﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ﴾ ''اے اللہ! تو پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ، (میں گواہی دیتا ہوں کہ) تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔'' (ابوداود:4857)

## ﴿وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ﴾

''اور سلام ہے رسولوں پر'' (181)

سوال: انبیاء علیہم السلام کو سلامتی کی جو بشارت ہے، اس کی وضاحت ﴿وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ﴾ ''اور سلام ہے رسولوں پر'' دنیا اور آخرت میں پیغمبروں پر سلامتی ہی سلامتی ہو، کیونکہ رب کے بارے میں ان کے اقوال و افعال شرک سے سلامتی والے اور صحیح و برحق تھے۔

(2) اور سلام ہے رسولوں پر کیونکہ وہ گناہوں اور تمام آفات سے سلامت ہیں اور جن اوصاف سے مشرکین نے زمین اور



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آسمانوں کے خالق کو موصوف کیا ہے ان سے سلامت ہیں۔(تفسیر سعدی:2288/3)

(3)رسولوں پر اس لیے سلام ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام دنیا کو پہنچایا۔

ع 5/44 9

﴿وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

''اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے''(182)

سوال:حمد وستائش صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے،اس کی وضاحت ﴿وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے'' یعنی حمد وستائش کی تمام اقسام صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔یعنی تمام صفات کاملہ وعظیم،وہ تمام افعال جن کے ذریعے سے اس نے اس کائنات کی تربیت کی،ان کو لامحدود نعمتوں سے نوازا،ان سے بہت سی مصیبتوں کو دور کیا اور اس نے ان کی تمام حرکات وسکنات اور ان کے تمام احوال میں ان کی تدبیر کی وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔وہ ہر نقص سے پاک اور ہر کمال کی بنا پر قابل تعریف ہے۔اپنے بندوں کے نزدیک محبوب اور سزاوار تعظیم ہے۔اس کے تمام رسول گناہ سے محفوظ ہیں اور جو کوئی انبیاء ورسل کی اتباع کرتا ہے،وہ دنیا وآخرت میں سلامتی کا مستحق ہے اور ان کے دشمنوں کے لیے دنیا وآخرت میں ہلاکت ہے۔(تفسیر سعدی:2289,2288/3)

(2)بڑائیاں ہر حال میں دنیا وآخرت میں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔چونکہ تسبیح میں کمیوں اور برائیوں سے برأت پائی جاتی ہے۔جس کو ثبوت کمال لازم ہے۔جیسے حمد کمال والی صفتوں پر دلالت کرتی ہے۔اور عیوب ونقائص سے پاکی کو لازم ہے اسی لیے تسبیح اور حمد کو ایک ساتھ بیان کیا ہے۔قرآن میں اکثر جگہ دونوں کا بیان ایک ساتھ ہی آیا ہے۔

(3)اللہ تعالیٰ کی صفات کامل اور اس کے افعال عدل پر مبنی اور فضیلت والے ہیں اس لیے سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔جیسا کہ اس کی ذات کے لائق ہے۔

## رُكُوْعَاتُهَا 5 | 38 - سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ - 38 | اٰيَاتُهَا 88

سوال1:سورہ ص کہاں نازل ہوئی؟اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب:سورہ ص مکی سورہ ہے۔اس میں 5 رکوع اور 88 آیات ہیں۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورۃ کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورۃ کا نمبر 38 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے بھی اس کا نمبر 38 ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

10

﴿صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ﴾

"ص۔ نصیحت والے قرآن کی قسم!"(1)

سوال 1: ﴿صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ﴾ کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿صٓ﴾ حروف مقطعات میں سے ہے جس کے معنی کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

(2) ﴿وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ﴾ "نصیحت والے قرآن کی قسم!" رب العزت نے قرآن حکیم کی قسم کھائی ہے کہ یہ سراسر نصیحت اور یاددہانی ہے۔

(3) یعنی یہ وہ قرآن ہے جس میں انسان کے لیے دنیا اور آخرت کے فائدے ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ "بلاشبہ یقیناً ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ذکر ہے تو کیا تم سمجھتے نہیں؟" (الانبیاء:10)

(4) قرآن بندوں کو یاددہانی کرواتا ہے ہر اس چیز کی جو انہیں ضرورت ہے جس کے وہ محتاج ہیں۔

(5) یعنی جو قدر عظیم اور شرف کا حامل ہے۔ جو بندوں کو ہر اس چیز کی یاددہانی کراتا ہے جس کے وہ محتاج ہیں، مثلاً اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور افعال کا علم، احکام شرعیہ کا علم اور قیامت اور جزا وسزا کا علم۔ قرآن انہیں ان کے دین کے اصول و فروع کا علم عطا کرتا ہے۔ جس چیز پر قسم کھائی گئی ہے یہاں اس کو ذکر کرنے کی حاجت نہیں، کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ جس کی قسم کھائی گئی ہے اور جس پر قسم کھائی گئی ہے دونوں ایک ہی چیز کے نام ہیں اور وہ ہے قرآن، جو اس وصف جلیل سے موصوف ہے۔ جب قرآن اس وصف سے موصوف ہے تو معلوم ہوا کہ بندوں کے لیے اس کی ضرورت ہر ضرورت سے بڑھ کر ہے اور بندوں پر فرض ہے کہ وہ ایمان اور تصدیق کے ساتھ اس کو قبول کریں۔ اس سے ان امور کا استنباط کریں جن سے نصیحت حاصل کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس کو ہدایت سے نوازا، اس کو اس کی طرف راہ دکھا دی۔ (تفسیر سعدی: 2290،2289/3)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال 2: ذی الذکر سے کیا مراد ہے؟

جواب: (1) اس سے مراد ہے نصیحت والا جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔ (2) اس سے مراد ہے شان اور مرتبے والا۔ کفار مکہ رسول اللہ ﷺ کا مذاق اُڑا رہے تھے آپ کو شاعر جادوگر اور جھوٹا قرار دے رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر یہ ثابت کیا ہے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اُن پر یہ عظمتوں والا، نصیحت بھرا قرآن نازل ہوا ہے۔

﴿بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ﴾

''بلکہ جن لوگوں نے کفر کیا سخت تکبر اور مخالفت میں ہیں'' (2)

سوال: کافر قرآن سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے، اس کی وضاحت ﴿بَلِ ... وَّشِقَاقٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ ''بلکہ جن لوگوں نے کفر کیا'' یعنی کافروں نے قرآن کا اور اس ہستی کا انکار کر دیا ہے جس پر قرآن نازل ہوا۔

(2) ﴿فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ﴾ ''سخت تکبر اور مخالفت میں ہیں'' قرآن کے انکار کی وجہ ان کا غرور، تکبر، ضد اور مخالفت ہے۔

(3) قرآن نصیحت والی کتاب ہے اس سے وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ جو مان لے اس کے لیے نصیحت اور عبرت ہے۔ جو انکار کر دیں وہ اس قرآن سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ وہ اس کے مخالف ہیں اور خود کو اونچا سمجھتے ہیں۔

﴿كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ﴾

''اُن سے پہلے ہم نے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر دیا تو اُنہوں نے پکارا اور وہ بچنے کا وقت نہیں تھا'' (3)

سوال: مخالفت کی وجہ سے پچھلی قومیں ہلاک کر دی گئیں، اس کی وضاحت ﴿كَمْ ... مَنَاصٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ﴾ ''اُن سے پہلے ہم نے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر دیا'' یعنی قریش جنہوں نے محمد ﷺ اور قرآن کو جھٹلایا اور بہت سی قومیں ہلاک ہوئیں۔ (جامع البیان: 124/23)

(2) اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں کو ان کے کفر اور جھٹلانے کی وجہ سے تباہ کر ڈالا۔

(3) ﴿فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ﴾ ''تو اُنہوں نے پکارا اور وہ بچنے کا وقت نہیں تھا'' رب العزت نے واضح فرمایا کہ جب ان کی ہلاکت کے وقت نے آ گھیرا تو چیختے چلاتے اور عذاب کو لوٹانے کی التجائیں کرتے رہ گئے لیکن وہ عذاب کو



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



دور کرنے کا وقت نہیں تھا۔ اس لیے کفار کو ضد اور تکبر سے بچنا چاہیے۔

(4) ﴿لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ﴾ "بھاگو مت! اور واپس جاؤ اُس عیش کے سامان کی طرف جو تمہیں دیا گیا تھا اور اپنے گھروں میں تاکہ تم سے پوچھا جائے۔" (الانبیاء:13)

(5) ﴿فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ﴾ "پھر جب اُنہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم ایک اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور ہم نے اُن کا انکار کیا جسے ہم اُس کے ساتھ شریک بناتے تھے۔" (غافر:84)

﴿وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۡ

"اور اُن لوگوں کو تعجب ہوا کہ اُن کے پاس ایک خبردار کرنے والا اُن ہی میں سے آیا ہے

وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ﴾

اور کافروں نے کہا کہ یہ جادوگر ہے، بڑا جھوٹا ہے" (4)

سوال 1: بعثت رسول پر تعجب کی وضاحت ﴿وَعَجِبُوْٓا ... كَذَّابٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ﴾ "اور اُن لوگوں کو تعجب ہوا کہ اُن کے پاس ایک خبردار کرنے والا اُن ہی میں سے آیا ہے" یعنی جھٹلانے والوں کو تعجب ہے کہ ان کے پاس ایک تنبیہ کرنے والا ان ہی میں سے آ گیا تاکہ وہ اس سے حق کا علم حاصل کریں اور اس کی اتباع کریں۔ انہوں نے اس پر تعجب کیا جو تعجب کا مقام نہیں ہے۔

(2) ﴿وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ﴾ "اور کافروں نے کہا کہ یہ جادوگر ہے، بڑا جھوٹا ہے" اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار کرنے والوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے تو خارق عادت معجزے کیوں نہیں آتے؟ یہ تو جھوٹا جادوگر ہے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ﴾ "کیا لوگوں کے لیے ایک عجیب بات ہو گئی ہے کہ ہم نے ان ہی میں سے ایک آدمی کو وحی کی کہ آپ لوگوں کو ڈراؤ اور بشارت دے دو اُن لوگوں کو جو ایمان لائے کہ یقیناً اُن کے لیے ان کے رب کے پاس سچا مرتبہ ہے۔ کافروں نے کہا بے شک یہ ضرور کھلا جادوگر ہے۔" (یونس:2)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال 2: کافروں نے رسول اللہ ﷺ کو جھوٹا، جادوگر کیوں قرار دیا؟

جواب: (1) کافروں نے رسول کو جھوٹا، جادوگر اس لئے قرار دیا کہ وہ اپنے جیسے انسان کی رسالت کا تصور نہیں کر سکتے تھے۔

(2) یہ بات وہ اس لئے بھی کرتے تھے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے نفرت کرنے لگیں۔

(3) یہ بات وہ اس لئے بھی کرتے تھے تاکہ وہ سچائی کو لوگوں کی نظروں میں مشکوک بنادیں۔

﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ﴾

''کیا اُس نے سارے معبودوں کی جگہ ایک معبود بنادیا؟ اور بلاشبہ یہ یقینا بڑی عجیب بات ہے'' (5)

سوال: توحید پر حیرت کی وضاحت ﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ... عُجَابٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا﴾ ''کیا اُس نے سارے معبودوں کی جگہ ایک معبود بنادیا؟'' جب نبی ﷺ نے ان سے کہا: ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کہو فلاح پاؤ گے یعنی اللہ تعالیٰ ہی واحد معبود ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کا حق نہیں رکھتا تو مشرکوں کو حیرت ہوئی کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنانے سے کیوں روکتا ہے اور اکیلے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اخلاص کا حکم کیوں دیتا ہے۔

(2) ﴿اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ﴾ ''اور بلاشبہ یہ یقینا بڑی عجیب بات ہے'' مشرکوں کو توحید پر حیرت ہوئی کیونکہ وہ شرک کے عادی تھے۔ انہوں نے باپ دادا سے بت پرستی سیکھی تھی اس لیے توحید کی دعوت انہیں عجیب لگی اور کہنے لگے یہ نئی بات ہے۔

(3) مشرکین مکہ کے لئے یہ بات تعجب انگیز تھی کہ: (i) ایک اللہ ساری کائنات کا نظام چلانے والا ہے۔ (ii) ایک اللہ ہی عبادت کا مستحق ہے۔ (iii) ایک اللہ ہی نذر و نیاز کا مستحق ہے۔ (iv) ایک اللہ ہی معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

﴿وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ

''اور اُن میں سے سردار یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر قائم رہو، بلاشبہ یقینا

هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ﴾

یہ ایسی بات ہے جس کا ارادہ کیا جاتا ہے'' (6)

سوال: تم اپنے دین پر جمے رہو، اس کی وضاحت ﴿وَانْطَلَقَ... یُّرَادُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ﴾ ''اور اُن میں سے سردار یہ کہتے ہوئے نکل گئے'' یعنی قوم کے بڑے لوگ



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



شرک پر آمادہ کرتے ہوئے کہنے لگے۔

(2)﴿اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ﴾ ''کہ چلو اور اپنے معبودوں پر قائم رہو'' وہ ابو طالب کے گھر میں جمع تھے انہوں نے نبی ﷺ سے سنا تھا ﴿لا اله الا الله﴾ تب انہوں نے کہا چلو اور اپنے معبودوں کی عبادت پر ڈٹے رہو۔ اپنے دین پر جمے رہو اور محمد ﷺ کی دعوت قبول نہ کرو۔

(3)﴿اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ﴾ ''بلاشبہ یقیناً یہ ایسی بات ہے جس کا ارادہ کیا جاتا ہے'' یعنی یہ بتوں کی عبادت سے روکنا کسی اور ہی مقصد کے لیے ہے۔

(4) یعنی اس بارے میں اس کا مقصد اور نیت درست نہیں۔ یہ شبہ احمقوں کے ذہن ہی میں جگہ پا سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی حق یا باطل چیز کی دعوت دیتا ہے تو اس کی نیت میں جرح وقدح کرتے ہوئے اس کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی نیت اور اس کا عمل اسی کے لیے ہے۔ اس کی دعوت میں جرح وقدح کرتے ہوئے اس کو رد کیا جا سکتا ہے جو اس کا فساد واضح کر کے اس کا ابطال کر سکیں اور ان کا مقصد تو صرف یہ بتانا تھا کہ محمد (ﷺ) صرف اس لیے دعوت دیتے ہیں کہ وہ تمہارے سردار، تمہارے بڑے اور تمہارے قائد بن جائیں۔ (تفسیر سعدی:2291/3)

﴿مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ﴾

''ہم نے یہ پچھلے مذہب میں نہیں سنا، یہ کچھ نہیں مگر ایک من گھڑت بات ہے'' (7)

سوال: توحید کا مطالبہ تو نیا ہے، اس کی وضاحت ﴿مَا سَمِعْنَا ... اخْتِلَاقٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ﴾ ''ہم نے یہ پچھلے مذہب میں نہیں سنا'' یعنی محمد ﷺ جس دین کی طرف دعوت دیتے ہیں اور توحید کا مطالبہ کرتے ہیں یہ تو نئی بات ہے۔ ہم نے پچھلے دین یعنی آبائی دین یا عیسائیت میں تو یہ بات نہیں پائی۔

(2)﴿اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ﴾ ''یہ کچھ نہیں مگر ایک من گھڑت بات ہے'' ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو اس پر عمل کرتے نہیں دیکھا یہ تو جھوٹ اور من گھڑت ہے۔ یہ قرآن سچا ہوتا تو عیسائی اس کی سچائی کے بارے میں ضرور بتاتے۔ اس راستے پر چلتے رہو جس پر تمہارے آباء چلتے رہے وہی سچا راستہ ہے اور محمد ﷺ کی دعوت خود ساختہ اور جھوٹ ہے۔

﴿ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ﴾

''کیا ہمارے درمیان میں صرف اُس شخص پر ذکر نازل کیا گیا؟ بلکہ یہ میری نصیحت سے شک میں ہیں



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



## ﴿بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ﴾

بلکہ اُنہوں نے ابھی تک میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا" (8)

سوال: محمد ﷺ ہی پر قرآن کیوں نازل ہوا، اس کی وضاحت ﴿ءَاُنْزِلَ... عَذَابِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا﴾ "کیا ہمارے درمیان میں صرف اُس شخص پر ذکر نازل کیا گیا؟" یعنی یہ عجیب بات ہے کہ نہ تو وہ ہم سے بڑا ہے نہ زیادہ قابل احترام پھر محمد ﷺ پر قرآن کیوں اترا؟ کیا کوئی اور اس قابل نہ تھا۔

(2) یعنی محمد ﷺ کو ہم پر کون سی فضیلت حاصل ہے کہ اس پر قرآن اترا بلکہ وہ تو ملامت اور مذمت کا مستحق ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (٣١) اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۭ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ (٣٢)﴾ "اور انہوں نے کہا کہ یہ قرآن دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں اُتارا گیا؟ کیا یہ لوگ آپ کے رب کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں؟ دنیا کی زندگی میں ان کی معیشت کو ہم نے ان کے درمیان تقسیم کیا ہے اور ہم نے ایک دوسرے پر ان کے درجے بلند کیے ہیں تا کہ ان کا بعض، بعض کو تابع بنالے اور آپ کے رب کی رحمت اس سے بھی بہتر ہے جو وہ لوگ جمع کرتے ہیں۔" (الزخرف: 32,31)

(3) یہ باطل شبہ ہے۔ اس میں قرآن کو، رسول کی دعوت کو رد کرنے کی کیا دلیل ہے؟

(4) ﴿بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ﴾ "بلکہ یہ میری نصیحت سے شک میں ہیں" یعنی وہ وحی اور قرآن کی طرف سے شک میں ہیں۔

(5) ان کے پاس کوئی علم اور دلیل نہیں جب وہ شک میں مبتلا ہو کر اس پر راضی ہو گئے، ان کے پاس واضح اور صریح حق آ گیا اور وہ اپنے شک پر قائم رہے، تب انہوں نے کسی دلیل کی بنیاد پر نہیں بلکہ حق کو ٹھکرانے کے لیے یہ تمام باتیں کیں۔ ان کی یہ تمام باتیں بہتان طرازی کے زمرے میں آتی ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2292,2291/3)

(6) ﴿بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ﴾ "بلکہ اُنہوں نے ابھی تک میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا" رب العزت نے لوگوں کو عذاب کی وعید سناتے ہوئے فرمایا: انہیں ایسی باتیں کرنے کی مہلت مل گئی کیونکہ ابھی انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ نہیں چکھا، اگر عذاب نازل ہوتا تو کبھی جرأت نہ ہوتی۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ﴾

"یا آپ کے رب کی رحمت کے خزانے اُن کے پاس ہیں جو سب پر غالب، بہت عطا کرنے والا ہے؟" (9)

سوال: کیا وہ رب کے خزانوں کے مالک ہیں، اس کی وضاحت ﴿اَمْ ... الْوَهَّابِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ﴾ "یا آپ کے رب کی رحمت کے خزانے اُن کے پاس ہیں" یعنی کیا وہ رب کے خزانوں کے مالک ہیں کہ وہ فیصلے کریں جسے چاہیں عطا کر دیں، جس سے چاہیں روک دیں؟

(2) اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ان کے قبضے میں نہیں ہے کہ وہ نزول قرآن کے معاملے میں دخل اندازی کر سکیں۔

(3) ﴿الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ﴾ "جو سب پر غالب، بہت عطا کرنے والا ہے؟" یعنی وہ رب جو سب پر غالب ہے جو خوب دینے والا ہے جس کے آگے سب حقیر ہیں۔ وہ ایسا فیاض ہے جس کو جو چاہے عطا کر دے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ﴾ "اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے جہاں وہ اپنی رسالت رکھتا ہے۔" (الانعام: 124)

(4) ﴿اَمْ لَهُمْ نَصِیْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا یُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِیْرًا ﴿۵۳﴾ اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَیْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا ﴿۵۴﴾ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَكَفٰی بِجَهَنَّمَ سَعِیْرًا ﴿۵۵﴾﴾ "یا ان کے لیے حکومت میں کوئی حصہ ہے؟ تب وہ لوگوں کو کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی نہ دیں گے۔ یا وہ لوگوں سے اس پر حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کیا ہے تو یقیناً ہم نے اولاد ابراہیم کو کتاب و حکمت دی ہے اور ہم نے انہیں عظیم بادشاہت سے بھی نوازا ہے۔ پھر ان میں سے کوئی ہے جو اس پر ایمان لایا اور ان میں کوئی ہے جو اس سے منہ موڑ گیا اور جلانے کو جہنم ہی کافی ہے۔" (النساء: 53-55)

﴿اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ۫ فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ﴾

"یا آسمانوں اور زمین اور اُن دونوں کے درمیان کی بادشاہی اُن کے پاس ہے؟ تو ضرور وہ سیڑھیوں میں چڑھ جائیں" (10)

سوال: اللہ تعالیٰ بادشاہ ہے، اس کی وضاحت ﴿اَمْ لَهُمْ ... الْاَسْبَابِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا﴾ "یا آسمانوں اور زمین اور اُن دونوں کے درمیان کی بادشاہی اُن کے پاس ہے؟" یعنی یہ تو بتاؤ کہ زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کی ملکیت میں ہے۔ کیا زمین و آسمان کی بادشاہی ان کے پاس ہے کہ جو چاہیں کریں۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(2)﴿فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ﴾ ”تو ضرور وہ سیڑھیوں میں چڑھ جائیں“ یعنی اگر ان کے پاس قدرت، قوت اور اختیار ہے تو رسیوں کے ذریعے ساتویں آسمان تک چڑھ جائیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رحمت نبی ﷺ پر نازل ہو رہی ہے اس کو بند کروا دیں۔

## ﴿جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ﴾

”یہ تو جتھوں میں سے ایک جتھہ ہے جو یہاں شکست کھانے والا ہے“(11)

سوال: یہ جماعت شکست کھا جائے گی، اس کی وضاحت ﴿جُنْدٌ ... مِّنَ الْاَحْزَابِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿جُنْدٌ﴾ ”ایک جتھہ ہے“ یعنی یہ معمولی سا لشکر، چھوٹی سی جماعت ہے، جو جھٹلانے پر تلی ہوئی ہے، جو غرور اور مخالفت پر تلے رہتے ہیں۔

(2)﴿مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ﴾ ”یہ تو جتھوں میں سے ہے جو یہاں شکست کھانے والا ہے“ یہ شکست خوردہ بڑے لشکروں میں سے ایک معمولی لشکر تباہ و برباد، مغلوب اور ذلیل ہو جائے گا۔ ان کا باطل کے لیے تعاون کرنے کا مقصد کبھی پورا نہیں ہو گا۔ ان کا بھی وہی انجام ہو گا جو پچھلی جھٹلانے والی قوموں کا ہوا جیسا کہ فرمایا: ﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ (٤٤) سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (٤٥) بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ (٤٦)﴾ ”یا وہ کہتے ہیں کہ ہم بدلہ لے کر رہنے والی جماعت ہیں؟ جلد ہی اُس جماعت کو شکست دی جائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں گے۔ بلکہ قیامت اُن کے وعدے کا وقت ہے اور قیامت زیادہ بڑی آفت اور زیادہ تلخ ہے۔“ (القمر:44-46)

## ﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ﴾

”اُن سے پہلے قومِ نوح اور عاد اور میخوں والے فرعون نے جھٹلایا“(12)

سوال: سرکش قوموں نے جھٹلا دیا، اس کی وضاحت ﴿كَذَّبَتْ ... ذُو الْاَوْتَادِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ﴾ ”اُن سے پہلے جھٹلایا“ مشرکین عرب سے پہلے کی قوموں نے بھی جھٹلایا تھا۔ رسول ﷺ کی مخالفت کی وجہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تھا۔ پچھلی قومیں تم سے طاقت، مال اور اولاد میں بڑھ کر تھیں لیکن جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو کچھ بھی ان کے کام نہ آیا۔

(2)﴿قَوْمُ نُوْحٍ﴾ ”قومِ نوح“ سیدنا نوح علیہ السلام جھٹلائے گئے تو رب العزت نے ان کی قوم کو پانی میں غرق کر دیا۔



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(3)﴿وَّعَادٌ﴾ ''اور عاد'' قوم عاد نے سیدنا ہود علیہ السلام کو جھٹلایا تو ایک تیز ہوا کے طوفان نے انہیں کھجور کے کھوکھلے تنوں کی طرح چھوڑ دیا۔

(4)﴿وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ﴾ ''اور میخوں والے فرعون نے'' یعنی جو بہت بڑی فوج اور ہولناک قوت کا مالک تھا۔ رب العزت نے اسے اور اس کے لشکروں کو سمندر میں غرق کر کے ہلاک کر دیا۔

﴿وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ ؕ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ﴾

''اور ثمود نے اور قومِ لوط نے اور ایکہ والوں نے۔ یہی جتھے تھے'' (13)

سوال: سرکش قوموں نے جھٹلایا اور برباد کی گئیں، اس کی وضاحت ﴿وَثَمُوْدُ...الْاَحْزَابُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَثَمُوْدُ﴾ ''اور ثمود نے'' ثمود کی طرف سیدنا صالح علیہ السلام کو بھیجا گیا جب قوم نے جھٹلا دیا تو ایک چنگھاڑ نے ان کے دل سینوں میں پھاڑ دیے۔

(2)﴿وَقَوْمُ لُوْطٍ﴾ ''اور قومِ لوط نے'' قوم لوط نے جھٹلایا تو رب العزت نے ان پر پتھراؤ کروایا، گویا کہ انہیں رجم کر دیا گیا پھر ان پر بحر مردار کے پانی کو چڑھا دیا گیا۔

(3)﴿وَّاَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ﴾ ''اور ایکہ والوں نے'' اصحاب الایکہ سے سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم اور مدین کے اطراف کے باشندے مراد ہیں۔ ایکہ والوں نے سیدنا شعیب علیہ السلام جھٹلایا تو ایک چھتری والے دن کے عذاب نے انہیں آلیا اور انہیں برباد کر دیا۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ (۷۸) فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ (۷۹)﴾ ''اور بے شک ایکہ والے یقیناً ظالم تھے۔ پھر ہم نے اُن سے انتقام لیا اور یقیناً یہ دونوں (بستیاں) کھلے راستے پر ہیں۔'' (الحجر: 79,78)

(4)﴿اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ﴾ ''یہی جتھے تھے'' جنہوں نے اپنی طاقت، افرادی قوت اور دنیاوی ساز و سامان کو حق کو نیچا دکھانے کے لیے جمع کیا، مگر یہ سب کچھ ان کے کسی کام نہ آیا۔ (تفسیر سعدی: 2293/3)

(5) ان سب کے ہلاک کیے جانے کا سبب رسولوں کی تکذیب اور مخالفت تھی۔ اس لیے تم لوگوں کو مخالفت اور جھٹلانے سے بچنا چاہیے۔

ع 1 / 14 / 10

﴿اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ﴾

''اُن سب لوگوں نے ہی رسولوں کو جھٹلایا تو میرا عذاب واقع ہو گیا'' (14)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال: رسولوں کی مخالفت نے عذاب کا مستحق بنا دیا، اس کی وضاحت ﴿اِنْ ... عِقَابِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ﴾ ''اُن سب لوگوں نے ہی رسولوں کو جھٹلایا'' ان میں سے سب کا جرم رسولوں کی تکذیب اور مخالفت تھا۔

(2) ﴿فَحَقَّ عِقَابِ﴾ ''تو میرا عذاب واقع ہو گیا'' یعنی اللہ تعالیٰ کا۔ وہ کونسی چیز ہے جو انہیں پاک اور طاہر رکھ سکتی ہے کہ ان پر وہ عذاب نازل نہ ہو جو گزشتہ قوموں پر نازل ہوا۔ پس یہ لوگ انتظار کریں۔ (تفسیر سعدی: 2293/3)

(3) صحیح مسلم میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بدر کی لڑائی کے بارے میں حدیث میں ہے کہ اس لڑائی میں بڑے بڑے سردار مشرکین مکہ جو مارے گئے ان کے نام پہلے سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ اور اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کو بتلا دیئے تھے۔ اس روایت میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جتنے لوگوں کے نام اور جس جس جگہ پر ان کی لاشوں کا پڑا رہنا ایک رات پہلے فرمایا تھا صبح کو لڑائی ختم ہو جانے کے بعد وہی حال ہم نے آنکھوں سے دیکھ لیا۔ (مسلم، غزوہ بدر)

﴿وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ﴾

''اور یہ لوگ بس ایک دھماکے کا انتظار کر رہے ہیں جس میں کوئی وقفہ نہ ہوگا'' (15)

سوال: کافروں کو صور پھونکنے کا انتظار ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَا ... فَوَاقٍ﴾ کی روشنی کریں؟

جواب: (1) ﴿وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ﴾ ''اور یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں'' یعنی مشرک اور کافر انتظار کر رہے ہیں۔

(2) ﴿اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً﴾ ''بس ایک دھماکے کا'' یعنی صور پھونکنے کے منتظر ہیں جو مقررہ وقت پر پھونکا جائے گا۔ بس ایک زور کی چنگھاڑ ہوگی۔

(3) ﴿مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ﴾ ''جس میں کوئی وقفہ نہ ہوگا'' فواق دراصل دودھ دوہتے وقت گائے کا ایک دفعہ تھن نچوڑنے اور دوسری دفعہ وہی تھن نچوڑنے کے درمیان کے وقفہ کو کہتے ہیں اور اس سے مراد انتہائی قلیل مدت لی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے اس آیت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ جب یہ دھماکہ یا کڑکا ہوگا تو یہ اس وقت تک مسلسل ہوتا رہے گا جب تک سارے مجرم ڈھیر نہ ہو جائیں اور اس میں معمولی سا وقفہ بھی نہ ہوگا اور دوسرا مطلب یہ کہ انہیں ہلاک کرنے کے لئے ایک کڑکا ہی کافی ہوگا دوسری نوبت یا حاجت ہی پیش نہ آئے گی۔ (تیسیر القرآن: 730/3)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''اور وہ آپ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور اگر ایک مدت مقررہ نہ ہوتی تو اُن پر عذاب



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



ضرور آجاتا اور یقیناً وہ اُن پر اچانک آئے گا اور وہ شعور بھی نہ رکھتے ہوں گے'' (العنکبوت:53)

(5) جب رب العزت سیدنا اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم دیں گے تو سب بے ہوش ہو جائیں گے اور آسمان والوں اور زمین والوں میں سے کوئی زندہ نہ رہے گا۔

## ﴿وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ﴾

''اور اُنہوں نے کہا: ''اے ہمارے رب! حساب کے دن سے پہلے ہی ہمارا حصہ ہمیں جلدی دے دے'' (16)

سوال: حق کو جھٹلانے والے عذاب کے لیے جلدی کا شور مچا رہے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَقَالُوْا ... يَوْمِ الْحِسَابِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالُوْا﴾ ''اور اُنہوں نے کہا'' حق کو جھٹلانے والے عذاب کے لیے جلدی کا شور مچاتے ہوئے کہتے ہیں۔

(2) ﴿رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا﴾ ''اے ہمارے رب! ہمارا حصہ ہمیں جلدی دے دے'' یعنی وہ اپنے اوپر بددعائیں کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ ہمارے حصے کا عذاب ہمیں جلدی دے دے، مثلاً انہوں نے کہا: ﴿وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ ''اور جب اُنہوں نے کہا: ''اے اللہ! اگر یہ واقعی تیری جانب سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔'' (الانفال:32)

(3) ﴿قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ﴾ ''حساب کے دن سے پہلے ہی'' کافر قیامت کے آنے کو ناممکن سمجھتے تھے اور مذاق کے طور پر کہتے تھے کہ یوم حساب آنے سے پہلے پہلے ہمیں ہمارا حصہ یعنی ہمارے اعمال کے مطابق اچھی یا بُری سزا دے دے۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ﴾ ''سوال کرنے والے نے واقع ہونے والے عذاب کا سوال کیا ہے۔'' (المعارج:1)

(5) ﴿يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ﴾ ''وہ آپ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور یقیناً جہنم کافروں کو گھیرنے والی ہے'' (العنکبوت:54)

## ﴿اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ

''جو کچھ وہ کہتے ہیں آپ اُس پر صبر کریں اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کریں جو بڑی قوت والا تھا،



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



## ﴿اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ﴾

یقیناوہ بہت رجوع کرنے والا تھا‘‘(17)

سوال: سیدنا داؤد علیہ السلام قوت والے، رجوع کرنے والے پیغمبر تھے،اس کی وضاحت ﴿اِصۡبِرۡ... اَوَّابٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿اِصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ﴾ ’’جو کچھ وہ کہتے ہیں آپ اُس پر صبر کریں‘‘ اللہ رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ پہلے انبیاء اور مرسلین کی طرح صبر کریں۔

(2)ان کی باتوں پر نہ غم کریں، نہ دل تنگ کریں۔ ان کی باتیں حق کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں، وہ خود اپنے آپ کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:﴿فَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَقَبۡلَ غُرُوۡبِهَا﴾ ’’چنانچہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں آپ ان پر صبر کریں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے۔‘‘(طٰهٰ:130)

(3)﴿وَاذۡكُرۡ عَبۡدَنَا دَاوٗدَ ذَا الۡاَيۡدِ﴾ ’’اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کریں جو بڑی قوت والا تھا‘‘ قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام کو عبادت کی قوت اور اسلام میں سمجھ عطا فرمائی تھی۔(جامع البیان:139/23)

(4)﴿ذَا الۡاَيۡدِ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کے دین میں قوت۔(ایسر التفاسیر:1310)

(5)جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے اپنے قلب و بدن میں عظیم طاقت رکھتے تھے۔(تفسیر سعدی:2294/3)

(6)لفظی معنی ہاتھوں والا ہے۔ اور تقریباً ہر زبان میں ایسے لفظ بول کر قوت اور طاقت مراد لی جاتی ہے۔ صاحب قوت سے مراد جسمانی قوت بھی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ آپ سے متعلق منقول ہے کہ بچپن میں جب آپ بکریوں کا ریوڑ چرایا کرتے تھے تو جب کوئی درندہ ان پر حملہ آور ہوتا آپ اس کے ایک جبڑے کو پکڑ کر دوسرے کو اس زور سے کھینچتے تھے کہ اسے چیر دیتے تھے پھر یہ بھی آپ کی جسمانی قوت ہی تھی کہ آپ نے میدان کارزار میں جالوت کو مار ڈالا تھا۔ اور فوجی اور سیاسی قوت بھی مراد ہو سکتی ہے کہ آپ نے گردو پیش کی مشرک قوموں کو شکست دے کر ایک مضبوط اسلامی سلطنت قائم کر دی تھی۔(تیسیر القرآن:731/3)

(7)﴿اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ﴾ ’’یقیناوہ بہت رجوع کرنے والا تھا‘‘ یعنی تمام امور اور حالات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔(الاساس فی التفسیر:4772/2)(8) مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: گناہوں سے رجوع کرنے والے تھے۔(جامع البیان:140/23)

(9)قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے مطیع اور کثرت سے نماز پڑھنے والے تھے۔(جامع البیان:140/23)



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(10) ابن زید رحمہ اللہ نے فرمایا: ﴿اَوَّابٌ﴾ کثرت سے توبہ کرنے والا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ (جامع البیان: 140/23)

(11) یعنی وہ تمام امور میں انابت، محبت، تعبد، خوف، امید، کثرتِ گریہ زاری اور کثرتِ دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والے تھے۔ اگر عبادت میں کوئی خلل واقع ہو جاتا، تو اس خلل کو دور کر کے سچی توبہ کے ساتھ اس کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔ (تفسیر سعدی: 2294/3)

(12) سیدنا داؤد علیہ السلام بڑے قوی علم و عمل والے تھے آپ عبادت میں بڑے چست تھے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو عبادت میں بے حد مستعد بنایا تھا اور دین کی سمجھ دی تھی۔ آپ علیہ السلام نے رات کا 1/3 حصہ (ایک تہائی) عبادت کے لیے مقرر کر لیا تھا اور ایک دن کا ناغہ کر کے برابر روزے رکھتے تھے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب نماز سیدنا داؤد علیہ السلام کی نماز اور سب سے زیادہ محبوب روزے سیدنا داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں۔ وہ نصف رات سوتے پھر اٹھ کر رات کا تہائی حصہ قیام کرتے پھر اس کے چھٹے حصے میں سو جاتے۔ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن ناغہ کرتے اور جنگ میں فرار نہ ہوتے تھے۔'' (صحیح بخاری، کتاب الانبیاء) (مختصر ابن کثیر: 1710/2)

## ﴿اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ﴾

''بے شک ہم نے اُس کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا کہ وہ صبح و شام تسبیح کرتے تھے'' (18)

سوال: سیدنا داؤد علیہ السلام کی صبح و شام اور چاشت کی نماز کی وضاحت ﴿اِنَّا ... وَالْاِشْرَاقِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ﴾ ''بے شک ہم نے اُس کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا'' سیدنا داؤد علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کے انعام کا ذکر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف شدید رغبت رکھتے تھے جیسا کہ صبح و شام تسبیح کرتے تھے۔

(2) یہ ان کی اپنے رب کی طرف انابت اور اس کی عبادت ہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ پہاڑوں کو مسخر کر دیا جو آپ کی معیت میں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتے تھے۔ (تفسیر سعدی: 2294/3)

(3) ﴿يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ﴾ ''کہ وہ صبح و شام تسبیح کرتے تھے'' تسبیح کے لیے دو اوقات کا تعین ان میں عبادت کی فضیلت کو ظاہر کرتا ہے۔

(4) سیدہ اُم ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میرے خیال میں چاشت کے وقت نماز ہے۔ ثبوت میں یہ آیت پڑھی۔ پہلے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما چاشت کی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ سیدنا ابن حارث رضی اللہ عنہ آپ کو سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے پاس لے گئے اور کہا کہ آپ نے جو حدیث اشراق کی نماز کے بارے میں مجھے سنائی تھی انہیں سنا دیجیے۔ کہنے لگیں: فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لائے پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پردے کا انتظام کر کے پردہ میں ایک لگن پانی رکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کر کے گھر کے ایک گوشہ میں پانی چھڑک کر آٹھ رکعتیں پڑھیں جن کے قیام قعود، رکوع اور سجدے سب برابر تھے۔ پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کہ میں نے سارا قرآن پڑھا مگر مجھے اس میں چاشت کی نماز نہیں ملی تھی، آج مل گئی۔ پھر یہ آیت پڑھی میں کہا کرتا تھا قرآن میں اشراق کی نماز کہاں ہے؟ اب معلوم ہوا کہ یہ اشراق کی نماز ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1710/2)

## ﴿وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ﴾

''اور پرندے جمع کیے گئے، سب کے سب اس کے لیے رجوع کرنے والے تھے'' (19)

سوال: پرندے سیدنا داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح خواں تھے، اس کی وضاحت ﴿وَالطَّيْرَ ... اَوَّابٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً﴾ ''اور پرندے جمع کیے گئے'' رب العزت نے پرندوں کو بھی سیدنا داؤد علیہ السلام کے لیے مسخر کر دیا تھا۔

(2) پہاڑ اور پرندے سیدنا داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرتے تھے جیسا کہ فرمایا: ﴿يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ﴾ ''اے پہاڑو اور پرندو! اُس کے ساتھ تسبیح دہراؤ۔'' (سبا: 10)

(3) جب سیدنا داؤد علیہ السلام اپنی سحر انگیز، دل کش آواز میں زبور پڑھتے تو فضا میں اڑتے ہوئے پرندے بھی ٹھہر جاتے اور پہاڑوں کا بھی یہی حال تھا۔

(4) ﴿كُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ﴾ ''سب کے سب اس کے لیے رجوع کرنے والے تھے'' یعنی پہاڑ اور پرندے اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔

(5) سیدنا داؤد علیہ السلام کا حسن ترتیل پرندوں کو تعجب میں مبتلا کرتا تھا تو انسانوں کا کیا حال ہوتا ہوگا۔

## ﴿وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ﴾

''اور ہم نے اس کی سلطنت مضبوط کی تھی اور اسے ہم نے حکمت اور فیصلہ کن گفتگو دی'' (20)



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



سوال: اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام کی سلطنت کو کیسے مضبوط کر دیا تھا، اس کی وضاحت ﴿وَشَدَدْنَا ... الْخِطَابِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ﴾ ''اور ہم نے اس کی سلطنت مضبوط کی تھی'' رب العزت نے سیدنا داؤد علیہ السلام کی بادشاہت کو استحکام عطا فرمایا تھا۔

(2) آپ کو جو اسباب، افرادی قوت اور دنیاوی ساز و سامان عطا کیا اس کے ذریعے سے ہم نے ان کی مملکت کو طاقت ور بنایا۔ (تفسیر سعدی: 2294/3) (3) آپ کے ملک میں تمام شاہی ضروریات کی چیزیں مہیا کر دی گئیں تھیں۔ آپ دنیا کے تمام بادشاہوں میں زبردست بادشاہ تھے۔ روزانہ چار ہزار یا 32 ہزار پہرے دار پہرہ دیا کرتے تھے اور ایک ایک سال ان کی باری نہیں آتی تھی۔ (مختصر ابن کثیر: 1711/2)

(4) ﴿وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ﴾ ''اور اسے ہم نے حکمت دی'' رب العزت نے سیدنا داؤد علیہ السلام پر اپنے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے انہیں حکمت یعنی فہم، صحیح بات کی سوجھ بوجھ، عقل عظیم علم اللہ تعالیٰ کی کتاب کی پیروی اور نبوت عطا کی تھی۔ (5) حکمت یعنی علم کامل اور عمل کی مضبوطی عطا کی تھی۔

(6) ﴿وَفَصْلَ الْخِطَابِ﴾ ''اور فیصلہ کن گفتگو دی'' یعنی بات کا فیصلہ (سکھایا) یعنی لوگوں کے باہمی جھگڑوں میں فیصلہ کن بات کہنے کا ملکہ بخشا تھا۔ (تفسیر سعدی: 2294/3)

(7) یعنی حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کن بات کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی تھی۔ (تفسیر قرطبی: 120/8)

(8) یعنی بصیرت اور بہترین فیصلے کرنے کی صلاحیت اور اپنے اپنے کلام میں شافی بیان والے تھے۔ (ایسر التفاسیر: 1310)

(9) سیدنا داؤد علیہ السلام کو رب العزت نے فیصلہ کن بات کرنے کی توفیق دی تھی۔ وہ فیصلے کرنے میں بڑے معروف تھے۔

(10) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''حسد صرف دو باتوں میں جائز ہے۔ ایک تو اس شخص کے بارے میں جسے اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہو اور وہ اس دولت کو راہ حق میں خرچ کرنے پر بھی قدرت رکھتا ہو اور ایک اس شخص کے بارے میں جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت (کی دولت) سے نوازا ہو اور وہ اس کے ذریعہ سے فیصلہ کرتا ہو اور (لوگوں کو) اس حکمت کی تعلیم دیتا ہو۔'' (بخاری: 73)

## ﴿وَهَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ﴾

''اور کیا آپ کو جھگڑنے والوں کی خبر پہنچی ہے؟ جب وہ دیوار پھاند کر عبادت خانے میں آ گئے'' (21)

سوال: جھگڑنے والے بغیر اجازت دیوار پھاند کر داخل ہو گئے، اس کی وضاحت ﴿وَهَلْ ... تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ﴾



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَهَلۡ أَتٰىكَ﴾ ”اور کیا آپ کو پہنچی ہے؟“ یعنی اے ہمارے رسول ﷺ کیا آپ ﷺ کے پاس خبر آئی ہے؟

(2) ﴿نَبَؤُا الۡخَصۡمِ﴾ ”جھگڑنے والوں کی خبر“ خصم بمعنی دعویدار، مدعی اور مدعا علیہ، دونوں میں سے کوئی ایک فریق مخالف خواہ ایک فرد ہو یا زیادہ ہوں نیز ایسا جھگڑا یا مقدمہ بھی جس میں فریقین کے حقوق زیر بحث ہوں۔ (تیسیر القرآن 732/3)

(3) ﴿إِذۡ تَسَوَّرُوا الۡمِحۡرَابَ﴾ ”جب وہ دیوار پھاند کر عبادت خانے میں آ گئے“ یعنی دو شخص جب سیدنا داؤد علیہ السلام کے عبادت کرنے کی جگہ میں اجازت لیے بغیر دیوار پھاند کر داخل ہوئے۔ وہ ان کی آمد سے گھبرا گئے۔

(4) سیدنا داؤد علیہ السلام اپنے وقت کا ایک حصہ مملکت کے کاموں کے لیے وقف کرتے تھے۔ لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے تھے۔ آپ علیہ السلام کے سامنے مقدمات پیش ہوتے تھے۔ آپ علیہ السلام ان کا فیصلہ کرتے تھے لیکن آپ علیہ السلام کچھ وقت تنہائی میں گزارتے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ تنہائی میں کسی کو ان کے پاس آنے کی اجازت نہیں تھی۔ ایک دن دو افراد دیوار پھاند کر ان کی خلوت گاہ میں گھس آئے اور سیدنا داؤد علیہ السلام پریشان ہو گئے۔ ان دونوں نے آپ کو تسلی دی کہ ڈریں نہیں۔

﴿إِذۡ دَخَلُوا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنۡهُمۡ قَالُوا لَا تَخَفۡ ۖ خَصۡمٰنِ بَغٰى بَعۡضُنَا عَلٰى بَعۡضٍ

”جب وہ داؤد کے پاس داخل ہوئے تو وہ اُن سے گھبرا گیا انہوں نے کہا: ”ڈریے نہیں، ہم دو جھگڑنے والے ہیں، ہم نے ایک دوسرے پر

فَاحۡكُمۡ بَيۡنَنَا بِالۡحَقِّ وَلَا تُشۡطِطۡ وَاهۡدِنَا إِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ﴾

زیادتی کی ہے، سو آپ ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیں اور بے انصافی نہ کریں اور سیدھی راہ کی طرف ہماری رہنمائی کریں“ (22)

سوال: ہمارے جھگڑے کا فیصلہ کر دیں، اس کی وضاحت ﴿إِذۡ دَخَلُوا ... الصِّرَاطِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿إِذۡ دَخَلُوا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنۡهُمۡ﴾ ”جب وہ داؤد کے پاس داخل ہوئے تو وہ اُن سے گھبرا گیا“ جب وہ عبادت خانے میں داخل ہوئے تو ان کے بلا اجازت آنے سے سیدنا داؤد علیہ السلام فطری طور پر گھبرا گئے اور ڈر گئے کہ شاید کسی برے ارادے سے داخل ہوئے ہیں۔

(2) ﴿قَالُوا لَا تَخَفۡ ۖ خَصۡمٰنِ﴾ ”انہوں نے کہا: ”ڈریے نہیں، ہم دو جھگڑنے والے ہیں“ انہوں نے کہا آپ ہم سے خوف نہ کھائیں، ہم تو دو جھگڑنے والے ہیں جو آپ سے فیصلہ چاہتے ہیں۔

(3) ﴿بَغٰى بَعۡضُنَا عَلٰى بَعۡضٍ﴾ ”ہم نے ایک دوسرے پر زیادتی کی ہے“ یعنی ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کیا اور زیادتی کا ارتکاب کیا ہے۔

(4)﴿فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ﴾ ''سو آپ ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کردیں'' آپ ہمارے درمیان حق اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کردیں۔

(5)﴿وَلَا تُشْطِطْ﴾ ''اور بے انصافی نہ کریں'' ابن زید رحمہ اللہ نے کہا: اس سے مراد ہے کہ حق سے نہ ہٹیں۔ (جامع البیان:146/23)(6) یعنی آپ ہمارے معاملے میں عدل کے ساتھ فیصلہ کریں۔

(7)﴿وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ﴾ ''اور سیدھی راہ کی طرف ہماری راہ نمائی کریں'' یعنی آپ ہماری سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کردیں اور حق سے نہ ہٹیں۔ سیدنا داود علیہ السلام کو معلوم ہوگیا کہ ان کا مقصد واضح حق ہے۔

﴿إِنَّ هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا

''یقیناً یہ میرا بھائی ہے، اس کے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دُنبی ہے۔ تو اُس نے کہا کہ اُس کو بھی میرے

وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ﴾

حوالے کردو اور اُس نے گفتگو میں مجھے دبا لیا'' (23)

سوال: میرے بھائی نے مجھے گفتگو میں دبا لیا، اس کی وضاحت ﴿إِنَّ هَٰذَا ... الْخِطَابِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿إِنَّ هَٰذَا أَخِي﴾ ''یقیناً یہ میرا بھائی ہے'' وہب بن منبہ رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ میرا دینی بھائی ہے۔ (جامع البیان:146/23)

(2) یعنی اس نے دین، نسب یا دوستی کی اخوت کا ذکر کیا جو تقاضا کرتی ہے کہ زیادتی نہ کی جائے۔ اس بھائی سے زیادتی کا صادر ہونا غیر کی زیادتی سے بڑھ کر تکلیف دہ ہے۔ (تفسیر سعدی:2296/3)

(3)﴿لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً﴾ ''اس کے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں'' یعنی اس کے پاس کثیر مال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کیا جس پر اسے شکر ادا کرنا چاہیے اور قناعت کرنی چاہیے۔

(4)﴿وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ﴾ ''اور میرے پاس صرف ایک دُنبی ہے'' یعنی میرے پاس جو دنبی ہے میرا بھائی وہ بھی مجھ سے لے لینا چاہتا ہے۔

(5)﴿فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا﴾ ''تو اُس نے کہا کہ اُس کو بھی میرے حوالے کردو'' یعنی میرا بھائی مجھ سے کہتا ہے کہ اس دنبی کو بھی میری کفالت میں دے دے۔

11



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



(6)﴿وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ﴾ ''اور اس نے گفتگو میں مجھے دبا لیا'' میرا بھائی گفتگو میں مجھ پر غالب آ گیا ہے اب یہ میری دنبی بھی مجھ سے لے لے گا۔

﴿قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ

''داؤد نے کہا: ''اس شخص نے تمہاری دُنبی کو اپنی دُنبیوں میں ملانے کا مطالبہ کر کے تم پر ظلم کیا ہے اور بلاشبہ باہم شراکت داروں میں سے اکثر

لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ

یقیناً ایک دوسرے پر زیادتیاں کرتے ہیں سوائے اُن کے جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں''

وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۩﴾

اور داؤد سمجھ گیا کہ یقیناً ہم نے اُس کا امتحان لیا ہے چنانچہ اُس نے اپنے رب سے بخشش مانگی اور رکوع کرتا ہوا گر گیا اور اُس نے رجوع کیا'' (24)

سوال 1: مل جل کر رہنے والے ایک دوسرے پر زیادتیاں کرتے رہتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿قَالَ ... مَّا هُمْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قَالَ﴾ ''داؤد نے کہا'' سیدنا داؤد علیہ السلام نے فیصلہ کرنے کے لیے توجہ سے بات سنی اور فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا۔

(2)﴿لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ﴾ ''اس شخص نے تمہاری دُنبی کو اپنی دُنبیوں میں ملانے کا مطالبہ کر کے تم پر ظلم کیا ہے'' یعنی تمہاری دنبی کا مطالبہ کر کے اس نے تم پر ظلم کیا ہے۔

(3)﴿وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ﴾ ''اور بلاشبہ باہم شراکت داروں میں سے اکثر یقیناً ایک دوسرے پر زیادتیاں کرتے ہیں'' خلطاء خلیط کی جمع ہے۔ اور خلیط کا معنی جزوی شریک کار ہے۔ یعنی ایسی کاروباری شراکت جس میں شریک کام کاج کے کچھ پہلوؤں میں تو آپس میں شریک ہوں اور کچھ پہلوؤں میں آزاد ہوں۔ مثلاً زید اور بکر دونوں کے پاس الگ الگ ریوڑ ہے جو ان کی اپنی اپنی ملکیت ہے لیکن ان کی حفاظت کے لئے جگہ مشترکہ طور پر کرایہ پر لے رکھی ہے۔ چرواہے کو مل کر معاوضہ ادا کرتے ہیں۔ تو ایسے شریک ایک دوسرے کے خلیط کہلاتے ہیں۔ (تیسیر القرآن:733/3) (4) یعنی اکثر شریک ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہی رہتے ہیں۔

(5)﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ ''سوائے اُن کے جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیے'' یعنی ایمان اور تقویٰ والے ان زیادتیوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایمان اور عمل صالح ہی ظلم سے باز رکھتے ہیں۔



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



(6)﴿وَقَلِيۡلٌ مَّا هُمۡ﴾ ''اور ایسے لوگ بہت کم ہیں'' ایسے لوگ کم ہوتے ہیں یعنی صالح لوگ ہر دور میں ہی ہوتے ہیں جیسا کہ فرمایا:﴿وَقَلِيۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّكُوۡرُ﴾ ''اور میرے بندوں میں سے بہت تھوڑے شکر گزار ہیں۔'' (سبا:13)

(7) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو سنا جو دعا کر رہا تھا: اے اللہ! مجھے اپنے قلیل بندوں میں شامل کر دے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کیسی دعا ہے! تو اس نے جواباً کہا: میں نے اس آیت کا ارادہ کیا ہے ﴿اِلَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيۡلٌ مَّا هُمۡ﴾ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمر! لوگ تجھ سے بھی زیادہ سمجھدار ہیں۔ (تفسیر منیر:12/208،209)

سوال 2: ایمان لا کر نیک عمل کرنے والے کیسے زیادتی کرنے سے بچے رہتے ہیں؟

جواب: (1) ایمان کی وجہ سے دلوں کے اندر اللہ تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے اور نیک عمل کرنے کی وجہ سے کسی پر زیادتی کرنا اور دوسروں کا مال کھا جانا ان کے مزاج کے خلاف ہوتا ہے۔

(2) ایمان والے دینے والے ہوتے ہیں لینے والے نہیں لیکن بلند کردار لوگ کم ہوتے ہیں۔

سوال 3: سیدنا داؤد علیہ السلام سمجھ گئے اور سجدے میں گر گئے، اس کی وضاحت ﴿وَظَنَّ ... وَّاَنَابَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ﴾ ''اور داؤد سمجھ گیا کہ یقیناً ہم نے اُس کا امتحان لیا ہے'' سیدنا داؤد علیہ السلام ان دونوں شریکوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے سمجھ گئے کہ رب العزت نے ان کی آزمائش کے لیے یہ مقدمہ بنا کر ان کے سامنے رکھا ہے۔

(2)﴿فَاسۡتَغۡفَرَ رَبَّهٗ﴾ ''چنانچہ اُس نے اپنے رب سے بخشش مانگی'' سیدنا داؤد علیہ السلام نے اپنی لغزش پر رب العزت سے توبہ کی اور بخشش طلب کی۔

(3)﴿وَخَرَّ رَاكِعًا﴾ ''اور رکوع کرتا ہوا گر گیا'' معافی طلب کرتے ہوئے آہ و بکا سے سجدے میں گر پڑے۔ یہاں رکوع سے سجدہ مراد ہے۔

(4)﴿وَّاَنَابَ﴾ ''اور اُس نے رجوع کیا'' سیدنا داؤد علیہ السلام نے رب العزت سے سچی توبہ کی، آہ و بکا کے ذریعے معافی طلب کی اور عبادت کے ذریعے اس کی طرف رجوع کیا۔ (5) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ ص میں (مذکورہ آیت پر) سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ (بخاری:3422)

(6) مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اس سورت (ص) میں سجدہ کرنے کی دلیل کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: کیا تم نے (سورۃ الانعام) یہ نہیں پڑھا:﴿وَمِنۡ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيۡمٰنَ اُولٰٓئِكَ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ﴾ ''اور اس کی نسل میں سے داؤد کو، اور سلیمان کو، یہی (انبیاء) ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تھی۔ چنانچہ آپ بھی ان کی راہِ ہدایت پر چلیں'' تو سیدنا داؤد علیہ السلام بھی ان میں سے تھے جن کی اتباع کا حکم رسول اللہ ﷺ کو تھا، چونکہ (اس سورت میں یہ ذکر ہے کہ) سیدنا داؤد علیہ السلام نے سجدہ کیا تھا، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے بھی سجدہ کیا تھا۔

(7) سجدہ تلاوت کی دعا: ﴿سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ﴾ ''میرا چہرہ اس ذات کے لیے سجدہ ریز ہے جس نے اس کو پیدا کیا اور اپنی طاقت اور قوت سے اس کے کان اور آنکھ بنائے۔'' (مسند احمد: 24523)

(8) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں سورۂ ص لکھ رہا ہوں۔ تو میں جب آیت سجدہ تک پہنچا تو میں نے دیکھا کہ قلم، دوات اور میرے آس پاس کی دیگر تمام چیزوں نے سجدہ کیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنا یہ خواب رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا تو اس کے بعد آپ ﷺ اس آیت کی تلاوت کے وقت برابر سجدہ کرتے رہے۔ (مسند احمد: 11747)

﴿فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۭ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ﴾

''سو ہم نے اُسے وہ بخش دیا اور بلاشبہ ہمارے پاس اُس کے لیے یقیناً قرب کا مقام اور اچھا ٹھکانہ ہے'' (25)

سوال: سیدنا داؤد علیہ السلام کو قرب اور اعلیٰ مقام کی بشارت دی گئی، اس کی وضاحت ﴿فَغَفَرْنَا ... مَاٰبٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ﴾ ''سو ہم نے اُسے وہ بخش دیا'' قرآن مجید اور حدیث رسول اس بارے میں خاموش ہیں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ہمیں بھی اس بارے میں خاموش رہنا چاہیے۔ یعنی اس غلطی سے ان کے تقرب اور مرتبہ میں کچھ فرق نہیں آیا۔ صرف تھوڑی سی تنبیہ کردی گئی ہے۔ کیونکہ مقربین کی چھوٹی سی غلطی بھی بڑی سمجھی جاتی ہے۔ (تیسیر القرآن: 733/3)

(2) جس راوی نے سیدنا داؤد علیہ السلام کے متعلق یہ بیان کیا کہ آپ اوریا کا قتل ہو جانا ہی چاہتے تھے تاکہ اس کی بیوی سے نکاح کرلیں اور اسی لئے انہوں نے بار بار میدان جنگ میں بھیجا یہ سراسر جھوٹ اور پیغمبر پر تہمت تراشی ہے اور آپ اس تہمت سے پاک تھے۔ قرآنی الفاظ سے تو اتنا معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا داؤد علیہ السلام نے اپنے لئے وہ بات یعنی غیر عورت سے نکاح کی خواہش کی جو ان کو حاصل نہ تھی باوجودیکہ ان کو اس جیسی ننانوے (عورتیں) حاصل تھیں اس پر تنبیہ کرنے کے لئے اللہ نے مقدمہ کی شکل دے کر فرشتوں کو بھیجا۔ سیدنا داؤد علیہ السلام فوراً متنبہ ہوگئے اور انہوں نے توبہ استغفار کی۔ (تفسیر مظہری: 72/10)

(3) ﴿وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ﴾ ''اور بلاشبہ ہمارے پاس اُس کے لیے یقیناً قرب کا مقام اور اچھا



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ٹھکانہ ہے“ رب العزت نے بشارت دی کہ سیدنا داوٗد علیہ السلام کا ہمارے یہاں خاص مرتبہ ہے یعنی اعلیٰ مرتبہ اور قرب کا مقام اور اچھا انجام ہے۔

(4) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یقیناً عادل لوگ اللہ تعالیٰ کے پاس نور کے منبروں پر ہوں گے، رحمٰن عزوجل کی دائیں جانب (اور ذہن نشین رہے کہ) اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ یہ عادل وہ ہیں جو اپنے فیصلوں میں، اپنے اہل وعیال میں اور جن کے وہ مالک ہوں ان میں عدل وانصاف کرتے ہیں۔“ (مسلم: 4721)

﴿يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى

”اے داوٗد! یقیناً ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے سو آپ لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو اور خواہشاتِ نفس کی پیروی نہ

فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ

کرو کہ وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹکا دیں گی یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹکتے ہیں، اُن کے لیے سخت

ع 2/12 11

شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ﴾

عذاب ہے اس لیے کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے“ (26)

سوال 1: اے داوٗد لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو، اس حکم کی وضاحت ﴿يٰدَاوٗدُ... سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ﴾ ”اے داوٗد! یقیناً ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے“ رب العزت نے سیدنا داوٗد علیہ السلام کو بشارت دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ ہم نے آپ کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے تاکہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں اور دینی اور دنیاوی احکامات نافذ کریں۔

(2) ﴿فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ﴾ ”سو آپ لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو“ یعنی لوگوں میں اس حق کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ تعالیٰ کے پاس سے آیا ہے اور کتاب وسنت سے انچ بھر سے نہ ہٹیں ورنہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹک جائیں گے۔ (مختصر ابن کثیر: 1713/2)

(3) لہٰذا لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کیجیے۔ یعنی عدل وانصاف کے ساتھ اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک واجب کا علم اور واقعہ کا علم نہ ہو اور حق کو نافذ کرنے کی قدرت نہ ہو۔ (تفسیر سعدی: 2297/3)



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(4)﴿وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى﴾ ''اور خواہشاتِ نفس کی پیروی نہ کرو'' یعنی کسی دوستی، رشتہ داری یا کسی فریق کی مخالفت یا ناراض ہونے کی وجہ سے آپ حق سے نہ ہٹ جائیں۔ انسان جب اپنے رجحانات کا جائزہ نہیں لیتا تو اپنی ذہن سازی کے مطابق چلتے چلتے عدل سے ظلم کی زمین پر جا پہنچتا ہے۔ اس لیے رب العزت نے خواہشات کی اتباع سے، رجحانات کے پیچھے چلنے سے روکا ہے۔

(5)﴿فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ''کہ وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹکا دیں گی'' یعنی آپ نے خواہشات رجحانات، قرابت داروں، دوستیوں، دشمنیوں اور مخالفتوں کو بنیاد بنایا تو آپ اللہ تعالیٰ کے راستے سے ہٹ جائیں گے۔

سوال 2: حساب کے دن کو بھولنے والے گمراہوں کے لیے سخت عذاب ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ ۔۔۔ الْحِسَابِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ''یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹکتے ہیں'' جو لوگ جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا راستہ گم کر دیتے ہیں اور گمراہ ہو جاتے ہیں۔

(2)﴿لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ﴾ ''اُن کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے'' ان کے لیے یوم الحساب کو بھول جانے، اس کی طرف سے غافل رہنے کی وجہ سے سخت عذاب ہے۔

(3) رب العزت نے سخت عذاب کا ڈراوا اور دھمکی دی ان لوگوں کو جو حق کے مطابق فیصلے کرنے سے محروم رہتے ہیں کیونکہ وہ خواہشات کی پیروی کر کے اللہ تعالیٰ کے راستے سے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ حساب کتاب کو یاد رکھتے۔ ان کے دل میں رب العزت کے آگے جواب دہی کا خوف ہوتا تو خواہشاتِ نفس کبھی ظلم اور ناانصافی کی طرف مائل نہ کر سکتیں۔

(4) وہ یوم الحساب کو بھول گئے انہوں نے ایمان کو چھوڑا اس پر عمل کرنے کو چھوڑا اور عام لوگوں کی طرح ہو گئے۔ (تفسیر قرطبی: 140/8)

﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ

''اور ہم نے آسمان کو اور زمین کو اور دونوں کے درمیان کو بے مقصد پیدا نہیں کیا یہ اُن لوگوں کا گمان ہے جنہوں نے کفر کیا سو

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ﴾

جنہوں نے کفر کیا اُن کے لیے آگ کی ہلاکت ہے'' (27)

سوال: دنیا پیدا کرنے میں حکمت ہے، اس کی وضاحت ﴿وَمَا خَلَقْنَا ۔۔۔ مِنَ النَّارِ﴾ کی روشنی میں کریں؟



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جواب:(1)﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا﴾''اور ہم نے آسمان کو اور زمین کو اور دونوں کے درمیان کو بے مقصد پیدا نہیں کیا''یعنی اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو حکمت سے پیدا کیا ہے،ان کو بے مقصد نہیں بنایا۔ اس نے انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا جیسا کہ فرمایا:﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ ''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا کیا ہے تا کہ وہ میری عبادت کریں۔''(الذاریات:56)

(2)رب العزت نے آسمانوں اور زمین کو حکمت سے پیدا کیا ہے۔ان کو یوں ہی بے مقصد نہیں بنایا۔

(3)جیسا کہ فرمایا:﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾''تو پھر کیا تم نے یہ گمان کیا کہ بلاشبہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا ہے اور بلاشبہ تمہیں ہماری طرف واپس نہیں لوٹایا جائے گا؟''(المومنون:115)

(4)اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ اور حق کی خاطر تخلیق فرمایا ہے،ان کو اس لیے تخلیق فرمایا تا کہ بندوں کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کامل علم،کامل قدرت اور لامحدود قوت کا مالک ہے اور وہی اکیلا معبود ہے اور وہ معبود نہیں ہیں جو زمین وآسمان میں ایک ذرہ بھی تخلیق نہیں کر سکتے۔حیات بعد الموت حق ہے اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نیکوکاروں اور بدکاروں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔کوئی جاہل شخص اللہ تعالیٰ کی حکمت کے بارے میں یہ گمان نہ کرے کہ وہ اپنے فیصلے میں نیک اور بد کے ساتھ مساوی سلوک کرے گا۔(تفسیر سعدی:2298/3)

(5)﴿ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾''یہ اُن لوگوں کا گمان ہے جنہوں نے کفر کیا''کافر زندگی بعد موت کے قائل نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے قائم ہے۔

(6)کافروں کے خیال میں زمین وآسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے وہ سب باطل پر قائم ہے یعنی بے مقصد،خود بخود ہر چیز بن گئی ہے۔خود مختار ہے،نہ پیدائش کا کوئی مقصد ہے نہ اس کے اختتام کا کوئی پتہ ہے۔

(7)﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ﴾''سو جنہوں نے کفر کیا اُن کے لیے آگ کی ہلاکت ہے''رب العزت نے فرمایا:ان کے لئے جہنم کی آگ تیار ہے۔وہ انہیں پوری طرح عذاب میں مبتلا کرے گی۔

﴿اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ اَمْ نَجْعَلُ

''کیا ہم اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے زمین میں فساد پھیلانے والوں کی طرح کر دیں؟ کیا

الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ﴾

ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں جیسا کر دیں؟''(28)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال: دوطرح کے لوگ برابر نہیں ہو سکتے، اس کی وضاحت ﴿اَمْ نَجْعَلُ... كَالْفُجَّارِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ''کیا ہم اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے'' رب العزت نے فرمایا کیا ہم ان لوگوں کو جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لا کے ان کی تصدیق کی اور وہ عمل کیے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور ان کاموں سے رک گئے جن سے رب العزت نے روکا۔

(2) ﴿كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ﴾ ''زمین میں فساد پھیلانے والوں کی طرح کر دیں؟'' انہیں ان لوگوں کے برابر کر دیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔ اس کی نافرمانیاں کرتے ہیں اور اس کے اوامر ونواہی کی مخالفت کرتے ہیں۔ ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کی حکمت اور حکم کے شایانِ شان نہیں۔

(3) انسانی عقل بھی اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ متقی اور فاجر کو ایک برابر کر دیا جائے۔ ﴿اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ﴾ ''کیا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں جیسا کر دیں؟'' یعنی کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر اس کی اطاعت کرنے والا اور اس کے عذابوں کے خوف سے اس کے نواہی سے رکنے والا ہو اور دوسری طرف فاجر جو نہ تو رب کی ملاقات کا یقین رکھتا ہے، نہ جزا سزا کا۔ دونوں طرح کے لوگ برابر نہیں ہو سکتے۔

(4) دنیا میں تو فرماں برداروں اور نافرمانوں دونوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ اکثر باتوں میں برابری ہے لیکن ایسے جہان کی ضرورت ہے جہاں یہ برابری قائم نہ رہے جہاں فرماں برداروں کو نعمتوں اور بہاروں میں رکھا جائے اور نافرمانوں کو شعلے مارنے والی آگ میں۔ رب العزت نے فرمایا ﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ (٣٤) اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ (٣٥) مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ (٣٦)﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے اُن کے رب کے پاس نعمتوں والی جنتیں ہیں۔ تو کیا ہم فرماں برداروں کو مجرموں کی طرح کر دیں گے؟ تمہیں کیا ہے، تم کیسے فیصلہ کرتے ہو؟'' (القلم: 34، 36)

﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَ

''یہ ایک بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے تا کہ لوگ اُس کی آیات پر غور وفکر کریں اور

لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾

تا کہ عقل والے اُس سے نصیحت حاصل کریں'' (29)



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



سوال: قرآن کی نصیحتوں سے سبق لیں، اس کی وضاحت ﴿کِتٰبٌ... الْاَلْبَابِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ﴾ "یہ ایک بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے" رب العزت نے فرمایا کہ یہ برکت والی کتاب، قرآن مجید آپ ﷺ پر ہم نے نازل کیا ہے۔

(2) دنیا وآخرت میں اس کی کثیر برکتیں ہیں۔ (اضواء البیان: 344/6)

(3) اس میں اشارہ ہے کہ قرآن حق کی میزان ہے۔ (الاساس فی التفسیر: 4777/8)

(4) یہ کتاب جو ہم نے تم پر نازل کی ہے بابرکت ہے۔ جو خیر کثیر اور علم بسیط کی حامل ہے۔ اس کے اندر ہدایت، ہر بیماری کی شفا اور نور ہے جس سے گمراہی کی تاریکیوں میں روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ اس کے اندر ہر وہ حکم موجود ہے، جس کے مکلفین محتاج ہیں اور اس کے اندر ہر مطلوب کے لیے قطعی دلائل موجود ہیں۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو تخلیق فرمایا ہے۔ اس وقت سے لے کر اس کتاب سے زیادہ کوئی جلیل القدر کتاب نہیں آئی۔ (تفسیر سعدی: 2298/3)

(5) رب العزت نے برکت والی کتاب کے بارے میں فرمایا ﴿وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ "اور یہ ایک کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے بڑی بابرکت ہے، اُس (کتاب) کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے ہے۔" (الانعام: 92)

(6) ﴿وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ "اور یہ ایک بابرکت کتاب جس کو ہم نے نازل کیا ہے چنانچہ تم اس کی پیروی کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔" (الانعام: 155)

(7) (i) کتاب پر ہر عقل رکھنے والا غور وفکر کر سکتا ہے اور کروڑوں، اربوں انسان ہیں ہر ایک کے غور وفکر کے مطابق اس کو کتاب کا فہم ملتا ہے۔ جتنا جتنا کسی کا کتاب اللہ سے تعلق بڑھتا ہے اس پر اتنے ہی حکمت کے دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں۔ ہر ایک کے علم، حکمت، اور فہم میں اضافہ کتاب کے بابرکت ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (ii) اس کتاب کے ساتھ تعلق کی وجہ سے انسان کے اندر خوف خدا میں اضافہ ہوتا ہے جتنا اس خوف میں اضافہ ہوتا ہے اتنا ہی انسان کے عمل میں بہتری آتی ہے اور وہ معاشرے کا اتنا ہی مفید رکن ثابت ہوتا ہے۔ معاشرے کے لیے بہترین شخصیات کی تیاری، ان کی تعداد میں روز افزوں اضافہ کتاب کی برکتوں میں سے ہے۔ (iii) اس کتاب کا نظام قائم کرنے کی صورت میں یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ قدموں تلے سے بھی رزق ابلے گا اور آسمان سے بھی برکتوں کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ کتاب ہر اعتبار سے بابرکت ہے۔ الحمدللہ۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(8)﴿لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ﴾ ''تاکہ لوگ اُس کی آیات پر غوروفکر کریں'' تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے دلائل پر غوروفکر کریں اور جو کچھ اس نے اپنی شریعت میں سے مشروع کیا ہے اس سے وہ نصیحت حاصل اور اس پر عمل کریں۔(جامع البیان:156/23)

(9) یہ معانی القرآن کی معرفت کے وجوب کی دلیل ہے۔سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: قرآن حکیم کی آیات میں تدبر اس کی اتباع کرنا ہے۔(تفسیر منیر:214/12)

(10) یعنی اس کتاب جلیل کو نازل کرنے کی حکمت یہ ہے کہ لوگ اس کی آیات میں تدبر کریں، اس کے علم کا استنباط کریں اور اس کے اسرار وحکم میں غوروفکر کریں۔یہ آیت کریمہ قرآن کریم میں تدبر کرنے کی ترغیب دیتی ہے اور اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ قرآن کریم میں تدبر اور غوروفکر کرنا سب سے افضل عمل ہے، نیز یہ اس کی دلیل ہے کہ وہ قراءت جو تدبر و تفکر پر مشتمل ہو اس تلاوت سے کہیں افضل ہے جو بہت تیزی سے کی جاری ہو، مگر اس سے متذکرہ بالا مقصد حاصل نہ ہو رہا ہو۔(تفسیر سعدی:2299،2298/3)

(11) رب العزت نے فرمایا:﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾ ''تو کیا وہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا کچھ دلوں پر ان کے تالے ہیں؟'' (محمد:24)

(12)﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ ''تو کیا وہ قرآن مجید میں غوروفکر نہیں کرتے؟ اور اگر وہ غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو اس میں وہ یقیناً بہت زیادہ اختلاف پاتے۔'' (النساء:82)

(13)﴿اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَاۗءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَاۗءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ ''تو کیا اُن لوگوں نے اس کلام پر غور نہیں کیا یا ان کے پاس کوئی ایسی چیز آئی ہے جو ان کے پہلے باپ دادا کے پاس نہیں آئی تھی؟'' (المومنون:68)

(14)﴿وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ ''اور تاکہ عقل والے اُس سے نصیحت حاصل کریں'' تاکہ ارباب دانش اس کی نصیحتوں سے فائدہ اٹھائیں۔قرآن مجید سے ہر کوئی اپنی عقل کے مطابق نصیحت حاصل کرتا ہے۔

(15) سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس نے قرآن کے الفاظ حفظ کر لیے اور قرآن پر عمل نہیں کیا اس نے قرآن میں تدبر وغور بھی نہیں، کیا لوگ کہتے ہیں ہم نے پورا قرآن پڑھ لیا لیکن قرآن کی ایک نصیحت یا قرآن کے ایک حکم کا نمونہ ان میں نظر نہیں آتا۔اصل غوروخوض اور نصیحت وعبرت عمل ہے۔(تفسیر ابن کثیر:398/4)

## ﴿وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ﴾

''اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا، بہترین بندہ تھا، بلاشبہ وہ بہت رجوع کرنے والا تھا'' (30)



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



سوال: سیدنا سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے، اس کی وضاحت ﴿وَوَهَبْنَا...اَوَّابٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ﴾ ''اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا'' رب العزت نے سیدنا داؤد علیہ السلام کو سیدنا سلیمان علیہ السلام جیسا بیٹا عطا فرمایا جیسا کہ فرمایا ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ﴾ ''اور داؤد کا وارث سلیمان ہوا اور اُس نے کہا: ''اے لوگو! ہمیں پرندوں کی زبانیں سکھائی گئی ہیں اور ہمیں ہر قسم کی چیزیں عطا کی گئی ہیں بلاشبہ یہ یقیناً کھلا فضل ہے۔''

(النمل:16) (2) سیدنا سلیمان علیہ السلام نبی اور بادشاہ تھے۔

(3) ﴿نِعْمَ الْعَبْدُ﴾ ''بہترین بندہ تھا'' رب العزت نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کی مدح وثنا بیان فرمائی ہے۔ حقیقتاً ان کے اندر وہ سارے اوصاف موجود تھے جو مدح وثنا کا مستحق بناتے ہیں۔ (4) یعنی وہ اپنے تمام احوال میں، تعبد، انابت، محبت، ذکر و دعا، آہ وزاری، اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش کرنے اور اس کی رضا کو ہر چیز پر مقدم رکھنے میں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف نہایت کثرت سے رجوع کرنے والے تھے۔ (تفسیر سعدی:2300/3)

(5) ﴿اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ﴾ ''بلاشبہ وہ بہت رجوع کرنے والا تھا'' وہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے اور توبہ کرنے والے تھے۔ (تفسیر قاسمی:166/14)

(6) قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا وہ اللہ کے مطیع اور کثرت سے نماز ادا کرنے والے تھے۔ ان کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔ (جامع البیان:157/23)

(7) سیدنا سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ یہاں ان کی بندگی اور رب کی طرف رجوع کرنے کے حوالے سے کیا گیا۔ (i) سیدنا سلیمان علیہ السلام عظیم سلطنت کے حکمران تھے مگر اللہ تعالیٰ کے ایسے غلام تھے جن کے بارے میں رب نے فرمایا: نعم العبد ''کیا ہی اچھا بندہ۔'' یعنی بندگی کی بہترین مثال۔ (ii) سیدنا سلیمان علیہ السلام کے رجوع الی اللہ کو مواقع کے لحاظ سے سامنے رکھا گیا تا کہ انسان رجوع الی اللہ کر سکیں۔

## ﴿اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ﴾

''جب شام کے وقت اُس کے سامنے تیز رو، عمدہ گھوڑے پیش کیے گئے'' (31)

سوال: سیدنا سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں تیز رفتار گھوڑے پیش کئے گئے، اس کی وضاحت ﴿اِذْ...الْجِيَادُ﴾ کی روشنی میں کریں؟



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



جواب:(1)﴿اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ﴾"جب شام کے وقت اُس کے سامنے تیز رو، عمدہ گھوڑے پیش کیے گئے" سیدنا سلیمان علیہ السلام کے دور حکومت میں ان کے معائنے کے لئے تیسرے پہر ایک پاؤں اٹھائے ہوئے تیز رفتار گھوڑے پیش کیے گئے۔

(2) جب ان کی خدمت میں خوب تربیت یافتہ، تیز رفتار گھوڑے پیش کیے گئے، جن کا وصف یہ تھا کہ جب وہ کھڑے ہوتے تو ایک پاؤں زمین سے اٹھائے رکھتے۔ان کو پیش کیے جانے کا منظر نہایت ہی خوبصورت، خوش کن اور تعجب انگیز تھا، خاص طور پر ان لوگوں کے لیے جنہیں ان گھوڑوں کی ضرورت تھی، مثلاً بادشاہ وغیرہ۔(تفسیر سعدی:2300/3)

(3) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تبوک یا خیبر کے سفر سے واپس آئے تو میرے طاقچے کے آگے پردہ پڑا ہوا تھا کہ ناگاہ تیز ہوا کے جھونکے سے پردے کا کنارہ ہٹ گیا۔وہاں سامنے میرے کھلونے اور گڑیاں نظر آئیں، آپ ﷺ نے پوچھا:"عائشہ! یہ کیا ہے؟" میں نے کہا، یہ میری گڑیاں ہیں، آپ ﷺ نے ان میں کپڑے کا گھوڑا بھی دیکھا جس کے دو پر تھے۔آپ ﷺ نے پوچھا:"میں ان کے درمیان یہ کیا دیکھ رہا ہوں؟" میں نے کہا: یہ گھوڑا ہے، آپ ﷺ نے پوچھا:"اور اس کے اوپر کیا ہے؟" میں نے کہا: اس کے دو پر ہیں۔آپ ﷺ نے کہا:"کیا گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں؟" کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ کیا آپ ﷺ نے سنا نہیں کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے کے پر تھے۔ کہتی ہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ اس قدر ہنسے کہ میں نے آپ ﷺ کی داڑھیں دیکھیں۔(ابوداود:3932)

﴿فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ﴾

""تو اُس نے کہا:"یقیناً میں نے اس مال کی محبت کو اپنے رب کی یاد کی وجہ سے محبوب رکھا ہے۔"

﴿حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ﴾

یہاں تک کہ وہ اوٹ میں اوجھل ہو گیا"(32)

سوال: گھوڑوں کی مصروفیت نے نماز عصر اور ذکر الٰہی سے غافل کر دیا، اس کی وضاحت ﴿فَقَالَ...بِالْحِجَابِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ﴾ تو اُس نے کہا:"یقیناً میں نے اس مال کی محبت کو محبوب رکھا ہے" سیدنا سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں معائنے کے لئے گھوڑے پیش ہوتے رہے حتیٰ کہ سورج ڈوب گیا گھوڑوں کی محبت اور مصروفیت نے ان کو نماز عصر اور ذکر الٰہی سے غافل کر دیا۔

(2) سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اپنی کوتاہی پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے کہا میں نے مال سے یعنی گھوڑوں سے محبت کو اپنے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



رب کے ذکر اور نماز پر ترجیح دی ہے۔

(3)﴿عَنۡ ذِكۡرِ رَبِّيۡ ۚ حَتّٰى تَوَارَتۡ بِالۡحِجَابِ﴾ ''اپنے رب کی یاد کی وجہ سے، یہاں تک کہ وہ اوٹ میں اوجھل ہوگیا'' یعنی گھوڑوں کی مصروفیت نے مجھے اپنے رب کی یاد سے غافل کر دیا یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔

(4) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن سورج ڈوبنے کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کفار قریش کو برا بھلا کہتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے، اے اللہ کے رسول! میں تو عصر کی نماز بھی ادا نہیں کر سکا، حتیٰ کہ سورج غروب ہونے والا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں بھی اب تک ادا نہیں کر سکا۔'' چنانچہ ہم بطحان میں گئے، وہاں وضو کیا اور سورج کے غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز ادا کی اور پھر مغرب پڑھی۔ (بخاری:596)

﴿رُدُّوۡهَا عَلَىَّ ؕ فَطَفِقَ مَسۡحًۢا بِالسُّوۡقِ وَالۡاَعۡنَاقِ﴾

''انہیں میرے پاس واپس لاؤ'' چنانچہ وہ اُن کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا'' (33)

سوال: مسح سوق واعناق کی تفسیر ﴿رُدُّوۡهَا...وَالۡاَعۡنَاقِ﴾ کی روشنی میں بیان کریں؟

جواب: (1)﴿رُدُّوۡهَا عَلَىَّ﴾ ''انہیں میرے پاس واپس لاؤ'' سیدنا سلیمان علیہ السلام کے حکم پر گھوڑے واپس لائے گئے۔

(2)﴿فَطَفِقَ مَسۡحًۢا بِالسُّوۡقِ وَالۡاَعۡنَاقِ﴾ ''چنانچہ وہ اُن کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا'' تو سیدنا سلیمان علیہ السلام نے تلوار کے ساتھ ان کی ٹانگیں اور گردنیں کاٹنا شروع کر دیں۔ (تفسیر سعدی:2300/3)

(3) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آپ علیہ السلام ان کی پیشانیوں اور ٹانگوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ ابن جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہی قول صحیح ہے قتل کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ بلا وجہ کسی جان کو مار ڈالنا اور اللہ تعالیٰ کا مال ضائع کرنا محض اس بنا پر کہ ان کے معائنہ سے نماز جاتی رہی، روا نہیں۔ اس طرح بے گناہوں کا قتل جائز نہیں۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ان کی شرع میں ہی یہ چیز جائز ہو۔ خصوصاً اس صورت میں کہ آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا کیا تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو گھوڑوں سے بہتر سواری عطا فرمائی یعنی ہوا کو آپ علیہ السلام کا تابعدار بنا دیا جو آپ علیہ السلام کو آسانی سے جہاں چاہتے لے جاتی تھی۔ (مختصر ابن کثیر:1715/2)

﴿وَلَقَدۡ فَتَنَّا سُلَيۡمٰنَ وَاَلۡقَيۡنَا عَلٰى كُرۡسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ﴾

''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے سلیمان کی بھی آزمائش کی اور ہم نے اُس کی کُرسی پر ایک جسم لا کر ڈال دیا پھر اُس نے رجوع کیا'' (34)

سوال: سیدنا سلیمان علیہ السلام کی آزمائش کی وضاحت ﴿وَلَقَدۡ...اَنَابَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَقَدۡ فَتَنَّا سُلَيۡمٰنَ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے سلیمان کی بھی آزمائش کی'' رب العزت نے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سیدنا سلیمان علیہ السلام کو حکومت اور ملک دے کر آزمایا۔

(2) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک بار سیدنا سلیمان بن داود علیہ السلام نے یوں کہا کہ آج رات میں اپنی سو بیویوں یا (فرمایا) ننانوے بیویوں کے پاس ضرور گھوم کر آؤں گا (یعنی سب سے صحبت کروں گا) اور ہر ایک عورت ایک بیٹا پیدا کرے گی جو شہسوار بن کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ ان کے ایک رفیق نے کہا، ان شاء اللہ کہیے، تاہم سیدنا سلیمان علیہ السلام نے ان شاء اللہ نہ کہا، تو ان عورتوں میں سے صرف ایک کو حمل ٹھہرا اور اس سے بھی ادھورا بیٹا پیدا ہوا۔ اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! اگر وہ ان شاء اللہ کہتے تو سب عورتوں کے بیٹے ہوتے جو شہسوار بن کر جہاد کرتے۔'' (بخاری: 2819)

(3) ﴿وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا﴾ ''اور ہم نے اُس کی کرسی پر ایک جسم لا کر ڈال دیا'' یہ آزمائش کیا تھی؟ کرسی پر ڈالا گیا جسم کس چیز کا تھا؟ اور اس کا مطلب کیا ہے؟ اس کی کوئی تفصیل قرآن کریم یا حدیث میں نہیں ملتی۔ اس لیے امام ابن کثیر وغیرہ کی رائے میں اس پر خاموشی ہی بہتر ہے۔ (حاشیہ تفسیر سعدی: 2300/1)

(4) حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اس دھڑ کی حقیقت کو بیان نہیں فرمایا جسے اس نے سلیمان علیہ السلام کے تخت پر ڈال دیا تھا، لہٰذا ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے تخت پر ایک دھڑ ڈال کر ان کی آزمائش فرمائی تھی لیکن ہم یہ نہیں جانتے کہ وہ دھڑ کیا تھا، اس کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ سب اسرائیلیات سے ماخوذ ہے جس کے بارے میں ہم نہیں جانتے کہ اس میں سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے۔ واللہ اعلم (المصباح المنیر: 198/5)

(5) ﴿ثُمَّ اَنَابَ﴾ ''پھر اُس نے رجوع کیا'' یعنی انھوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا، توبہ کی۔ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے تھے غفلت کی حالت میں بھی شکر ادا کرتے تھے۔ آزمائش میں بھی اسی کی طرف رجوع کرتے تھے۔

﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ

''اُس نے کہا: ''اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت دے جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو، یقینا

اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾

تُو بہت عطا کرنے والا ہے'' (35)

سوال 1: بے نظیر بادشاہت کی دعا کی وضاحت ﴿قَالَ ... الْوَهَّابُ﴾ کی روشنی میں کریں؟



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جواب: (1) ﴿قَالَ﴾ ''اُس نے کہا'' سیدنا سلیمان علیہ السلام نے کہا۔

(2) ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ﴾ ''اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت دے جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو'' سیدنا سلیمان علیہ السلام نے رب سے بخشش مانگی اور ایسی بادشاہت جو بے مثال، بے نظیر ہے۔ رب العزت نے دعا قبول کر لی وران کی سلطنت انھیں واپس کر دی اور اقتدار اور سلطنت میں مزید اضافہ فرما دیا۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام کے بعد ایسا اقتدار کسی کو عطا نہیں کیا گیا۔ شیاطین ان کے لیے مسخر کر دیے جو ان کے حکم سے سمندر میں غوطہ خوری کر کے موتی نکال کر لاتے تھے کوئی ان کی نافرمانی کرتا تو اسے زنجیروں میں جکڑتے تھے۔

(3) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گزشتہ رات اچانک ایک سرکش جن میرے سامنے آیا۔'' یا ایسا ہی کوئی اور کلمہ آپ نے ارشاد فرمایا، پھر فرمایا: ''وہ میری نماز میں خلل ڈالنا چاہتا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قابو دے دیا۔ میں نے چاہا کہ اسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون سے باندھ دوں، تاکہ صبح تم سب لوگ اسے دیکھ لو۔ لیکن پھر مجھے اپنے بھائی سیدنا سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی: ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ ''اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت دے جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو، یقیناً تُو بہت عطا کرنے والا ہے۔'' (ص:35) (تو اس دعا کے یاد آتے ہی میں نے اسے چھوڑ دیا) الغرض، اللہ تعالیٰ نے اسے نامراد کر کے لوٹا دیا۔'' (بخاری:461)

(4) ﴿اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ ''یقیناً تُو بہت عطا کرنے والا ہے'' سیدنا سلیمان علیہ السلام نے جب رب سے دعا کی تو الوہاب کا توسل اختیار کیا کہ تو بڑا عطا فرمانے والا ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت الوہاب کا کیسے شعور دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کی دعا سے جو مغفرت اور بادشاہت کے لیے تھی، اپنے وہاب یعنی بڑے ہی دینے والے کا شعور دلایا ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کی دعا کہ ایسی بادشاہت دے جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو سے یہ شعور دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بڑھ کر عطا کرنے والا ہے۔ وہ یقیناً الوہاب ہے۔

﴿فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ﴾

''تو ہم نے اُس کے لیے ہوا کو تابع کر دیا جو اُس کے حکم سے نرمی سے چلتی تھی، جدھر وہ پہنچنا چاہتا تھا'' (36)



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



سوال: ہوا کو سیدنا سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿فَسَخَّرْنَا۔۔۔ اَصَابَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ﴾ ”تو ہم نے اُس کے لیے ہوا کو تابع کر دیا“ رب العزت نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا تابع کر دی۔

(2) ﴿تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ﴾ ”جو اُس کے حکم سے نرمی سے چلتی تھی، جدھر وہ پہنچنا چاہتا تھا“ ہوا ان کے اشاروں پر چلتی تھی جہاں چاہتے تھے وہاں پہنچا دیتی تھی۔

## ﴿وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ﴾

”اور شیاطین کو بھی ہر قسم کے معمار اور ماہر غوطہ خور“ (37)

سوال: شیاطین کو سیدنا سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا گیا، اس کی وضاحت ﴿وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ﴾ ”اور شیاطین کو بھی ہر قسم کے معمار“ شیاطین ان کے حکم کے مطابق محلات اور حیرت انگیز عمارتیں تعمیر کرتے تھے، مسجدیں، خیمے اور حوض بناتے تھے۔ بڑے بڑے لگن اور بھاری دیگیں بنا کر حیرت میں ڈال دیتے تھے۔

(2) ﴿وَّغَوَّاصٍ﴾ ”اور ماہر غوطہ خور“ قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شیاطین ان کے لیے سمندر سے زیورات نکال کر لاتے تھے۔

(جامع البیان: 166/23)

(3) شیاطین یعنی جنات میں سے کچھ غوطہ خور تھے جو سمندر سے موتی، جواہرات اور قیمتی چیزیں نکال کر لاتے تھے۔

## ﴿وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ﴾

”اور دوسروں کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے تھے“ (38)

سوال: سیدنا سلیمان علیہ السلام نافرمان جنوں کو زنجیروں میں جکڑتے تھے، اس کی وضاحت ﴿وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ﴾ کریں؟

جواب: (1) ﴿وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ﴾ ”اور دوسروں کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے تھے“ سیدنا سلیمان علیہ السلام سرکش اور نافرمان جنوں کو جو یا تو کام نہیں کرتے تھے یا کام میں خرابی پیدا کرتے تھے انہیں زنجیروں، طوقوں اور بیڑیوں میں جکڑتے تھے۔



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



﴿هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَیْرِ حِسَابٍ﴾

''یہ ہماری عطا ہے سو احسان کرو یا روک رکھو، کوئی حساب نہیں ہے'' (39)

سوال: انوکھی بادشاہت تمہیں عطا کر دی گئی، اس کی وضاحت ﴿هٰذَا ... حِسَابٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿هٰذَا عَطَآؤُنَا﴾ ''یہ ہماری عطا ہے'' رب العزت نے فرمایا یہ انوکھی بادشاہت ہے جو ہم نے تمہیں عطا کر دی۔

(2) ﴿فَامْنُنْ﴾ ''سو احسان کرو'' جس کو چاہو دو، اس پر احسان کرو۔

(3) ﴿اَوْ اَمْسِكْ﴾ ''یا روک رکھو'' جس کو چاہو نہ دو، روک لو۔

(4) ﴿بِغَیْرِ حِسَابٍ﴾ ''کوئی حساب نہیں ہے'' جو چاہو کرو یا نہ کرو تمہارے لیے جائز ہے اور جو فیصلہ کرو ٹھیک ہے تم سے کوئی حساب لینے والا نہیں۔ (مختصر ابن کثیر: 1716/2)

(5) رب العزت سیدنا سلیمان علیہ السلام کے کامل عدل اور بہترین فیصلوں کے بارے میں خوب جانتے تھے آخرت میں بھی انہیں خیر کثیر سے نوازا جائے گا۔

(6) ایک طرف اللہ تعالیٰ کے احسانات کا یہ حال تھا کہ بے حساب مال و دولت دے کر فرمایا کہ جیسے چاہو خرچ کرو آپ سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔ دوسری طرف سیدنا سلیمان علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ اپنی ذاتی ضروریات کے لئے بیت المال سے ایک پیسہ بھی نہیں لیتے تھے بلکہ اپنے والد بزرگوار کی طرح اپنی کمائی سے کھاتے تھے۔ سیدنا داود علیہ السلام تو زرہیں بنایا کرتے تھے اور آپ تانبے کی مصنوعات تیار کرتے تھے۔ (تیسیر القرآن: 738/3)

3 ع 14 12

﴿وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ﴾

''اور بلاشبہ اُس کا ہمارے یہاں یقیناً بڑا قُرب ہے اور بہترین ٹھکانہ ہے'' (40)

سوال 1: سیدنا سلیمان علیہ السلام مقربین میں سے ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّ ... مَاٰبٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی﴾ ''اور بلاشبہ اُس کا ہمارے یہاں یقیناً بڑا قُرب ہے'' سیدنا سلیمان علیہ السلام کو رب نے اپنا مقرب بنایا انہیں مختلف طرح کے عظیم الشان انعامات سے نوازا۔

(2) ﴿وَحُسْنَ مَاٰبٍ﴾ ''اور بہترین ٹھکانہ ہے'' سیدنا سلیمان علیہ السلام کو آخرت میں بہترین انجام تک پہنچایا جائے گا اور خیر کثیر سے نوازا جائے گا۔ ﴿نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ﴾ یا ارحم الراحمین! ہمیں بھی اوابین میں شامل فرمالے۔ (آمین)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال 2: سیدنا سلیمان علیہ السلام کے واقعے میں کیا فوائد اور حکمتیں ہیں بیان کریں؟

سیدنا سلیمان علیہ السلام کے قصے سے مندرجہ ذیل فوائد اور حکمتیں مستفاد ہوتی ہیں:

(1) اللہ تعالیٰ اپنے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ کے سامنے آپ سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کی خبریں بیان فرماتا ہے تا کہ وہ آپ ﷺ کی ہمت بندھاتا رہے اور آپ کو اطمینان قلب حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کی عبادت، ان کے صبر کی شدت اور ان کی انابت کا ذکر فرماتا ہے تا کہ آپ ﷺ میں آگے بڑھنے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کا شوق اور اپنی قوم کی اذیت رسانی پر صبر کا جذبہ پیدا ہو۔ بنا بریں اس مقام پر جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی قوم کی اذیت رسانی، آپ ﷺ کے اور آپ ﷺ کی دعوت کے بارے میں ان کی بدکلامی کا ذکر کیا تو آپ ﷺ کو صبر کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی تلقین کی کہ آپ اس کے بندے سیدنا داؤد علیہ السلام کو یاد کر کے اس سے تسلی حاصل کریں۔

(2) اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت میں استعمال ہونے والی قوت قلب اور قوت بدن کو پسند کرتا ہے اور اس کی مدح کرتا ہے، کیونکہ قوت کے ذریعے سے اطاعت الٰہی کے آثار، اس کی خوبی اور اس کی جو کثرت حاصل ہوتی ہے وہ کمزوری اور عدم قوت سے حاصل نہیں ہوتی، نیز آیات کریمہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ بندے کو چاہیے کہ وہ اسباب قوت کے حصول کی کوشش کرتا رہے اور نفس کو کمزور کرنے والی بے کاری اور سستی کی طرف مائل ہونے سے بچے۔

(3) تمام امور میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور اس کی خاص مخلوق کا وصف ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس وصف کی بنا پر سیدنا داؤد علیہ السلام اور سیدنا سلیمان علیہ السلام کی مدح وثنا کی ہے۔ اقتداء کرنے والوں کو چاہیے کہ ان کی اقتداء کریں اور اہل سلوک ان کی راہ پر گامزن ہوں۔ ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ ''یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تھی سو آپ بھی ان کی ہدایت کی پیروی کریں۔'' (الانعام:90)

(4) ان آیات کریمہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سیدنا داؤد علیہ السلام کو بہت خوبصورت آواز سے نوازا تھا جس کے سبب سے ٹھوس پہاڑ اور پرندے جھوم اٹھتے تھے۔ جب آپ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے تو پرندے اور پہاڑ بھی آپ کے ساتھ تسبیح بیان کرتے۔

(5) اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے پر سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ وہ اسے علم نافع عطا کرے، اسے دانائی اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کی صلاحیت سے سرفراز کرے، جیسا کہ اس نے اپنے بندے سیدنا داؤد علیہ السلام کو ان صلاحیتوں سے نوازا تھا۔

(6) جب کبھی اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندوں اور اس کے انبیاء و رسل سے کوئی خلل واقع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



آزمائش اور ابتلاء میں مبتلا کرتا ہے جس سے یہ خلل زائل ہو جاتا ہے۔ اور وہ پہلے حال سے بھی زیادہ کامل حال کی طرف لوٹ آتے ہیں جیسا کہ سیدنا داؤد علیہ السلام اور سیدنا سلیمان علیہ السلام کو آزمائش پیش آئی۔

(7) انبیاء و مرسلین اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں خطا سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں، کیونکہ اس وصف کے بغیر رسالت کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا، لیکن کبھی کبھی طبیعت بشری کے تقاضوں کی بنا پر کسی معصیت کا ارتکاب ہو جاتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے فوراً اس کا تدارک کر دیتا ہے۔

(8) آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا داؤد علیہ السلام اپنے غالب احوال میں، اپنے رب کی عبادت کے لیے اپنے محراب میں گوشہ نشین رہتے تھے، اسی لیے دونوں جھگڑنے والے اشخاص کو دیوار پھاند کر محراب میں آنا پڑا، کیونکہ سیدنا داؤد علیہ السلام مقدمات آنے کے باوجود اپنا تمام وقت لوگوں کے لیے صرف نہیں کرتے تھے بلکہ انہوں نے اپنے لیے کچھ وقت مقرر کیا ہوا تھا جس میں خلوت نشین ہو کر اپنے رب کی عبادت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے تھے۔ یہ عبادت تمام امور میں اخلاص کے لیے ان کی مدد کرتی تھی۔

(9) سیدنا داؤد علیہ السلام کے قصے سے مستنبط ہوتا ہے کہ حکام کے پاس حاضر ہونے میں ادب کو استعمال میں لایا جائے، کیونکہ مذکورہ بالا دونوں اشخاص جب اپنا جھگڑا لے کر سیدنا داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عام دروازے اور اس راستے سے آپ کے پاس نہیں گئے جو عام طور پر استعمال میں آتا تھا، اس لیے سیدنا داؤد علیہ السلام ان کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ یہ چیز آپ پر نہایت گراں گزری، ان کے خیال میں یہ صورت حال آپ کے لائق نہ تھی۔

(10) جھگڑے کے کسی فریق کی طرف سوئے ادبی اور اس کا ناگوار رویہ حاکم کو حق کے مطابق فیصلہ کرنے سے نہ روکے۔

(11) ان آیات مبارکہ سے سیدنا داؤد علیہ السلام کے کمال حلم کا اظہار ہوتا ہے، کیونکہ جب مذکورہ بالا دونوں شخص آپ علیہ السلام کی اجازت طلب کیے بغیر آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، حالانکہ آپ وقت کے بادشاہ تھے۔ تو آپ ان سے ناراض ہوئے نہ ان کو جھڑکا اور نہ انہیں کوئی زجر و توبیخ ہی کی۔

(12) آیات کریمہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ مظلوم کے لیے ظالم کو اس قسم کے الفاظ سے مخاطب کرنا جائز ہے۔ تو نے مجھ پر ظلم کیا۔ اے ظالم! اے مجھ پر زیادتی کرنے والے! وغیرہ اس کی دلیل یہ ہے کہ انہوں نے کہا تھا ﴿خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ﴾ ''ہم دو جھگڑے والے ہیں، ہم نے ایک دوسرے پر زیادتی کی ہے۔'' (ص:22)

(13) کوئی آدمی خواہ وہ کتنا ہی جلیل القدر اور صاحب علم کیوں نہ ہو، جب کوئی شخص خیر خواہی کرتے ہوئے اس کو نصیحت کرے تو



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اسے ناراض ہونا چاہیے نہ یہ نصیحت اس کو ناگوار گزرنی چاہیے، بلکہ شکر گزاری کے ساتھ اسے قبول کر لینا چاہیے، کیونکہ مقدمے کے فریقین نے سیدنا داؤد علیہ السلام کو نصیحت کی تو آپ نے برا مانا نہ ناراض ہوئے اور نہ اس چیز نے آپ کو راہ حق سے ہٹایا، بلکہ آپ نے صریح حق کے ساتھ فیصلہ کیا۔

(14) اس قصے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عزیز و اقارب اور دوستوں کا باہمی اختلاط، دنیاوی اور مالی تعلقات کی کثرت ان کے درمیان عداوت اور ایک دوسرے پر زیادتی کی موجب بنتی ہے، نیز یہ کہ اس قسم کی صورت حال سے صرف تقویٰ اور ایمان و عمل پر صبر ہی کے ذریعے سے بچا جا سکتا ہے اور یہی چیز لوگوں میں سب سے کم پائی جاتی ہے۔

(15) ان آیات کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ استغفار اور عبادت، خاص طور پر نماز گناہوں کو مٹا دیتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا داؤد علیہ السلام کی لغزش کی بخشش کو آپ کے استغفار اور سجود پر مترتب فرمایا۔

(16) اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں سیدنا داؤد علیہ السلام اور سیدنا سلیمان علیہ السلام کو اکرام و تکریم، اپنے قرب اور بہترین ثواب سے سرفراز فرمایا۔ ان کے بارے میں یہ نہ سمجھا جائے کہ ان کے ساتھ جو کچھ پیش آیا، اس کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے درجے میں کوئی کمی واقع ہو گئی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے مخلص بندوں پر کامل لطف و کرم ہے کہ جب وہ ان کی لغزشوں کو بخش دیتا ہے اور ان کے گناہوں کے اثرات کو زائل کر دیتا ہے تو ان پر مترتب ہونے والے تمام آثار کو بھی زائل کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ ان اثرات کو بھی مٹا دیتا ہے جو مخلوق کے دلوں میں واقع ہوتے ہیں، کیونکہ جب مخلوق کو ان کے گناہ کا علم ہوتا ہے تو ان کے دلوں میں ان کا درجہ کم ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ مخلوق کے دلوں میں اس اثر کو زائل کر دیتا ہے اور کریم و غفار کے لیے ایسا کرنا کوئی مشکل امر نہیں۔

(17) لوگوں کے درمیان فیصلے کرنا ایک دینی منصب ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور خاص بندوں کو مقرر فرمایا ہے، جسے یہ ذمہ داری سونپی جائے اسے حق کے ساتھ اور خواہشات نفس سے الگ ہو کر فیصلہ کرنا چاہیے۔ حق کے ساتھ فیصلے کرنا امور شرعیہ کے علم، محکوم بہ مقدمے کی صورت کے علم اور اس کو حکم شرعی میں داخل کرنے کی کیفیت کے علم کا تقاضا کرتا ہے، لہٰذا جو شخص ان میں سے کسی ایک کے علم سے بے بہرہ ہے وہ فیصلہ کرنے کے منصب کا اہل نہیں۔ اسے فیصلہ کرنے کے لیے آگے نہیں بڑھنا چاہیے۔

(18) حاکم کو چاہیے کہ وہ خواہش نفس سے بچے اور اس سے کنارہ کش رہے، کیونکہ نفس خواہشات سے خالی نہیں ہوتا، بالکل وہ اپنے نفس سے مجاہدہ کرے تاکہ حق ہی اس کا مقصود و مطلوب ہو۔ فیصلہ کرتے وقت مقدمے کے فریقین میں سے کسی کے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لیے محبت یا کسی کے لیے ناراضی دل سے نکال دے۔

(19) سیدنا سلیمان علیہ السلام سیدنا داود علیہ السلام کے فضائل ہی میں سے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا سیدنا داود علیہ السلام پر احسان تھا کہ اس نے آپ علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے پر سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ وہ اسے صالح اولاد عطا کرے اور اگر اولاد عالم فاضل ہو تو یہ نور علیٰ نور ہے۔

(20) ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدنا سلیمان علیہ السلام کی مدح وثنا ہے، چنانچہ فرمایا ﴿نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ﴾ ”بہت اچھا بندہ اور نہایت کثرت سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔“

(21) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کے لیے خیر کثیر اور ان پر احسان ہے کہ وہ انہیں صالح اعمال اور مکارم اخلاق کی توفیق سے سرفراز کرتا ہے، پھر ان اخلاق واعمال کی بنا پر ان کی مدح وثنا کرتا ہے، حالانکہ وہ خود ہی عطا کرنے والا ہے۔

(22) ان آیات کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی محبت کو ہر چیز کی محبت پر ترجیح دیتے تھے۔

(23) ان آیات سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ ہر وہ چیز جو بندۂ مومن کو اللہ تعالیٰ سے غافل کر کے اپنے اندر مشغول کر لے وہ مذموم اور منحوس ہے۔ بندۂ مومن کو چاہیے کہ وہ اس سے علیحدہ ہو جائے اور اس چیز کی طرف توجہ دے جو اس کے لیے زیادہ فائدہ مند ہے۔

(24) ان آیات کریمہ سے یہ مشہور قاعدہ مستفاد ہوتا ہے کہ ”جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی چیز ترک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر عوض عطا کرتا ہے۔“ چنانچہ سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی محبت کو مقدم رکھتے ہوئے، سدھائے ہوئے تیز رفتار گھوڑوں کو ذبح کر دیا، جو نفوس کو بہت محبوب ہوتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر عوض عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے نرم رفتار ہوا کو مسخر کر دیا، جو آپ کے حکم سے اسی سمت میں جس کا آپ قصد وارادہ کرتے، صبح کے وقت ایک مہینے کی راہ تک اور شام کے وقت ایک مہینے کی راہ تک چلتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے شیاطین کو مسخر کر دیا جو ایسے کام کرتے تھے جنہیں کرنے پر انسان قادر نہ تھے۔

(25) سیدنا سلیمان علیہ السلام ایک بادشاہ اور نبی تھے جو اپنی من مرضی کر سکتے تھے، لیکن انہوں نے عدل وانصاف کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہ کیا۔ نبی عبد کا ارادہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہوتا ہے اس کا ہر فعل وترک صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہوتا ہے، جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ کا حال تھا اور یہ کامل ترین حال ہے۔ (تفسیر سعدی: 3/2301-2305)

﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ﴾

”اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو! جب اُس نے اپنے رب کو پکارا کہ یقیناً مجھے شیطان نے بڑا دکھ اور عذاب پہنچایا ہے“ (41)



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



سوال: سیدنا ایوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے، اس کی وضاحت ﴿وَاذْكُرْ ... وَّعَذَابٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ﴾ ''اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو'' اے نبی ﷺ! ہماری نصیحت والی کتاب میں ہمارے بندے سیدنا ایوب علیہ السلام کو یاد کرو۔ سیدنا ایوب علیہ السلام کی مدح ہے کہ وہ کس قدر صبر کرنے والے جانثار بندے تھے۔ جب انہیں بیماری آئی تو انہوں نے اپنے رب سے شکوہ نہیں کیا۔ اس کے سوا انہوں نے کسی کا سہارا نہیں لیا۔

(2) ﴿اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ﴾ ''جب اُس نے اپنے رب کو پکارا'' یاد کرو جب سیدنا ایوب علیہ السلام نے عاجزی سے اپنے رب کو پکار کر کہا کہ مجھے بیماری نے گھیر لیا ہے اور تو سب سے شفیق اور مہربان ہے۔

(3) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے زیادہ سخت آزمائش انبیائے کرام علیہم السلام پر آتی ہے، پھر ان پر جو (ان کے بعد) زیادہ نیک لوگ ہوں پھر ان پر جو ان سے کم درجے کے ہوں۔'' (مستدرک حاکم: 120)

(4) ﴿اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ﴾ ''یقیناً مجھے شیطان نے بڑا دکھ اور عذاب پہنچایا ہے'' یعنی شیطان نے مجھے مشقت انگیز اور نہایت تکلیف دہ عذاب میں ڈال دیا ہے۔ شیطان کو آپ کے جسد پر تسلط حاصل ہو گیا اس نے پھونک ماری تو جسم پر پھوڑے بن گئے پھر ان سے پیپ بہنے لگی اور اس کے بعد معاملہ بہت سخت ہو گیا اور اسی طرح ان کا مال اور ان کے اہل و عیال بھی ہلاک ہو گئے۔ (تفسیر سعدی: 2306/3)

(5) ہر مسلمان کے عقیدہ میں یہ بات شامل اور اس کے ایمان بالغیب کا ایک جزء ہے کہ رنج ہو یا راحت، برائی ہو یا بھلائی سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہوتا ہے۔ لیکن اس مشیت کا انحصار بھی بعض دفعہ انسان کے اپنے قصور یا شیطانی وساوس سے کسی نہ کسی درجہ میں ضرور ہوتا ہے۔ اور قرآن کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جن امور میں کوئی پہلو شر، ایذا یا کسی صحیح مقصد کے فوت ہو جانے کا ہو ان کو اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے ادب کے نقطہ نظر کی خاطر کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کرتے بلکہ اسے اپنے نفس یا شیطان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ جیسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مرض کو اپنی طرف منسوب کیا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یوشع بن نون نے مچھلی کے سمندر میں چلے جانے کی بات کو شیطان کی طرف منسوب کیا، اسی طرح سیدنا ایوب علیہ السلام بھی اپنی بیماری اور تکلیف کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی صحیح طور پر عبادت گزاری سے قاصر رہے تھے تو اس قصور کا باعث شیطانی وساوس کو قرار دیا ہو۔ (تیسیر القرآن: 739/3)



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



﴿اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ﴾

"اپنا پاؤں مارو، یہ نہانے اور پینے کا ٹھنڈا پانی ہے" (42)

سوال: رب العزت نے سیدنا ایوب علیہ السلام کے لئے چشمہ جاری کر دیا، اس کی وضاحت ﴿اُرْكُضْ ... وَّشَرَابٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ﴾ "اپنا پاؤں مارو" رب العزت نے آسمان سے فرشتے کو بھیجا جس نے کہا: زمین پر ایڑی ماریں۔

(2) ﴿هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ﴾ "یہ نہانے اور پینے کا ٹھنڈا پانی ہے" جونہی سیدنا ایوب علیہ السلام نے اپنی ناتواں ایڑی ماری۔ رب العزت نے اس جگہ ایک چشمہ جاری کر دیا اور فرمایا چشمے کا پانی پیو اور اس سے غسل کرو آپ کی تکلیف دور ہو جائے گی۔ انہوں نے صاف شفاف پانی پیا تو وہ اکسیر ثابت ہوا۔ نہائے تو جسمانی بیماری اور تکلیف دور ہو گئی۔ اللہ شافی نے سیدنا ایوب علیہ السلام کو شفا عطا فرمائی۔ الحمد للہ

﴿وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ﴾

"اور ہم نے اُسے اُس کے اہل وعیال عطا کر دیے اور اُن کے ساتھ اُن جیسے اور بھی، ہماری طرف سے رحمت ہے اور عقل مندوں کے لیے نصیحت" (43)

سوال 1: صبر کے اجر کی وضاحت ﴿وَوَهَبْنَا ... الْاَلْبَابِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ﴾ "اور ہم نے اُسے اُس کے اہل وعیال عطا کر دیے اور اُن کے ساتھ اُن جیسے اور بھی" رب العزت نے صبر کا بہترین اجر دنیا میں بھی عطا فرمایا انہیں ان کی ساری اولاد عطا فرما دی اور اتنے ہی بچے اور بھی دے دیے۔

(2) ﴿رَحْمَةً مِّنَّا﴾ "ہماری طرف سے رحمت ہے" رب العزت کی جانب سے سیدنا ایوب علیہ السلام پر رحمت تھی کیونکہ انہوں نے صبر کیا۔ انہیں دنیا اور آخرت میں بہترین اجر عطا فرمایا۔

(3) ﴿وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ﴾ "اور عقل مندوں کے لیے نصیحت ہے" تاکہ عقل مند لوگ سیدنا ایوب علیہ السلام کی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



حالت سے نصیحت اور عبرت پکڑیں اور انہیں معلوم ہو جائے کہ جو کوئی مصیبت میں صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیاوی اور اخروی ثواب سے نوازتا ہے اور جب وہ دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتا ہے۔(تفسیر سعدی:2306/3)

سوال 2: رحمت کے اظہار کا انسان کے شعور پر کیا اثر ہوتا ہے؟

جواب: (1) انسان جب اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مشاہدہ کرتا ہے تو اس کا جی چاہتا ہے کہ وہ اس رحمت کے حصار میں آ جائے۔

(2) انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔

سوال 3: عقل مند لوگوں کے لئے سیدنا ایوب علیہ السلام کے واقعے میں کیا نصیحت ہے؟

جواب: (1) سیدنا ایوب علیہ السلام کے واقعے میں نصیحت ہے۔

(2) مصائب اور مشکلات میں صبر کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے۔

(3) صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ مصائب اور شدائد کے بعد پہلے سے دوگنا عطا کرتے ہیں۔

﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ

"اور اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا لو پھر اُس سے مارو اور قسم نہ توڑو، یقیناً ہم نے اُسے صابر پایا، کیا بہترین بندہ تھا،

اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ﴾

یقیناً وہ بہت رجوع کرنے والا تھا" (44)

سوال: سیدنا ایوب علیہ السلام نے بیوی کو سو کوڑے مارنے کی قسم کھائی، اس کی وضاحت ﴿وَخُذْ... اَوَّابٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا﴾ "اور اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا لو" سیدنا ایوب علیہ السلام ایک دفعہ اپنی بیوی سے ناراض ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے بالوں کی لٹ فروخت کر کے کھانا مہیا کیا تھا۔ جب سیدنا ایوب علیہ السلام کو پتا چلا تو وہ بہت ناراض ہوئے اور قسم کھائی کہ جب اللہ تعالیٰ انہیں صحت عطا فرمائے گا تو وہ انہیں سو کوڑے ماریں گے۔

(2) ﴿فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ﴾ "پھر اُس سے مارو اور قسم نہ توڑو" سیدنا ایوب علیہ السلام کی بیوی ان کی ہمدرد اور غم گسار تھیں ان کے ساتھ یہ طرز عمل مناسب نہ تھا لیکن وہ قسم کھا چکے تھے رب العزت نے قسم سے نکلنے کا راستہ بنایا۔

(3) امام مالک رحمہ اللہ تو قسم پوری کرنے کے لئے یہ صورت سیدنا ایوب علیہ السلام کے ساتھ خاص رکھتے ہیں۔ لیکن امام اعظم رحمہ اللہ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اور امام شافعی رحمہ اللہ دونوں سیدنا عطاء رحمہ اللہ کے قول سے اتفاق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اب بھی کوئی ایسا حلف کرے تو اس کو ایسا ہی کرنے کی اجازت ہے (تفسیر کمالین جلالین: 5/396,395)

(4) ﴿إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا﴾ ''یقیناً ہم نے اُسے صابر پایا'' رب العزت نے سیدنا ایوب علیہ السلام کی مدح بیان فرمائی کہ انہیں بڑی بیماری اور تکلیف کے ذریعے سے آزمایا گیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر صبر کر لیا، نہ جزع فزع کیا نہ شکوہ۔

(5) ﴿نِعْمَ الْعَبْدُ﴾ ''کیا بہترین بندہ تھا'' رب العزت نے سیدنا ایوب علیہ السلام کی ثنا بیان کی ہے کہ وہ خوشحالی اور بدحالی میں تندرستی اور بیماری میں، خوشی اور مصیبت میں عبودیت کے مراتب کی تکمیل کرنے والے تھے۔

(6) ﴿إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ ''یقیناً وہ بہت رجوع کرنے والا تھا'' یعنی آپ علیہ السلام اپنے دینی اور دنیاوی مطالب میں اللہ تعالیٰ کی طرف بہت زیادہ رجوع کرنے والے، اپنے رب کا بہت زیادہ ذکر کرنے والے، اس کو بہت زیادہ پکارنے والے، اس سے محبت اور اس کی عبادت کرنے والے تھے۔ (تفسیر سعدی: 3/2306)

(7) سیدنا ایوب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف تب رجوع کیا جب لوگ مایوس ہو جاتے ہیں یہ صبر اور بندگی کی صفات کی وجہ سے ممکن ہوا۔

## ﴿وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ﴾

''اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کو یاد کرو جو قوتِ عمل رکھنے والے اور بصیرت رکھنے والے تھے'' (45)

سوال: عبادت گزار انبیاء کے بارے میں وضاحت ﴿وَاذْكُرْ ... وَالْأَبْصَارِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ﴾ ''اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کو یاد کرو'' رب العزت نے نیک اور عبادت گزار، صابر انبیاء کو یاد کرنے کا حکم دیا، انہوں نے اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا، اس کی عبادت کو خالص کیا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام خلیل ہیں۔ سیدنا اسحٰق علیہ السلام سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اور سیدنا یعقوب علیہ السلام ان کے پوتے ہیں۔

(2) ﴿أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ﴾ ''جو قوت عمل رکھنے والے اور بصیرت رکھنے والے تھے'' یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی اطاعت کی بڑی قوت رکھتے تھے اور بصیرت والے اور عقل والے تھے۔ (جامع البیان: 23/174)

(3) وہ عبادت، اللہ تعالیٰ کے معرفت کے افکار میں قوت رکھتے تھے۔ قاشانی رحمہ اللہ نے کہا: عمل اور علم والے تھے۔ (تفسیر قاسمی: 1/178)

(4) یعنی نیک عمل والے، مفید علم والے، عبادت میں چست، کامل بصیرت رکھنے والے، قوت والے، دینی سمجھ بوجھ رکھنے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



والے، حق والی نگاہ رکھنے والے اور نیکیوں میں سبقت کرنے والے مراد ہیں۔ (مختصر ابن کثیر: 1719/2)

﴿اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ﴾

''یقیناً ہم نے انہیں ایک خاص صفت کے ساتھ منتخب کیا تھا جو اصل گھر کی یاد ہے'' (46)

سوال: آخرت کے گھر کی یاد سے انہیں خالص کیا گیا، اس کی وضاحت ﴿اِنَّاۤ ... الدَّارِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ﴾ ''یقیناً ہم نے انہیں ایک خاص صفت کے ساتھ منتخب کیا تھا'' رب العزت نے فرمایا کہ ہم نے انہیں خالص صفت کے ساتھ خاص کیا۔

(2) ﴿ذِكْرَى الدَّارِ﴾ ''جو اصل گھر کی یاد ہے'' آخرت کی یاد ہے۔ یعنی ہم نے آخرت کی یاد ان کے دلوں میں جاگزیں کر دی، عمل صالح کو ان کے وقت کا مصرف، اخلاص اور مراقبے کو ان کا دائمی وصف بنا دیا۔ ہم نے ان کو اس طرح آخرت کی یاد بنا دیا کہ نصیحت پکڑنے والا ان کے احوال سے نصیحت اور عبرت حاصل کرنے والا عبرت حاصل کرتا ہے اور یہ بہترین طریقے سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2307/3)

(3) سیدنا نسفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: انہیں ہم نے اپنے لئے خالص کر لیا تھا۔ وہ لوگوں کو آخرت کی یاد دلاتے تھے اور وہ دنیا سے بے رغبتی رکھتے تھے یا اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ آخرت کا ذکر کثرت سے کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے تھے اور دنیا کا ذکر بھول جاتے تھے۔

(4) سیدنا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: انہیں ہم نے ایسا بنایا کہ وہ آخرت کے لئے عمل کرتے تھے۔ (الاساس فی التفسیر: 4784/8)

(5) مالک بن دینار رحمہ اللہ نے یہ مطلب بیان کیا کہ ہم نے ان کے دلوں سے دنیا کی محبت اور یاد نکال دی اور آخرت کی یاد و محبت کے لئے ان کو مخصوص کر دیا۔ مقاتل رحمہ اللہ نے کہا وہ لوگوں کو آخرت کی طرف بلاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف آجانے کی دعوت دیتے تھے۔ سدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: آخرت کا ڈر رکھنے کے لئے ان کو مخصوص کر لیا گیا تھا۔ سیدنا ابن زید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہاں مضاف محذوف ہے یعنی ہم نے آخرت کی بہترین چیزوں کی یاد کے لئے ان کو مخصوص کر لیا تھا۔ (تفسیر مظہری: 86/10)

(6) انبیاء علیہم السلام کا امتیاز یہ ہے کہ ان کے برابر خدا کو اور آخرت کو یاد رکھنے والا کوئی نہیں اسی خصوصیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کو سب سے ممتاز مرتبہ حاصل ہے۔ (تفسیر عثمانی: 480/2)

(7) یعنی آخرت کی یاد رکھنا ہی وہ نسخہ کیمیا ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بنا دیتا ہے۔ ان برگزیدہ ہستیوں نے اس دنیا کو بس ایک مسافر خانہ کی طرح سمجھا اور آخرت کا گھر ہی ہمیشہ ان کا مطمع نظر رہا۔ (تیسیر القرآن: 741/3)



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



﴿وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ﴾

''اور بلاشبہ وہ ہمارے نزدیک یقینا بہترین برگزیدہ بندوں میں سے تھا'' (47)

سوال: انبیاء بہترین چنے ہوئے لوگ ہیں، اس کی وضاحت ﴿وَاِنَّهُمْ ... الْاَخْيَارِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ﴾ ''اور بلاشبہ وہ ہمارے نزدیک یقینا بہترین برگزیدہ بندوں میں سے تھا'' یعنی ہم نے انہیں بہترین مخلوق میں سے چن لیا۔

(2) وہ اللہ تعالیٰ کے ولی بہترین اور چنے ہوئے ہیں۔ (مختصر ابن کثیر: 1719/2)

﴿وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ﴾

''اور اسماعیل اور یسع اور ذوالکفل کو یاد کرو اور وہ سب بہترین لوگوں میں سے تھے'' (48)

سوال: نیک لوگوں کو یاد کریں، اس کی وضاحت ﴿وَاذْكُرْ ... مِّنَ الْاَخْيَارِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ﴾ ''اور اسماعیل اور یسع اور ذوالکفل کو یاد کرو'' رب العزت نے نیک لوگوں کو یاد کرنے کا حکم دیا۔

(2) سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام تو معروف ہیں اور ان کا ذکر قرآن میں بہت جگہ آیا ہے۔ الیسع سیدنا الیاس علیہ السلام کے نائب اور خلیفہ تھے۔ ان کا سلسلہ نسب چوتھی پشت پر جا کر سیدنا یوسف علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ بعد میں آپ کو نبوت بھی عطا ہوئی تھی۔ آپ کا حلقہ تبلیغ شام کا علاقہ تھا۔ اور ذوالکفل ان کے خلیفہ کا لقب ہے نام نہیں۔ اور ذوالکفل کا معنی صاحب نصیب ہے۔ آپ کا نام بشیر ہے اور سیدنا ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپ الیسع کے خلیفہ تھے، بعد میں نبی ہوئے، شام کا علاقہ ہی آپ کی تبلیغ کا مرکز رہا۔ عمالقہ شاہ وقت بنی اسرائیل کا سخت دشمن تھا۔ آپ نے اس سے بنی اسرائیل کو آزاد کرایا پھر وہ بادشاہ بھی مسلمان ہو گیا اور حکومت آپ کے سپرد کی جس کے نتیجہ میں شام کے علاقہ میں پھر ایک دفعہ اسلام خوب پھیلا۔ (تیسیر القرآن: 124/3)

(3) ﴿وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ﴾ ''اور وہ سب بہترین لوگوں میں سے تھے'' رب العزت نے انبیاء کی مدح فرمائی ہے کہ وہ بہترین اخلاق اور عمل صالح کے حامل چنے ہوئے نیک لوگ تھے۔

(4) یعنی ان انبیائے کرام کو احسن طریقے سے یاد کیجئے اور بہترین طریقے سے ان کی مدح و ثنا کیجئے، کیونکہ یہ سب بہترین لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے چن لیا، ان کو کامل ترین احوال، بہترین اعمال و اخلاق، قابل تعریف اوصاف اور درست خصائل کا حامل بنایا۔ (تفسیر سعدی: 2307/3، 2308)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ﴾

''یہ ایک نصیحت ہے اور یقیناً متقیوں کے لیے بہترین ٹھکانہ ہے'' (49)

سوال: خوش نصیب لوگوں کا بہترین انجام ہے، اس کی وضاحت ﴿هٰذَا ... مَاٰبٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿هٰذَا ذِكْرٌ﴾ ''یہ ایک نصیحت ہے'' یعنی انبیاء اور مرسلین خوش نصیب ہستیاں ہیں۔ ان کے اوصاف کا تذکرہ نصیحت ہے۔

(2) اس نصیحت کرنے والے قرآن کریم میں تاکہ ان کے احوال سے نصیحت حاصل کرنے والے نصیحت حاصل کریں، اقتدا کرنے والے ان کے اوصاف حمیدہ کی پیروی کے مشتاق ہوں اور ان کے اوصاف زکیہ اور ثنائے حسن کی معرفت حاصل ہو، جن سے اللہ تعالیٰ نے ان کو سرفراز فرمایا۔ یہ بھی ذکر کی ایک قسم ہے، یعنی اہل خیر کا تذکرہ، اہل خیر اور اہل شر کی جزا و سزا کا تذکرہ بھی ذکر ہی کی ایک قسم ہے۔ (تفسیر سعدی: 2308،2307/3)

(3) ﴿وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ ''اور یقیناً متقیوں کے لیے'' یعنی تمام مومنین اور مومنات کے لئے جو تقوی کی صفت سے متصف ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کے عذاب کے خوف سے اس کے نواہی سے رکتے ہیں۔

(4) ﴿لَحُسْنَ مَاٰبٍ﴾ ''بہترین ٹھکانہ ہے'' ان کے لوٹ جانے کی جگہ بہترین ہے جہاں وہ موت کے بعد جائیں گے۔ وہاں ان کے لئے ایسی نعمتیں ہیں جنہیں نہ آنکھوں نے دیکھا، نہ کانوں نے سنا، نہ کسی کے حاشیہ خیال میں آئیں۔

﴿جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ﴾

''ہمیشہ کے باغات ہیں جن کے دروازے اُن کے لیے پورے کھلے ہوں گے'' (50)

سوال: سدا بہار جنتوں کی وضاحت ﴿جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿جَنّٰتِ عَدْنٍ﴾ ''ہمیشہ کے باغات ہیں'' ہمیشہ سرسبز و شاداب رہنے والے سدا بہار باغات۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ﴾ ''اور جن کو نیک بخت قرار دیا جائے گا وہ جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہیں جب تک زمین و آسمان قائم ہیں مگر جو آپ کا رب چاہے ایسا عطیہ جو کبھی قطع کیا جانے والا نہیں۔'' (ہود: 108)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(3)﴿ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ﴾ ''(ان سے کہا جائے گا) جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ یہی اَبدی زندگی کا دن ہے۔'' (ق:34)

(4)﴿مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ﴾ ''جن کے دروازے اُن کے لیے پورے کھلے ہوں گے'' جن کے دروازے خوش نصیب لوگوں کے لیے کھلے ہوئے ہیں۔ جب وہ جنت میں پہنچیں گے تو ان کے لئے دروازے کھل جائیں گے۔

(5) یعنی اہل جنت بلا روک ٹوک اپنے اپنے گھروں میں آ جاسکیں گے اور دروازوں کے کھلے ہونے یا رہنے کی تین صورتیں ممکن ہیں: ایک یہ کہ دروازے ہر وقت کھلے رہیں دوسری یہ کہ دروازے بند ہوں مگر جب اہل جنت گزرنا چاہیں تو وہ از خود کھل جائیں۔ اور تیسری یہ کہ جب اہل جنت گزرنا چاہیں تو فرشتے فوراً دروازے کھول دیں۔ (تیسیر القرآن:742/3)

(6) سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت کے آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے ایک دروازے کا نام ریان ہے۔ اس میں سے کوئی داخل نہیں ہوگا سوائے روزہ داروں کے۔'' (بخاری:3257)

(7) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک جوڑا (کسی چیز کا) خرچ کیا تو اسے جنت کے داروغہ بلائیں گے۔ جنت کے ہر دروازے کا داروغہ (اپنی طرف) بلائے گا کہ اے فلاں! اس دروازے سے آ اور جو مجاہد ہوا، اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو صدقہ دینے والوں سے ہوا تو اسے صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو روزے داروں میں سے ہوا تو اسے باب الریان سے پکارا جائے گا۔'' اس پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، اگر کوئی ان دروازوں میں سے کسی ایک دروازے سے بھی بلایا جائے تو کوئی حرج نہیں (بلکہ بڑی بات ہے، تاہم پھر بھی) کیا کوئی ایسا آدمی بھی ہوگا کہ جسے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ فرمایا: ''ہاں! اور مجھے امید ہے کہ تو انہی میں سے ہوگا۔'' (بخاری:1897)

## ﴿مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ﴾

''وہ اُن میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے وہ اُن میں بہت سے پھل اور مشروبات طلب کرتے ہوں گے'' (51)

سوال: جنتی جو چاہیں گے حاضر پائیں گے، اس کی وضاحت ﴿مُتَّكِـِٕيْنَ ... وَّشَرَابٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا﴾ ''وہ اُن میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے'' وہ ایسی نشست گاہوں میں تختوں پر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوں گے جو ان کے لئے سجائی گئی ہوں گی۔

(2)﴿يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ﴾ ''وہ اُن میں بہت سے پھل اور مشروبات طلب کرتے ہوں گے''



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جو وہ طلب کریں گے، جو وہ چاہیں گے حاضر پائیں گے۔ ان کے ارادہ کرتے ہی حاضر کر دیا جائے گا۔

(3) یعنی وہ اپنے خدام کو حکم دیں گے کہ وہ ان کی خدمت میں بکثرت پھل اور مشروبات پیش کریں جن کو ان کے نفس پسند کریں گے اور ان کی آنکھیں لذت حاصل کریں گی۔ یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ وہاں ان کو کامل نعمت، کامل راحت و طمانیت اور کامل لذت حاصل ہوگی۔ (تفسیر سعدی:2308/3)

## ﴿وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ﴾

"اور اُن کے پاس نگاہیں نیچی رکھنے والی ہم عمر عورتیں ہوں گی" (52)

سوال: ان کے پاس ہم عمر بیویاں ہوں گی، اس کی وضاحت ﴿وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَعِنْدَهُمْ﴾ "اور اُن کے پاس" اہل جنت کے پاس ایسی پاک دامن عورتیں ہوں گی۔

(2) ﴿قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ﴾ "نگاہیں نیچی رکھنے والی عورتیں" جو اپنے شوہروں کے سوا کسی کو نگاہ غلط سے نہیں دیکھیں گی۔

(3) یعنی دونوں میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کے حسن و جمال اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت کے باعث نظریں جھکائے ہوئے ہوں گے۔ وہ دونوں میاں بیوی کسی اور طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھیں گے، وہ اپنے ساتھی کو بدلنا چاہیں گے نہ اس کے عوض کچھ اور چاہیں گے۔

(4) یعنی وہ میاں بیوی ہم عمر ہوں گے۔ وہ جوانی کے بہترین دور اور انتہائی لذت انگیز عمر میں ہوں گے۔ (تفسیر سعدی:2308/3)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿٣١﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿٣٢﴾ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿٣٣﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿٣٤﴾﴾ "یقیناً اللہ تعالیٰ سے ڈر جانے والوں کے لیے کامیابی کا ایک مقام ہے۔ باغات اور انگور ہیں۔ اور نوخیز ہم عمر لڑکیاں ہیں۔ اور چھلکتے ہوئے جام ہیں۔" (النبأ:31-34)

(6) ﴿فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٥٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٧﴾ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾﴾ "اُن میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہوں گی، جنہیں اُن سے پہلے کسی انسان یا جن نے چھوا تک نہیں۔ تو اے جن و انس! تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ گویا کہ وہ عورتیں یاقوت اور مرجان ہیں۔" (الرحمٰن:56-58)

## ﴿هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ﴾

"یہ ہے وہ چیز جس کا حساب کے دن کے لیے تم سے وعدہ کیا جاتا ہے" (53)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال: نیک لوگوں سے جنت کا وعدہ ہے، اس کی وضاحت ﴿هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿هٰذَا﴾ ''یہ ہے'' یعنی یہ نعمتیں اور جنت کی سدا بہار رونقیں۔

(2)﴿مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ﴾ ''وہ چیز جس کا حساب کے دن کے لیے تم سے وعدہ کیا جاتا ہے'' یعنی تقویٰ والوں سے جس حقیقت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ زندگی بعد موت میں حساب کتاب ہونے کے بعد ملے گی۔

## ﴿إِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ﴾

''بلاشبہ یقیناً یہی ہمارا رزق ہے جسے کبھی ختم نہیں ہونا'' (54)

سوال: جنت کا رزق کبھی ختم نہیں ہوگا، اس کی وضاحت ﴿إِنَّ ... نَّفَادٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿إِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا﴾ ''بلاشبہ یقیناً یہی ہمارا رزق ہے'' یعنی وہ رزق جو ہم نے جنت والوں کو عطا کیا ہے۔

(2)﴿مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ﴾ ''جسے کبھی ختم نہیں ہونا'' کبھی ختم نہیں ہوگا، نہ فنا ہوگا۔ (ایسر التفاسیر: 1319)

(3) یہ رزق کبھی منقطع نہ ہوگا بلکہ وہ دائمی ہوگا اور ہر آن اس میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ یہ سب کچھ رب کریم کے لیے کوئی بڑا کام نہیں ہے جو رؤف و رحیم، محسن و جواد، واسع و غنی، قابل تعریف، لطف عظیم کا حامل، نہایت مہربان بادشاہ، با اختیار، جلیل القدر، جمیل الشان، احسان کرنے والا، بے پناہ فضل اور متواتر کرم کا مالک ہے۔ وہ ایسی ہستی ہے جس کی نعمتوں کو شمار کیا جا سکتا ہے نہ اس کے کسی احسان کا احاطہ کیا جا سکتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2309/3)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''جو تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور جن لوگوں نے صبر کیا یقیناً انہیں ہم ضرور زیادہ اچھا بدلہ دیں گے اس کا جو وہ عمل کرتے تھے۔'' (النحل: 96)

## ﴿هٰذَا ۗ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ﴾

''یہ ہے بدلہ، اور بلاشبہ سرکشوں کا یقیناً بہت ہی برا ٹھکانہ ہے'' (55)

سوال: بدنصیبوں کے ٹھکانے کی وضاحت ﴿هٰذَا ۗ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿هٰذَا﴾ ''یہ ہے بدلہ'' یعنی اہل خیر کا، نیک لوگوں کا معاملہ تو ہم نے بتا دیا کہ انہیں جنتوں میں کبھی ختم نہ ہونے والا رزق ملے گا۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(2)﴿وَإِنَّ لِلطّٰغِيْنَ﴾ ''اور بلاشبہ سرکشوں کا'' یعنی حد سے بڑھے ہوئے سرکش لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکل جاتے ہیں جو رسولوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتے ہیں۔

(3)﴿لَشَرَّ مَاٰبٍ﴾ ''یقیناً بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے'' بدنصیبوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ کیسے کیسے عذاب اس میں برداشت کریں گے۔ یہ دنیا میں ہٹ دھرم تھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت میں انہیں لذت ملتی تھی۔

## ﴿جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ﴾

''جہنم جس میں وہ داخل ہوں گے سو بہت ہی برا بچھونا ہے'' (56)

سوال: جہنم بری قیام گاہ ہے، اس کی وضاحت ﴿جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب (1)﴿جَهَنَّمَ﴾ ''جہنم'' سرکشوں کا ٹھکانا جس میں ہر قسم کا عذاب ہوگا، شدید حرارت، شدید ٹھنڈک۔

(2)﴿يَصْلَوْنَهَا﴾ ''جس میں وہ داخل ہوں گے'' سرکش جب اس میں داخل ہوں گے تو عذاب انہیں گھیر لے گا۔ اوپر آگ، نیچے آگ۔

(3)﴿فَبِئْسَ الْمِهَادُ﴾ ''سو بہت ہی برا بچھونا ہے'' ظالم لوگ اپنے لیے بدترین ٹھکانے کا انتظام کر رہے ہیں۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ﴾ ''اُن کے لیے جہنم کا بچھونا ہے اور اُن کے اوپر اُسی کا اوڑھنا ہے اور ہم ظالموں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔'' (الاعراف: 41)

## ﴿هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ﴾

''یہ ہے بدلہ، سو اسے وہ چکھیں، کھولتا ہوا پانی اور پیپ'' (57)

سوال: کھولتا پانی اور کچ لہو، جہنمیوں کے مشروبات کی ضاحت ﴿هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿هٰذَا﴾ ''یہ ہے بدلہ'' یعنی یہ بدترین مقام، عذاب، رسوائی اور ہمیشہ کی سزا۔

(2)﴿فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ﴾ ''سو اسے وہ چکھیں، کھولتا ہوا پانی'' یعنی جہنمی انتہائی کھولتا ہوا پانی پئیں گے جو ان کی انتڑیوں کو کاٹ دے گا۔ (3)﴿وَّغَسَّاقٌ﴾ ''اور پیپ'' بے حد بدبودار، بدترین پینے کی چیز جو پیپ اور کچ لہو پر مشتمل ہوگی۔

(4) سیدنا مجاہد رحمہ اللہ اور سیدنا مقاتل رحمہ اللہ نے کہا: جس چیز کی برودت انتہائی درجہ کی ہو وہ غساق ہے۔ بعض نے کہا: یہ ترکی لفظ ہے۔ ترکی زبان میں غساق انتہائی بدبودار چیز کو کہتے ہیں۔ سیدنا قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: غساق کا معنی ہے صباب یعنی سیال،



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



غسقت وہ چیز بہہ گئی۔اس جگہ مراد ہے وہ پیپ اور کچ لہو جو دوزخیوں کی کھال اور گوشت اور زانیوں کی شرمگاہوں سے بہے گا۔(تفسیر مظہری:87/10)

(5)رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا (۲۱) لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا (۲۲) لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا (۲۳) لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا (۲۴) اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا (۲۵) جَزَآءً وِّفَاقًا (۲۶)﴾ ”یقینا جہنم ہمیشہ سے ایک گھات کی جگہ ہے۔سرکشوں کے لیے ٹھکانہ ہے۔جس میں وہ عرصۂ دراز تک پڑے رہنے والے ہیں۔اُس میں نہ وہ کسی ٹھنڈک کو چکھیں گے اور نہ پینے کی چیز کو۔مگر کھولتا ہوا پانی اور بہتی پیپ۔جو پورا پورا بدلہ ہے“(النبا:21-26)

13

## ﴿وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ﴾

”اور اس شکل کی دوسری اور کئی قسمیں ہیں“(58)

سوال:طرح طرح کے عذابوں سے انہیں رسوا کیا جائے گا،اس کی وضاحت﴿وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ﴾”اور اس شکل کی دوسری“یعنی آخری عذاب پہلے جیسا ہوگا۔

(2)﴿اَزْوَاجٌ﴾”کئی قسمیں ہیں“یعنی قسم قسم کے عذاب جن سے انہیں رسوا کیا جائے گا اور انہیں طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کیا جائے گا۔

## ﴿هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ۭ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ﴾

”یہ ایک گروہ تمہارے پاس گھسا چلا آنے والا ہے،انہیں کوئی خوش آمدید نہیں،یقیناوہ آگ میں داخل ہونے والے ہیں“(59)

سوال:جہنمی فوج کے لیے کوئی خوش آمدید نہیں،اس کی وضاحت﴿هٰذَا...النَّارِ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ﴾”یہ ایک گروہ تمہارے پاس گھسا چلا آنے والا ہے“ایک جماعت جب جہنم میں داخل ہوگی تو جہنمی سلام کی بجائے لعنت کریں گے اور کہیں گے وہ ایک فوج ہے جو تمہارے پاس آگ میں گھستی چلی آ رہی ہے۔

(2)رب العزت نے فرمایا:﴿قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ۭ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَاۗءِ



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۬ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾﴾ ''اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''آگ میں داخل ہوجاؤ جنوں اور انسانوں کے گروہوں کے ساتھ جو تم سے پہلے گزر چکے۔'' جب بھی کوئی جماعت داخل ہوگی وہ اپنی ساتھی جماعت پر لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب وہ سب اُس میں آملیں گی تو اُن کی پچھلی اپنے سے پہلی جماعت کے بارے میں کہے گی: ''اے ہمارے رب! یہی لوگ ہیں جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا چنانچہ آپ اُنہیں آگ کا دوگنا عذاب دیں'' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ''ہر ایک کے لئے دوگنا ہے اور لیکن تم نہیں جانتے۔'' اور ان کی پہلی جماعت اپنی پچھلی کے لئے کہے گی: ''پھر تمہیں بھی ہم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں تھی تو تم عذاب کا مزہ چکھو، اس کے بدلے میں جو تم کماتے تھے۔'' (الاعراف:39،38)

(3)﴿لَا مَرْحَبًا بِهِمْ﴾ ''اُنہیں کوئی خوش آمدید نہیں'' نہ خوش آمدید ہے، نہ کشادگی، نہ راحت، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوگئے ہو۔

(4)﴿اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ﴾ ''یقیناً وہ آگ میں داخل ہونے والے ہیں'' یعنی یہ آگ کے شعلوں اور حرارت میں جلیں گے۔ یہ دوزخ میں جلیں گے۔

﴿قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۫ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ﴾

''وہ کہیں گے بلکہ تمہیں کوئی خوش آمدید نہیں تم ہی اس کو ہمارے آگے لائے ہو پس کیا ہی بُری ہے جائے قرار!'' (60)

سوال 1: جہنمیوں کے جھگڑے کی وضاحت ﴿قَالُوْا ... الْقَرَارُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قَالُوْا﴾ ''وہ کہیں گے'' گھسنے والی فوج کہے گی۔

(2)﴿بَلْ اَنْتُمْ ۫ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا﴾ ''بلکہ تمہیں کوئی خوش آمدید نہیں تم ہی اس کو ہمارے آگے لائے ہو'' تمہارے لئے بھی کوئی خوش آمدید، کوئی خیر مقدم نہیں۔ تم ہی تو اس عذاب کو ہمارے سامنے لائے ہو۔ تم نے ہمیں گمراہ کیا اور ہمارے لیے عذاب کا باعث بنے ہو۔

(3)﴿فَبِئْسَ الْقَرَارُ﴾ ''پس کیا ہی بُری ہے جائے قرار!'' کتنا ہی برا ٹھکانا ہے ہم سب کے لئے۔

سوال 2: پیروکار اپنے لیڈروں سے کیا کہیں گے؟

جواب: (1) پیروکار کہیں گے تمہارے لئے کوئی خوش آمدید نہیں۔

(2) تم نے کفر اور گمراہی کو ہمارے سامنے خوبصورت بنا کر پیش کیا تھا۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(3) وہ یہ کہیں گے کہ بڑی بری رہنے کی جگہ ہے۔

﴿قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ﴾

''وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! جو شخص اس کو ہمارے آگے لایا ہے، پس اُس کو آگ میں دوگنا عذاب زیادہ دے'' (61)

سوال: وہ گمراہ کرنے والے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے، اس کی وضاحت ﴿قَالُوْا ... فِي النَّارِ﴾ کی روشنی میں وضاحت کریں؟

(1) ﴿قَالُوْا﴾ ''وہ کہیں گے'' وہ گمراہ کرنے والے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے۔

(2) ﴿رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ﴾ ''کہ اے ہمارے رب! جو شخص اس کو ہمارے آگے لایا ہے، پس اُس کو آگ میں دوگنا عذاب زیادہ دے'' وہ کہیں گے اے ہمارے رب! جو ہمارے آگے اس برے انجام کو لایا ہے اس کو دوہرا عذاب دے۔

(3) (i) اس سے مراد یہ ہے کہ جنہوں نے ہمیں کفر کی دعوت دی۔ (ii) اس سے مراد یہ ہے کہ جنہوں نے ہمیں کفر کی طرف بلا کر ہمارے لیے یہ عذاب آگے بھیجا۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَقَالُوْا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا (٦٧) رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا (٦٨)﴾ ''اور کہیں گے: ''اے ہمارے رب! یقیناً ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی اطاعت کی تو انہوں نے ہمیں سیدھے راستے سے گمراہ کر دیا۔ اے ہمارے رب! اُنہیں دوہرا عذاب دے اور اُن پر لعنت کر، بہت بڑی لعنت۔'' (الاحزاب: 67-68)

(5) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اسلام میں آ کر نیک بات (یعنی کتاب وسنت کی بات) جاری کی اس کے لئے اپنے عمل کا بھی ثواب ہے۔ اور جو لوگ اس کے بعد عمل کریں (اس کی دیکھا دیکھی) ان کا بھی ثواب ہے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا کچھ ثواب گھٹے اور جس نے اسلام میں آ کر بری چال ڈالی (یعنی جس سے کتاب وسنت نے روکا ہے) اس کے اوپر اس کے عمل کا بھی بار ہے اور ان لوگوں کا بھی بار جو اس کے بعد عمل کریں بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا بار کچھ گھٹے۔'' (مسلم: 2351)

﴿وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْأَشْرَارِ﴾

''اور وہ کہیں گے کہ ہمیں کیا ہے؟ ہم اُن آدمیوں کو نہیں دیکھتے جنہیں ہم بدترین لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے'' (62)



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



سوال: جہنمی ان کو جہنم میں تلاش کریں گے، اس کی وضاحت ﴿وَقَالُوْا ... الْاَشْرَارِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَقَالُوْا﴾ ''اور وہ کہیں گے'' وہ جہنم کے اندر تلاش کرتے ہوئے کہیں گے۔

(2) ﴿مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ﴾ ''کہ ہمیں کیا ہے؟ ہم اُن آدمیوں کو نہیں دیکھتے جنہیں ہم بدترین لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے'' ہم جنہیں برے لوگ سمجھتے تھے، جن کا ہم مذاق اڑاتے تھے جنہیں ہم جہنم کا مستحق سمجھتے تھے وہ ہمیں دوزخ میں دکھائی نہیں دے رہے۔

(3) ان کی مراد اہل ایمان ہوں گے جنہیں وہ جہنم میں تلاش کریں گے۔

(4) اہل جہنم حق پرستوں کو دنیا میں برا سمجھتے ہیں وہاں بھی وہ دیکھنا چاہیں گے کہ اُن کا کیا انجام ہوا۔

## ﴿اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ﴾

''کیا ہم نے اُن کا مذاق بنایا تھا یا اُن سے ہماری نگاہیں ہٹ گئی ہیں؟'' (63)

سوال: وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں، اس کی وضاحت ﴿اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ﴾ ''کیا ہم نے اُن کا مذاق بنایا تھا یا اُن سے ہماری نگاہیں ہٹ گئی ہیں؟'' وہ کہیں گے ہماری نگاہ ان سے چوک گئی ہے یا وہ ہمارے ساتھ ہی کہیں عذاب میں ہیں؟

(2) دوسری بات یہ بھی ہو سکتی ہے کہ شاید وہ ہمارے ساتھ عذاب میں مبتلا ہوں مگر وہ ہماری نظروں سے اوجھل رہ گئے ہوں۔ ایک احتمال یہ ہے کہ ان کا اہل ایمان کے بارے میں یہ موقف، دنیا میں ان کے دلوں میں جڑ پکڑ کر عقائد میں ڈھل گیا تھا، انہوں نے اہل ایمان کے بارے میں نہایت کثرت سے جہنمی ہونے کا حکم لگایا، وہ ان کے دلوں میں بیٹھ گیا تھا اور ان کے دل اسی رنگ میں رنگے گئے تھے۔ اسی حال میں انہوں نے متذکرہ بالا الفاظ کہے۔ یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ ان کا کلام، خلاف واقعہ اور ملمع سازی کے زمرے میں آتا ہے، جیسا کہ وہ دنیا میں ملمع سازی کیا کرتے تھے، حتیٰ کہ انہوں نے جہنم میں بھی ملمع سازی کی، اسی لیے اہل اعراف اہل جہنم سے کہیں گے: ﴿اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ﴾ ''کیا یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں تم نے قسمیں کھائیں تھیں کہ اُنہیں اللہ تعالیٰ کوئی رحمت نہ پہنچائے گا، جنت میں داخل ہو جاؤ نہ تم پر کوئی خوف ہے اور نہ تم غمگین ہو گے۔'' (الاعراف: 49) (تفسیر سعدی: 3/2310، 2311)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ (109) فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ أَنسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنتُم مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ (110)﴾ ''یقینا میرے بندوں میں سے ایک گروہ کہتا تھا کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے لہٰذا تو ہمیں معاف فرما دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہتر ہے۔ چنانچہ تم نے ان کا مذاق بنایا یہاں تک کہ اُنھوں نے تمھیں میری یاد ہی بھلا دی اور تم اُن سے ہنسا کرتے تھے۔'' (المؤمنون:109، 110)

ع 4 24 13

## ﴿إِنَّ ذَٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ﴾

''یقینا اہلِ دوزخ کا آپس میں جھگڑنا حق ہے'' (64)

سوال: دوزخیوں کے جھگڑے کی خبر سچی ہے، اس کی وضاحت ﴿إِنَّ ذَٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿إِنَّ ذَٰلِكَ لَحَقٌّ﴾ ''یقینا یہ حق ہے'' رب العزت نے اپنی دی ہوئی خبر کے بارے میں تاکیداً فرمایا، کہ سچی خبر ہے جو دوزخیوں کے بارے میں ہے۔

(2) ﴿تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ﴾ ''اہلِ دوزخ کا آپس میں جھگڑنا'' دوزخیوں کا جھگڑنا ایک دوسرے پر لعنت کرنا سچ ہے، اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔

## ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾

''آپ کہہ دیں کہ میں تو صرف ایک خبردار کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے، بڑے دبدبے والا ہے۔'' (65)

سوال: نبی ﷺ اللہ واحد و قہار کے رسول ہیں، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... الْقَهَّارُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ﴾ ''آپ کہہ دیں'' اے رسول ﷺ! آپ جھٹلانے والوں سے کہہ دیجیے۔

(2) ﴿إِنَّمَا أَنَا مُنذِرٌ﴾ ''میں تو صرف ایک خبردار کرنے والا ہوں'' میں تو صرف برے انجام سے تنبیہ کرنے والا ہوں، میں تمھیں نیکی کی طرف بلاتا ہوں اور برائی اور شر سے روکتا ہوں۔ میں تمھیں بھلائی کی رغبت دلاتا ہوں اب جو ہدایت اختیار کرے تو اس کے اپنے لیے بھلائی ہے اور جو گمراہ ہوا اس کے اپنے لیے تباہی ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ ۖ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِجَبَّارٍ ۖ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ﴾ ''ہم اس کو زیادہ جاننے والے ہیں جو



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لوگ باتیں بناتے ہیں اور آپ اُن پر کوئی جبر کرنے والے نہیں ہو آپ اس قرآن سے اُس شخص کو نصیحت کردو جو میرے عذاب کے وعدے سے ڈرتا ہے" (ق:45)

(3)﴿وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ "اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے، بڑے دبدبے والا ہے" میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف بلاتا ہوں یہ کہ تم لا الہ الا اللہ پر اعتماد رکھو۔ (الاساس فی التفسیر 4804/8)

(4) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت حق نہیں۔ وہی عبادت کا مستحق ہے۔

(5) اس قطعی دلیل و برہان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اثبات ہے کہ وہ ہر چیز پر غالب ہے، کیونکہ غلبہ وحدت کو مستلزم ہے، لہٰذا کبھی بھی یہ ممکن نہیں کہ دو ہستیاں مساوی طور پر غالب ہوں۔ پس وہ ہستی جو تمام کائنات پر غالب وقاہر ہے، وہ ایک ہی ہے، اس کی کوئی نظیر نہیں، وہی اس بات کی مستحق ہے کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے، جیسا کہ وہ اکیلی غالب ہے۔ (تفسیر سعدی: 2312,2311/3)

## ﴿رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ﴾

"وہ آسمانوں اور زمین کا اور اُن دونوں کے درمیان کا رب ہے، سب پر غالب، بے حد بخشنے والا ہے" (66)

سوال 1: اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا رب ہے، اس کی وضاحت ﴿رَبُّ السَّمٰوٰتِ ... الْغَفَّارُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا﴾ "وہ آسمانوں اور زمین کا اور اُن دونوں کے درمیان کا رب ہے" یعنی وہ سارے جہان کا خالق ہے، مالک ہے، متصرف ہے، رب ہے، رازق ہے، پرورش کرنے والا ہر چیز کی تدبیر اور انتظام کرنے والا ہے۔

(2)﴿الْعَزِيْزُ﴾ "سب پر غالب" اللہ تعالیٰ کمال درجے کا غلبہ رکھتا ہے۔ اس نے اپنی قوت اور غلبے سے ساری مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔

(3)﴿الْغَفَّارُ﴾ "بے حد بخشنے والا ہے" اس سے پہلی آیت میں اپنی صفت قہاری کا ذکر فرمایا۔ جب کہ مخاطب کافر تھے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دبا کر رکھنے والا ہے۔ کافر اس کی گرفت سے کسی وقت بھی بچ نہیں سکتے۔ اور اس آیت میں اپنی صفت غفاری کا ذکر فرمایا یعنی جو بندے ایمان لے آئیں اور اس کے بندے بن کر رہیں ان کے گناہوں کو معاف کردینے والا ہے۔ (تیسیر القرآن: 744/3)

(4) جو کوئی توبہ کر کے گناہوں سے باز آجاتا ہے وہ اس کے چھوٹے بڑے تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ پس یہی وہ ہستی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے جو ہر اس ہستی کے سوا عبادت اور محبت کیے جانے کی مستحق ہے، جو پیدا کر سکتی ہے نہ رزق دے سکتی ہے، جو نقصان پہنچا سکتی ہے نہ نفع، جسے کسی چیز کا کچھ بھی اختیار نہیں، جس کے پاس قوت اقتدار ہے نہ اس کے قبضۂ قدرت میں گناہوں کی بخشش ہے۔ (تفسیر سعدی: 2313/3)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات العزیز اور الغفار کا شعور کیسے دلایا گیا؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے اپنے رب ہونے سے العزیز اور الغفار ہونے کا شعور دلایا ہے۔

(2) رب وہ ہے جو بتدریج نشوونما کرنے والا ہے اس نشوونما کے عمل میں کوئی اس پر غالب نہیں وہ غلبہ رکھتا ہے۔

(3) وہ پروان چڑھاتا ہے تدبیر اور انتظام کرتا ہے کوئی اس کے راستے کی رکاوٹ نہیں۔

(4) وہ آسمان کا رب ہے، زمین کا رب ہے اور ان دونوں کے درمیان ہر چیز کا رب ہے۔ وہ ہر چیز پر غلبہ رکھتا ہے وہ العزیز ہے۔

(5) اللہ تعالیٰ نے اپنے رب ہونے سے الغفار ہونے کا شعور دلایا ہے۔

(6) جو رب پرورش کرتا ہے، نشوونما کرتا ہے، بتدریج بڑھاتا رہتا ہے وہ کمی کو مادی طور پر پورا کرتا ہے، ایسے ہی وہ انسانوں کی کمیوں اور کوتاہیوں کو معاف کرنے والا ہے، یقیناً وہ الغفار ہے۔

## ﴿قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيمٌ﴾

"آپ کہہ دیں کہ وہ ایک بہت بڑی خبر ہے" (67)

سوال: وہ ایک بڑی خبر ہے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيمٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ﴾ "آپ کہہ دیں ہے" اے نبی ﷺ! آپ انہیں بتادیجیے۔

(2) ﴿هُوَ نَبَؤٌا عَظِيمٌ﴾ "وہ ایک بہت بڑی خبر ہے" یعنی میں نے تمہیں حیات بعد الموت، حشر ونشر اور اعمال کی جزا و سزا کے بارے میں جو خبر دی ہے، وہ بہت بڑی خبر ہے اور اس بات کی پوری پوری مستحق ہے کہ اس کے معاملے کو بہت اہم سمجھا جائے اور اس بارے میں غفلت کو جگہ نہ دی جائے۔ (تفسیر سعدی: 2313/3)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿عَمَّ يَتَسَآءَلُونَ ﴿١﴾ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ ﴿٢﴾ الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ ﴿٣﴾ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ﴿٤﴾ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ﴾ "کس چیز کے بارے میں وہ ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں؟ بڑی خبر کے بارے میں۔ جس کے بارے میں وہ اختلاف کرنے والے ہیں۔ ہرگز نہیں! جلد ہی وہ جان لیں گے۔ پھر ہرگز نہیں! جلد ہی وہ جان لیں گے۔" (النبا: 1-5) ﴿يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ﴿١﴾ يَوْمَ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو، یقینا قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے۔ جس دن تم اُسے دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اس سے غافل ہو جائے گی جسے اس نے دودھ پلایا اور ہر حاملہ اپنا حمل ڈال دے گی اور آپ لوگوں کو مدہوش دیکھیں گے حالانکہ وہ مدہوش نہ ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہی بڑا سخت ہوگا۔'' (الحج:1،2)

(4) یعنی آپ ﷺ فرمادیں کہ یہ ایک بڑی شان اور عظمت والی خبر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری راہنمائی کے لیے رسول بنا کر بھیجا مگر افسوس تم اس سے منہ پھیر رہے ہو۔ (مختصر ابن کثیر:1722/2)

## ﴿اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ﴾

''جس سے تم منہ پھیرنے والے ہو'' (68)

سوال: تم اس سے منہ موڑ رہے ہو، اس کی وضاحت ﴿اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ﴾ ''جس سے تم منہ پھیرنے والے ہو'' یعنی تم غور و فکر نہیں کرتے کہ تمہیں میری نبوت کی صداقت کا علم ہو۔ (تفسیر الوسیط:568/3)

(2) یعنی تم اس کی سماعت میں اس کے معانی کو سمجھنے میں رغبت نہیں رکھتے۔ (ایسر التفاسیر:1321)

(3) تم اس سے اعراض کرتے ہو۔ گویا تمہیں حساب کتاب اور ثواب و عذاب کا سامنا کرنا ہی نہیں اگر تمہیں میری بات میں کوئی شک اور میری خبر میں کوئی شبہ ہے تو میں تمہیں کچھ ایسی خبریں دیتا ہوں جن کا مجھے کچھ علم نہ تھا نہ میں نے ان کو کسی کتاب میں پڑھا۔ میری خبریں کسی کی بیشی کے بغیر صحیح ثابت ہوئی ہیں یہ میری صداقت اور جو کچھ میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں اس کی صحت پر سب سے بڑی اور واضح دلیل ہے۔ (تفسیر سعدی:2313/3)

(4) بڑی خبر سے اعراض کرنے کی طرف اس لیے توجہ دلائی گئی ہے کہ لوگ اس سے منہ پھیر رہے ہیں جب کہ یہ ایک بڑی حقیقت ہے جس کی خبر دی جا رہی ہے لہٰذا اس پر توجہ دو اور سنجیدگی سے غور کرو اس سے غافل نہ رہو۔

## ﴿مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ﴾

''مجھے اُس وقت کا کوئی علم نہیں ہے جب سب سے اونچی مجلس کے بارے میں وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے'' (69)



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



سوال: جب ملاء اعلیٰ میں جھگڑے ہوئے، اس کی وضاحت ﴿مَا ... يَخْتَصِمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ﴾ "مجھے اُس وقت کا کوئی علم نہیں ہے جب سب سے اونچی مجلس کے بارے میں وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے" یعنی اگر میرے پاس وحی نہ آتی تو مجھے کہاں سے علم ہوتا کہ ملاء اعلیٰ میں سیدنا آدم علیہ السلام کے بارے میں جھگڑے ہوئے تھے۔ ابلیس سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کرتا اور سیدنا آدم علیہ السلام پر اپنی فضیلت کا رب کے سامنے اظہار کرتا ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1722/2)

(2) جیسا کہ رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً﴾ "اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا: "یقیناً میں زمین میں ایک جانشین بنانے والا ہوں۔" (البقرۃ: 30)

(3) اس سے مراد وہ گفتگو ہے جو سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہوئی تھی۔

## ﴿اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ﴾

"میری طرف وحی نہیں کی جاتی اس کے سوا کہ یقیناً میں صرف کھلم کھلا خبردار کرنے والا ہوں" (70)

سوال 1: میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ کرنے والا ہوں، اس کی وضاحت ﴿اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ﴾ "میری طرف وحی نہیں کی جاتی ہے" یعنی اللہ تعالیٰ نے میری جانب وحی کی ہے۔

(2) ﴿اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ "اس کے سوا کہ یقیناً میں صرف کھلم کھلا خبردار کرنے والا ہوں" میں واضح طور پر تنبیہ کرنے والا ہوں نبی ﷺ سے زیادہ کوئی پیغام دینے والا نہیں ہے۔

سوال 2: نذیر مبین کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟

جواب: (1) نذیر مبین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض سے آگاہ کر دے جن کو ادا کر کے انسان اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکتا ہے۔

(2) نذیر مبین کی ذمہ داری ہے کہ وہ حرام چیزوں اور نافرمانیوں کے بارے میں آگاہ کر دے جن کی وجہ سے لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مستحق ٹھہرتے ہیں اور جن سے بچ کر اللہ تعالیٰ کی رضا نصیب ہوتی ہے۔

## ﴿اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ﴾

"جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا: "یقیناً میں مٹی سے انسان پیدا کرنے والا ہوں" (71)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال: فرشتوں سے سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش کے تذکرے کی وضاحت ﴿اِذْ ... طِيْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ﴾ ''جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا'' یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں کو خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا۔

(2)﴿اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ﴾ ''یقیناً میں مٹی سے انسان پیدا کرنے والا ہوں'' یعنی میں ایک لیس دار چکنی مٹی سے انسان بنانے والا ہوں۔

(3) سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو تمام زمین سے جمع شدہ مٹھی بھر خاک سے پیدا فرمایا۔ اسی لیے سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد بھی مٹی کی طرح مختلف ہے، (رنگت کے اعتبار سے) کوئی ان میں سے سرخ، کوئی سفید، کوئی سیاہ اور کوئی درمیانی رنگت والا، (طبیعت کے اعتبار سے) کوئی نرم خو، کوئی سخت مزاج اور کوئی درمیانی طبیعت والا اور (عمل کے اعتبار سے) کوئی انتہائی خبیث، کوئی بہت اچھا اور کوئی درمیانے عمل والا۔ (مسند احمد: 19663)

## ﴿فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ﴾

''چنانچہ جب میں اُسے پورا بنادوں اور اُس میں اپنی روح میں سے پھونک دوں تو تم اُس کے لئے سجدے میں گر جاؤ'' (72)

سوال 1: سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے حکم کی وضاحت ﴿فَاِذَا ... سٰجِدِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ﴾ ''چنانچہ جب میں اُسے پورا بنادوں'' یعنی جب میں آدم کو پوری طرح تیار کرلوں۔ اس کا جسم مکمل طور پر درست ہوجائے۔

(2)﴿وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ﴾ ''اور اُس میں اپنی روح میں سے پھونک دوں'' یعنی جب میں سیدنا آدم علیہ السلام کے جسم میں روح پھونک دوں یعنی جان ڈال دوں۔

(3)﴿فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ﴾ ''تو تم اُس کے لئے سجدے میں گر جاؤ'' تم سب اس کے آگے سجدے میں گر جانا۔ اس سجدے سے نئی مخلوق کی عزت مطلوب تھی۔ (4) یہ سجدہ عبادت نہیں تھا یہ سجدہ تعظیمی تھا۔

سوال 2: کیا اسلام میں سجدہ تعظیمی کی اجازت ہے؟

جواب: پہلے تھی اب نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر یہ سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔'' (مشکوٰۃ)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ﴾

''پس سب کے سب فرشتوں نے اُسے سجدہ کیا'' (73)

سوال: فرشتوں نے سجدہ کیا اس کی وضاحت ﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِکَۃُ﴾ ''فرشتوں نے اُسے سجدہ کیا'' جب فرشتوں نے سیدنا آدم علیہ السلام کی روح اور بدن کی تخلیق کو مکمل دیکھا اور ان پر سیدنا آدم علیہ السلام کی فضیلت ظاہر ہوگئی تو رب العزت نے حکم دیا کہ سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو انہوں نے سجدہ کیا۔

(2) ﴿کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ﴾ ''سب کے سب'' جو کوئی آسمان میں تھے یا زمین میں سب نے سجدہ کیا۔ (ایسر التفاسیر:1322)

﴿اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اِسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ﴾

''سوائے ابلیس کے، اُس نے تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہوگیا'' (74)

سوال: ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کردیا، اس کی وضاحت ﴿اِلَّآ ... مِنَ الْکٰفِرِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلَّآ اِبْلِیْسَ﴾ ''سوائے ابلیس کے'' ابلیس نے سجدہ نہ کیا۔ اس نے انکار کردیا۔

(2) ﴿اِسْتَکْبَرَ﴾ ''اُس نے تکبر کیا'' اس نے غرور، حسد اور تکبر سے سجدہ کرنے میں اپنی توہین سمجھی اور سیدنا آدم علیہ السلام کے سامنے اپنی بڑائی کا اظہار کیا۔

(3) ﴿وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ﴾ ''اور وہ کافروں میں سے ہوگیا'' یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں تکبر کیا اور سجدے کے حکم کو ٹھکرا کر کافروں میں سے ہوگیا۔

﴿قَالَ یٰٓاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ ؕ

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے ابلیس! کس نے تجھے روکا کہ تو اُسے سجدہ نہ کر جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا؟

اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ﴾

کیا تو بڑا بن گیا تھا یا تو بلند مرتبہ لوگوں میں سے ہے؟'' (75)

سوال: ابلیس پر عتاب، کی وضاحت ﴿قَالَ ... مِنَ الْعَالِیْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' اللہ تعالیٰ نے ابلیس پر عتاب کرتے ہوئے فرمایا۔



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

(2)﴿يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾ ''اے ابلیس! کس نے تجھے روکا کہ تُو اُسے سجدہ نہ کر جس کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا؟'' یعنی جسے میں نے عزت اور فوقیت دی اس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس نے منع کیا؟

(3)﴿أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ﴾ ''کیا تو بڑا بن گیا تھا یا تو بلند مرتبہ لوگوں میں سے ہے؟'' رب العزت نے سوال کیا کہ تجھے تکبر کی بیماری ہے یا تم بڑے درجے والوں میں سے ہو؟

(4) اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پاؤں: اللہ تعالیٰ نے بڑی صراحت سے فرمایا کہ سیدنا آدم علیہ السلام کے پتلے کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا۔ اس سے کائنات کی تمام اشیاء پر سیدنا آدم علیہ السلام اور بنی آدم کا شرف اور فضیلت ثابت ہوئی۔ دوسرے اس سے ڈارون کے نظریہ ارتقا کا رد ہوا۔ تیسرے ان لوگوں کا جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ، آنکھیں اور پاؤں وغیرہ ہونے سے یکسر منکر ہیں۔ ان کی بنائے استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر جگہ موجود ہے تو اس کے ہاتھ پاؤں کیسے ہوں سکتے ہیں لامحالہ ایسی آیات اور ایسے الفاظ کی تاویل کرنا ضروری ہے۔ جس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات علم اور قدرت وغیرہ کے لحاظ سے ہر جگہ موجود ہے لیکن اس کی ذات عرش پر ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ خود اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ صراحت سے ذکر کرتا ہے تو دوسرا کون اس سے بڑھ کر اس کی تنزیہہ کر سکتا ہے۔ خواہ اس نے اپنے ہاتھ، پاؤں وغیرہ کا ذکر ہمارے سمجھانے کے لئے کیا ہوتا ہم کیا تو ہے۔ رہی یہ بات کہ اس کے ہاتھ آنکھیں اور پاؤں کیسے ہیں۔ تو یہ بات ہم سمجھنے کے نہ مکلف ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں ہماری عافیت بس اس میں ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ فرمائے اسے جوں کا توں تسلیم کر لیں۔ (تیسیر القرآن 745/3)

## ﴿قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ﴾

''اُس نے کہا: ''میں اُس سے بہتر ہوں، تُو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اُسے مٹی سے پیدا کیا'' (76)

سوال: میں اس سے بہتر ہوں، اس کی وضاحت ﴿قَالَ ... طِينٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ﴾ ''اس نے کہا: میں اُس سے بہتر ہوں'' ابلیس نے رب العزت کے حکم کا انکار کرتے ہوئے جواب دیا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔

(2)﴿خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ﴾ ''تُو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اُسے مٹی سے پیدا کیا'' یہ فاسد قیاس ہے، کیونکہ آگ کا عنصر شر، فساد، تکبر، طیش اور خفت کا مادہ ہے اور مٹی کا عنصر وقار، تواضع اور مختلف انواع کے شجر و نباتات کا مادہ ہے، مٹی آگ پر غالب ہے اسے بجھا دیتی ہے۔ آگ کسی ایسے مادے کی محتاج ہے جو اس کو قائم رکھے اور مٹی بنفسہ قائم



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہے۔یہ تھا کفار کے شیخ کا قیاس جس کی بنیاد پر اس نے اللہ تعالیٰ کے بالمشافہ حکم کی خلاف ورزی کی۔اس قیاس کا بطلان اور فساد بالکل واضح ہے۔جب ان کے استاد کے قیاس کا یہ حال ہے تو شاگردوں کا کیا حال ہوگا جو اپنے باطل قیاسات کے ذریعے سے حق کی مخالفت کرتے ہیں،ان کے قیاسات،اس قیاس کی نسبت زیادہ باطل ہیں۔(تفسیر سعدی:2314/3)

## ﴿قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ﴾

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''پھر نکل جا یہاں سے!کہ یقیناً تو مردود ہے''(77)

سوال:ابلیس کو مردود قرار دے دیا گیا،اس کی وضاحت﴿قَالَ ...رَجِيمٌ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قَالَ﴾''اللہ تعالیٰ نے فرمایا''رب العزت نے فرمایا۔

(2)﴿فَاخْرُجْ مِنْهَا﴾''پھر نکل جا یہاں سے!''جنت سے یعنی عزت کے مقام سے نکل جاؤ۔

(3)﴿فَإِنَّكَ رَجِيمٌ﴾''یقیناً تو مردود ہے''یعنی تجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور کرکے ذلیل وخوار بنا دیا۔

## ﴿وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ﴾

''اور یقیناً تجھ پر جزا کے دن تک میری لعنت ہے''(78)

سوال:جزا کے دن تک لعنت ہے،اس کی وضاحت﴿وَإِنَّ ...يَوْمِ الدِّينِ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي﴾''اور یقیناً تجھ پر میری لعنت ہے''رب العزت نے ابلیس سے کہا:تجھ پر میری لعنت ہے۔میں نے تجھے اپنی رحمت سے دور کرکے ذلیل وخوار کر دیا۔

(2)﴿إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ﴾''جزا کے دن تک''یعنی قیامت کے دن تک بلکہ دائمی ہے۔کبھی یہ لعنت ختم نہیں ہوگی۔

## ﴿قَالَ رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾

اُس نے کہا:''اے میرے رب!پھر مجھے اُس دن تک مہلت دے جب لوگ اُٹھائے جائیں گے''(79)

سوال:مجھے مہلت دے دیں،اس کی وضاحت﴿قَالَ ...يُبْعَثُونَ﴾کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قَالَ﴾''اُس نے کہا''ابلیس نے کہا۔(2)﴿رَبِّ فَأَنظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾''اے میرے رب!پھر مجھے اُس دن تک مہلت دے جب لوگ اُٹھائے جائیں گے''اے میرے رب!مجھے مہلت دے دے تاکہ میں تیرے بندوں کو گمراہ کروں جس کے لیے تو نے گمراہ ہونا مقدر کیا ہو۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ﴾

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پس یقیناً تو مہلت دیے گئے لوگوں میں سے ہے'' (80)

سوال: تمہیں مہلت دے دی گئی اس کی وضاحت ﴿قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' رب العزت نے اپنی حکمت کے مطابق ابلیس کو مہلت دیتے ہوئے فرمایا۔

(2) ﴿فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ﴾ ''پس یقیناً تو مہلت دیے گئے لوگوں میں سے ہے'' تجھے مہلت دے دی گئی۔

﴿اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ﴾

ایک مقررہ وقت کے دن تک'' (81)

سوال: مقررہ مدت تک مہلت ہے، اس کی وضاحت ﴿اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ﴾ ''ایک مقررہ وقت کے دن تک'' یعنی اس دن تک تمہیں مہلت دی جاتی ہے جس کا وقت مقرر ہے۔ (2) جب سیدنا آدم علیہ السلام کی ذریت پوری ہو جائے گی تو امتحان بھی ختم ہو جائے گا۔

﴿قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾

''اُس نے کہا: ''تو تیری عزت کی قسم! میں اُن سب کو ضرور گمراہ کروں گا'' (82)

سوال: میں ان لوگوں کو ضرور گمراہ کروں گا، اس کی وضاحت ﴿قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ کی روشنی کریں؟

جواب: (1) ﴿قَالَ﴾ ''اُس نے کہا'' ابلیس نے سیدنا آدم علیہ السلام اور اولاد آدم کے ساتھ اپنی دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

(2) ﴿فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ ''تو تیری عزت کی قسم! میں اُن سب کو ضرور گمراہ کروں گا'' یعنی میں آپ کی عزت کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں کہ ساری نسل اور سیدنا آدم علیہ السلام کو گمراہ کروں گا۔

﴿اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ﴾

''سوائے تیرے اُن بندوں کے جو خالص کر دیے گئے'' (83)

سوال: تیرے مخلص بندوں پر میرا زور نہیں چلے گا، اس کی وضاحت ﴿اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ﴾ ''سوائے تیرے اُن بندوں کے جو خالص کر دیے گئے'' ابلیس



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کو بچالے گا اس لیے اس نے مخلص بندوں کو مستثنیٰ کر دیا۔

﴿قَالَ فَالْحَقُّ ۠ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ﴾

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تو حق یہ ہے اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں'' (84)

سوال: اللہ تعالیٰ ہی حق ہے، اس کی وضاحت ﴿قَالَ فَالْحَقُّ ۠ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: ﴿قَالَ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' رب العزت نے فرمایا۔ (2) ﴿فَالْحَقُّ﴾ ''تو حق یہ ہے'' یعنی میں ہی حق ہوں۔ (3) ﴿وَالْحَقَّ اَقُوْلُ﴾ ''اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں'' یعنی میری ذات حق، میری بات حق، حق میرا وصف اور میرا قول ہے۔ میں حق بات کرتا ہوں۔

﴿لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾

''کہ میں تجھ سے اور اُن تمام لوگوں سے ضرور جہنم کو بھر دوں گا جنہوں نے اُن میں سے تیری پیروی کی ہے'' (85)

سوال: میں سب کو جہنم میں بھر دوں گا، اس کی وضاحت ﴿لَاَمْلَئَنَّ ... اَجْمَعِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ﴾ ''کہ میں تجھ سے اور اُن تمام لوگوں سے ضرور جہنم کو بھر دوں گا'' رب العزت نے فرمایا میں تمہیں جہنم رسید کر دوں گا۔

(2) ﴿وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾ ''جنہوں نے اُن میں سے تیری پیروی کی ہے'' تیری پیروی کرنے والے جنوں اور انسانوں کو جہنم سے بھر دوں گا جیسا کہ فرمایا ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴾ ''اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دیتے لیکن میری طرف سے بات سچ ثابت ہوگئی کہ میں ضرور جنوں اور انسانوں سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔'' (السجدہ:13)

(3) ﴿قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا﴾ ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جا! پھر ان میں سے جو بھی تیری پیروی کرے گا تم سب کا پورا پورا بدلہ یقیناً جہنم ہی ہے۔'' (بنی اسرائیل:63)

﴿قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾

''آپ کہہ دیں کہ میں اس کام پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں'' (86)

سوال: میں تم سے اجر نہیں مانگتا، اس کی وضاحت ﴿قُلْ ... مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جواب: (1) ﴿قُلْ﴾ ''آپ کہہ دیں'' رب العزت نے فرمایا: اے نبی ﷺ! آپ کہہ دیں۔

(2) ﴿مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ﴾ ''میں اس کام پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا'' میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کا تم سے کوئی بدلہ، کوئی اجر نہیں مانگتا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا﴾ ''آپ کہہ دیں کہ میں اس کا تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا مگر یہ کہ جو چاہے اپنے رب کی طرف راستہ اختیار کرلے۔'' (الفرقان:57)

(3) ﴿قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ میں نے تم سے جو اجر مانگا ہے وہ تمہارے لیے ہی ہے، میرا اجر صرف اللہ تعالیٰ ہی پر ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔'' (سبا:47)

(4) ﴿وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ﴾ ''اور نہ میں تکلف کرنے والوں میں سے ہوں'' یعنی میں ایسی چیز کا دعویٰ نہیں کرتا جس کا مجھے اختیار نہ ہو۔ نہ میں ایسی بات کی ٹوہ میں رہتا ہوں جس کا مجھے علم نہیں۔ میں تو صرف اسی چیز کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی گئی ہے۔ (تفسیر سعدی:2316/3)

(5) سیدنا مسروق رحمہ اللہ نے بیان کیا: ہم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا: اے لوگو! جس شخص کو کسی چیز کا علم ہو تو وہ اسے بیان کرے، اگر علم نہ ہو تو کہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کو زیادہ علم ہے کیونکہ یہ بھی علم ہی ہے کہ جو چیز نہ جانتا ہو اس کے متعلق کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے بھی کہہ دیا تھا: ''آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس قرآن یا تبلیغ وحی کی کوئی اجرت نہیں چاہتا ہوں اور نہ میں بناوٹ کرنے والا ہوں۔'' (بخاری:4809) (6) سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ انہوں نے فرمایا، ہمیں تکلف اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (بخاری:7293)

## ﴿اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾

''یہ تو ایک نصیحت ہے تمام جہان والوں کے لیے'' (87)

سوال: قرآن تمام جہان والوں کے لیے نصیحت ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنْ هُوَ﴾ ''یہ تو'' یعنی یہ وحی اور قرآن۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(2)﴿اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ ''ایک نصیحت ہے تمام جہان والوں کے لیے'' یعنی جہان والے اپنے دینی اور دنیاوی مصالح میں اس سے نصیحت حاصل کرتے ہیں اور قرآن سارے جہان والوں کے لیے باعث عزت ہے۔

(3)﴿قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۭ قُلِ اللّٰهُ ڐ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۣ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۭ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ۭ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ﴾ ''آپ ان سے پوچھیں کون سی چیز گواہی میں سب سے بڑی ہے؟ آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تا کہ میں اس کے ساتھ تمہیں بھی خبردار کروں اور انہیں بھی جن تک یہ پہنچے، کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ واقعتاً دوسرے معبود بھی ہیں؟ آپ کہہ دیں: میں تو گواہی نہیں دیتا، آپ کہہ دیں: وہ تو بس ایک ہی معبود ہے اور بلا شبہ میں ان سے بے تعلق ہوں جو تم شریک بناتے ہو۔'' (الانعام:19)

(4)﴿اَفَمَنْ كَانَ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ''تو کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل پر ہو اور ایک گواہ اس کی طرف سے اس کی تائید کر رہا ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب بھی جو رہنما اور رحمت تھی، یہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور گروہوں میں سے جو اس کا انکار کرے تو اس کے وعدے کی جگہ آگ ہے۔ چنانچہ اس کے بارے میں کسی شک میں نہ رہیں، آپ کے رب کی طرف سے یقیناً یہ حق ہے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔'' (ھود:17)

ع 5 24 14

## ﴿وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ﴾

''اور یقیناً تم کچھ وقت کے بعد اُس کی خبر کو ضرور جان لوگے'' (88)

سوال: بہت جلد قرآن کی صداقت اور شہرت کو جان جاؤ گے، اس کی وضاحت ﴿وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَتَعْلَمُنَّ﴾ ''ضرور جان لوگے'' رب العزت نے فرمایا کہ مشرک جلد ہی قرآن کے بارے میں اس کی صداقت اور شہرت کو جان جائیں گے۔ (2)﴿نَبَاَهٗ﴾ ''اُس کی خبر'' یعنی قرآن کی خبریں۔

(3)﴿بَعْدَ حِيْنٍ﴾ ''کچھ وقت کے بعد'' موت کے بعد یا قیامت کے دن۔

(4) بدر کے دن اور فتح مکہ کے دن سب نے جان لیا تھا۔



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



رُكُوعَاتُهَا 8 | 39 - سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ - 59 | اٰيَاتُهَا 75

سوال 1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ سورت مکی ہے۔ اس میں 8 رکوع اور 75 آیات ہیں۔

سوال 2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 39 اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 59 ہے۔

سوال 3: اس سورت کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سورۃ الزمر اور سورۃ بنی اسرائیل جب تک پڑھ نہ لیتے سوتے نہ تھے۔ (ترمذی: 3405)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

﴿تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ﴾

''اس کتاب کا نزول اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے جو سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' (1)

سوال: قرآن اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے بارے میں آگاہ کرتا ہے، اس کی وضاحت ﴿تَنْزِيْلُ... الْحَكِيْمِ﴾ کی روشنی کریں؟

جواب: (1) ﴿تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ﴾ ''اس کتاب کا نزول اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے'' یعنی قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿١٩٣﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿١٩٥﴾﴾ ''اور بلاشبہ یہ یقیناً جہانوں کے رب کا نازل کیا ہوا کلام ہے۔ اسے روح الامین لے کر اُترا ہے۔ آپ کے دل پر تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔ واضح عربی زبان میں۔'' (الشعراء: 192-195)

(2) ﴿وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿٤١﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿٤٢﴾﴾ ''یقیناً جن لوگوں نے اس ذکر (قرآن) کے ساتھ کفر کیا جب کہ وہ اُن کے پاس آ گیا حالانکہ یقیناً وہ ایک



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



باعزت کتاب ہے۔ باطل اس کے پاس نہ اُس کے آگے سے آسکتا ہے اور نہ اُس کے پیچھے سے، کمال حکمت والے، تمام خوبیوں والے کی جناب سے نازل کردہ ہے۔'' (فصلت:42,41)

(3)﴿تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''یہ جہانوں کے رب کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے۔'' (الحاقہ:43)

(4)﴿الۤرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ﴾ ''الر۔ ایک کتاب ہے جس کی آیات پختہ کی گئی ہیں پھر کمال حکمت والے، پوری خبر رکھنے والے کی طرف سے تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔'' (ہود:1)

(5)﴿تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ''وسیع رحمت والے، بے حد رحم والے کی جناب سے اُتاری ہوئی ہے۔'' (فصلت:2)

(6)﴿الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ﴾ ''جو سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے'' اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کی عظمت اور اس ہستی کے جلال کے بارے میں آگاہ کرتا ہے جس نے اس قرآن کے ذریعے سے کلام کیا اور جس کی طرف سے یہ قرآن نازل ہوا۔ نیز اللہ تعالیٰ آگاہ فرماتا ہے کہ یہ قرآن اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ جو غالب اور حکمت والا ہے۔ مخلوق کے لیے الوہیت اس کا وصف ہے، کیونکہ وہ عظمت وکمال اور عزت وغلبہ کا مالک ہے جس کی بنا پر وہ تمام مخلوق پر غالب اور ہر چیز اس کی مطیع اور اس کے سامنے سرافگندہ ہے۔ اس کی تخلیق وامر حکمت پر مبنی ہے۔ (i) اللہ تعالیٰ نے جس ہستی پر اسے نازل فرمایا ہے اس کے ذریعے سے اس کے کمال کو بیان فرمایا اور وہ ہستی محمد مصطفی ﷺ کی ذات بابرکات ہے جو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ شرف کی حامل ہے۔ (ii) یہ کتاب اپنی دعوت سمیت، تمام کتابوں میں سب سے زیادہ شرف کی حامل ہے اور یہ سراسر حق ہے۔ پس قرآن حق کے ساتھ نازل ہوا جو اپنی سچی خبروں اور عدل وانصاف پر مبنی احکام پر مشتمل ہے تاکہ مخلوق کو گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لائے اور یہ کتاب اپنی اخبار صادقہ اور اپنے احکام عادلہ کے بارے میں حق پر مشتمل ہے۔ (تفسیر سعدی:2317/3)

(7) نازل کرنے والا چونکہ زبردست ہے اس لیے اس کتاب کے احکام پھیل کر اور نافذ ہو کر رہیں گے۔ کوئی مقابل ومزاحم اس کے شیوع ونفاذ کو روک نہیں سکتا۔ اور حکیم ہے اس لیے دنیا کی کوئی کتاب اس کی خوبیوں اور حکمتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ (تفسیر عثمانی:485/2)

(8) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے نزول سے اپنی صفات العزیز اور الحکیم کا شعور دلایا۔ (i) اللہ تعالیٰ العزیز ہے وہ غلبہ رکھتا ہے اُس نے انسانوں کے لیے زندگی گزارنے کا پروگرام دیا ہے۔ (ii) وہ انسانوں کی زندگیوں، ان کی نفسیات، ان کی ضروریات ان کے میلانات، ان کے حالات، ان کے واقعات، ان کے ماضی، حال اور مستقبل کا علم رکھتا ہے۔ وہ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



اپنے علم کی بنیاد پر انسانی زندگی کے لیے حکمت بھرے فیصلے کرتا ہے یقیناوہ العزیز اور الحکیم ہے۔

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا

''یقینااس کتاب کو ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل کیا ہے چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں کہ اُسی

لَّهُ الدِّيْنَ﴾

کے لیے دین کو خالص کرنے والے ہو''(2)

سوال: قرآن کو حق کے ساتھ نازل کیا گیا ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ...الدِّيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ﴾ ''یقینا اس کتاب کو ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل کیا ہے'' قرآن کو حق کے ساتھ یعنی ''عدل'' کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔ جو حق اور عدل کا حکم دیتا ہے۔ (جامع البیان)

(2) قرآن مجید میں توحید، رسالت، آخرت اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض، احکامات اور کائنات کے بارے میں جو کچھ بتایا گیا ہے وہ سب حق ہے۔

(3) قرآن مجید کو حق کے ساتھ نازل کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اس کے عائد کردہ فرائض اور احکامات کی پابندی کریں کیونکہ یہ انسان کی کامیابی کے لیے ضروری ہے۔

(4) قرآن حق اور عدل کا حکم دیتا اس لیے ان کی اتباع اور اس پر عمل واجب ہے۔ (تفسیر الرازی: 240/8)

(5) یہ کتاب تمام مطالب علمیہ میں سے جس چیز پر دلالت کرتی ہے، وہ سب سے بڑا حق ہے اور حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا باقی رہ جاتا ہے۔ چونکہ یہ قرآن حق کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، مخلوق کی ہدایت کے لیے حق پر مشتمل ہے اور تمام مخلوق میں سب سے زیادہ شرف کی حامل ہستی پر نازل کیا گیا ہے، اس لیے یہ نعمت بہت عظیم اور جلیل القدر ہے، اس کا شکر ادا کرنا فرض ہے اور اس کا شکر یہ ہے کہ دین کو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کیا جائے۔ (تفسیر سعدی: 2317/3)

(6) ﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ﴾ ''چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں'' ہم نے آپ ﷺ کے اوپر سچی کتاب اتاری جو توحید کی دعوت دیتی اس لیے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں جو تنہا ہے اور جس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں اور دنیا کے لوگوں کو بھی اس کی عبادت اور توحید کی دعوت دیں اور انہیں سمجھا دیں کہ انسان کو حق تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت لائق نہیں کیونکہ کسی غیر میں یہ صلاحیت ہی نہیں کہ اس کی عبادت کی جا سکے، اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک و ہمسر نہیں، نہ کوئی اس کے برابر کا ہے اور نہ مقابل کا۔ (مختصر ابن کثیر: 1726/2)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(7) ﴿مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ﴾ ''کہ اُسی کے لیے دین کو خالص کرنے والے ہو'' اس حق اور عدل کا تقاضا ہے کہ دین کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے اس کی عبادت کریں۔ کیونکہ بت کسی کو نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ (جامع البیان:194/23)

(8) اخلاص یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا ارادہ کیا جائے اور کسی دوسری چیز کا ارادہ نہ کیا جائے۔ (فتح القدیر:562/4)

(9) اپنے تمام دین یعنی ظاہری اور باطنی اعمالِ شریعت، (اسلام ایمان اور احسان) کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کیجیے۔ ان تمام امور میں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کو مدنظر رکھیے اور اس کے سوا آپ کا کوئی اور مقصد نہ ہو۔ (تفسیر سعدی:2317/3)

(10) اخلاص یہ ہے کہ جس کام سے بھی اس کے تقرب کا ارادہ کیا جائے اسے ایک معبود کے لیے کیا جائے جیسا کہ فرمایا: ﴿قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ (۱۴) فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ (۱۵)﴾ ''آپ کہہ دیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے دین کو خالص کرنے والا ہو کر اُس کی عبادت کرتا ہوں۔ چنانچہ تم اُس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو، آپ کہہ دیں کہ یقیناً خسارہ اُٹھانے والے وہ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن خسارے میں ڈال دیا، سن لو! یہی کھلا خسارہ ہے۔'' (الزمر:15،14)(اضواء البیان:352/6)

(11) یہ آیت نیت کے واجب ہونے کی دلیل ہے اور نیت کو ہر آلائش سے پاک کرنا واجب ہے اخلاص دل کے اعمال میں سے ہے جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرمارہے تھے: ''بیشک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر کسی کے لیے وہی کچھ ہے جس کے لیے اُس نے نیت کی۔'' (بخاری:1)(فتح القدیر:562/4)

(12) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں بعض اوقات کوئی صدقہ و خیرات کرتا ہوں یا کسی پر احسان کرتا ہوں جس میں میری نیت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی بھی ہوتی ہے اور یہ بھی کہ لوگ میری تعریف و ثناء کریں گے۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی چیز کو قبول نہیں فرماتے، جس میں کسی غیر کو شریک کیا گیا ہو۔'' پھر آپ نے آیت مذکورہ بطور استدلال کے تلاوت فرمائی ﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ﴾ ''سن لو! دین خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہے'' (تفسیر قرطبی)

(13) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو ساری قوم کے لوگوں پر عذاب نازل فرماتا ہے پھر (قیامت کے روز) لوگ اپنے اپنے (نیک یا برے) اعمال کے مطابق (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے (اور ان کو الگ الگ جزا و سزا ملے گی)۔'' (مسلم:7234)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ

"سن لو! دین خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہے، اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں وہ کہتے ہیں ہم تو اُن کی

اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ فِیْ مَا هُمْ فِیْهِ

عبادت نہیں کرتے مگر اس لئے کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کردیں، اچھی طرح قریب کرنا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے درمیان اُن تمام باتوں کا

یَخْتَلِفُوْنَ ؕ۬ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ﴾

فیصلہ کردے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا، بہت ناشکرا ہو" (3)

سوال 1: اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اخلاص پیدا کریں، اس کی وضاحت ﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ﴾ "سن لو! دین خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہے" یعنی خالص عبادت اللہ تعالیٰ کا حق ہے اس لیے اپنی عبادت میں اخلاص پیدا کریں۔

(2) اخلاص عبادت کی روح اور اعمال کے قبول ہونے کی بنیاد ہے۔ اخلاص دین کی حقیقت ہے، رسولوں کی دعوت کا Key Point ہے۔ اخلاص، دنیا اور آخرت کے شر سے نجات کا ذریعہ ہے۔

(3) اخلاص یہ ہے کہ انسان اپنے عمل پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نگران نہ سمجھے۔ اور نہ اس کے سوا کسی اور کے لئے جائز سمجھے۔ (مدارج السالکین: 92/2)

(4) حذیفہ المرعشی کہتے ہیں: اخلاص یہ ہے کہ ظاہر اور باطن میں بندے کے اعمال برابر ہو جائیں۔ سلف صالحین سے اخلاص کے جو معانی ملتے ہیں ان سے یہ باتیں سامنے آتی ہیں۔ (i) عمل اللہ تعالیٰ کے لیے ہو اس میں غیر اللہ کے لیے کچھ نہ ہو۔ (ii) مخلوق کے دیکھنے سے عمل پر اثر نہ پڑے، عمل کو اس سے صاف کر لیا جائے۔ (iii) عمل کو ہر شے سے صاف کر لیا جائے۔ (مدارج السالکین: 92,91/2)

(5) ﴿وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۙ۬ حُنَفَآءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ﴾ "اور اُنہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اس حال میں کہ وہ دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنے والے، یکسو ہونے والے ہوں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی مضبوط دین ہے۔" (البینۃ: 5)

(6) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سردی کے موسم میں باہر نکلے، اس وقت پت جھڑ لگا ہوا تھا،



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



نبی ﷺ نے ایک درخت کی دوٹہنیاں پکڑیں تواس سے پتے جھڑنے لگے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر! میں نے کہا: لبیک یارسول اللہ ﷺ، فرمایا: ''بندہ مسلم جب اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے اس درخت کے یہ پتے جھڑ رہے ہیں۔'' (مسند احمد: 21889)

(7) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کی نیت سے عبادت میں کھڑا ہو اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔'' (بخاری: 1901)

(8) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے روز سب سے پہلا شخص جس کے خلاف فیصلہ آئے گا، وہ ہوگا جسے شہید کر دیا گیا۔ اسے پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی (عطا کردہ) نعمت کی پہچان کرائے گا تو وہ اسے پہچان لے گا۔ وہ پوچھے گا تو نے اس نعمت کے ساتھ کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے تیری راہ میں لڑائی کی حتیٰ کہ مجھے شہید کر دیا گیا۔ (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا۔ تم اس لیے لڑے تھے کہ کہا جائے: یہ (شخص) جری ہے۔ اور یہی کہا گیا، پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا تو اس آدمی کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اور وہ آدمی جس نے علم پڑھا، پڑھایا اور قرآن کی قرأت کی، اسے پیش کیا جائے گا۔ (اللہ تعالیٰ) اسے اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ پہچان کرلے گا، وہ فرمائے گا: تو نے ان نعمتوں کے ساتھ کیا کیا؟ وہ کہے گا: میں نے علم پڑھا اور پڑھایا اور تیری خاطر قرآن کی قرأت کی، (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا، تو نے اس لیے علم پڑھا کہ کہا جائے (یہ) عالم ہے اور تو نے قرآن اس لیے پڑھا کہ کہا جائے: یہ قاری ہے، وہ کہا گیا، پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا، اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا حتیٰ کہ آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اور وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی اور ہر قسم کا مال عطا کیا، اسے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا، وہ پہچان لے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے ان میں کیا کیا؟ کہے گا: میں نے کوئی راہ نہیں چھوڑی جس میں تمہیں پسند ہے کہ مال خرچ کیا جائے مگر ہر ایسی راہ میں خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے جھوٹ بولا ہے۔ تم نے (یہ سب) اس لیے کیا تا کہ کہا جائے، وہ سخی ہے، ایسا ہی کہا گیا پھر اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا، تو اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا، پھر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔'' (مسلم: 4923)

(9) یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ نے عمل کی نیت کے لیے اہمیت کے پیش نظر فرمایا: نیت کو سیکھو یقیناً وہ عمل تک پہنچانے والی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء: 25/3)

(10) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بے شک تو جو کچھ خرچ کرے اور اس سے تیری نیت اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہو تو تجھ کو اس



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کا ثواب ملے گا۔ یہاں تک کہ اس پر بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے۔" (بخاری:56)

(11) آیت کریمہ کا یہ ٹکڑا یہی وہ دین ہے جو قلب کی اصلاح کر کے اس کو پاک کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کسی بھی قسم کی عبادت میں شرک کرنا کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ شرک سے بری الذمہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا شرک سے کوئی تعلق نہیں اور وہ شریکوں سے سب سے زیادہ بے نیاز ہے۔ شرک قلب و روح اور دنیا و آخرت کو فاسد کرتا ہے اور نفوس کو بدبختی کی انتہا تک پہنچا دیتا ہے، اس لیے جہاں اللہ تعالیٰ نے توحید اور اخلاص کا حکم دیا ہے، وہاں شرک سے بھی روکا ہے اور ان لوگوں کی مذمت کی خبر دی ہے، جنہوں نے شرک کا ارتکاب کیا۔ (تفسیر سعدی:3/2317,2318)

(12)﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا (١٤٥) اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا (١٤٦)﴾ "یقیناً منافق دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور آپ ان کا ہرگز کوئی مددگار نہ پاؤ گے۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ (کے دین) کو مضبوطی سے تھام لیا اور اپنے دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر لیا تو یہ لوگ مومنوں کے ساتھ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ جلد ہی مومنوں کو اجرِ عظیم عطا کرے گا۔" (النساء:145,146)

سوال 2: عبادت میں اخلاص کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟

جواب: (1) عبادت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے، اس حق میں کسی اور کو شریک نہ ٹھہرایا جائے، کوئی بڑے سے بڑا رسول بھی اس کا حق نہیں رکھتا۔ رسول کے علاوہ اشخاص کی پھر کیا ہستی ہے۔

(2) اطاعت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اس ایک اللہ تعالیٰ کے ماسوا دوسروں کی اطاعت نہ کی جائے۔ رسول کی اطاعت تو اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت ہے۔ جب تک اطاعت کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص نہیں کیا جاتا دین اس کے لیے خالص نہیں ہو سکتا۔

سوال 3: خود ساختہ معبود اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں گے، اس کی وضاحت ﴿وَالَّذِيْنَ ... زُلْفٰى﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ﴾ "اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں" بت پرستوں کے عقیدے کا بیان ہے کہ وہ خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے ہیں، ان کو اپنا مددگار بناتے ہیں اور وہ اس کے لیے اپنا عذر پیش کرتے ہیں۔

(2)﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ "ہم تو اُن کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لئے کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کے قریب کر دیں، اچھی طرح قریب کرنا" یعنی یہ ان کا باطل خیال ہے کہ وہ ہماری دنیاوی حاجتیں اور مرادیں پوری کروا دیں گے۔ ہماری بلائیں اور مصیبتیں ٹلوا دیں گے، ہماری سفارش کریں گے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہے کہ نہ وہ کچھ پیدا کر سکتے ہیں، نہ رزق دے سکتے ہیں، نہ ہی انہیں کوئی اختیار حاصل ہے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّـُٔونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ "اور وہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا اُن کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ہی انہیں نقصان دے سکتے ہیں اور نہ ہی انہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جسے نہ وہ آسمانوں میں جانتا ہے اور نہ زمین میں؟ پاک ہے وہ اور بے حد بلند ہے اُس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔" (یونس:18)

(4) یعنی ان مشرکین نے اخلاص کو چھوڑ دیا جس کو اختیار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ سب سے بڑی چیز، یعنی شرک کا ارتکاب کیا اور اس ہستی کو دنیاوی بادشاہوں پر قیاس کیا جس کی نظیر کوئی چیز نہیں، جو عظیم بادشاہ ہے۔ وہ اپنی فاسد عقل اور سقیم رائے کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ جس طرح بادشاہوں کی خدمت میں ان کے مقربین، سفارشیوں اور وزیروں کے بغیر حاضر نہیں ہوا جا سکتا جو رعایا کی ضروریات اور حاجتیں ان بادشاہوں تک پہنچاتے ہیں، رعایا کے لیے بادشاہوں سے رحم طلب کرتے ہیں ان بادشاہوں کے پاس رعایا کے معاملات پیش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی ان بادشاہوں کے مانند ہے۔ یہ فاسد ترین قیاس ہے، کیونکہ عقل و نقل اور فطرت کے مطابق خالق اور مخلوق کے درمیان عظیم فرق ہونے کے باوجود یہ قیاس خالق اور مخلوق میں مساوات کو متضمن ہے۔ بادشاہ براہ راست رعایا کے احوال نہیں جانتے، اس لیے انہیں اپنے اور رعایا کے درمیان واسطے کی ضرورت ہوتی ہے، رعایا کو ایسے لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے جو بادشاہوں تک ان کے حالات پہنچائیں۔ بسا اوقات ان بادشاہوں کے دلوں میں ضرورت مند کے لیے کوئی رحم نہیں ہوتا تب رعایا سفارش کرنے والوں اور وزراء وغیرہ کی ضرورت محسوس کرتے ہی اور ان سے ڈرتے ہیں۔ یہ لوگ بادشاہوں کے ہاں ان کے لیے مراعات کے حصول اور ان کی دل جوئی کے لیے واسطہ بننے والے سفارشیوں کی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ بسا اوقات رعایا خود محتاج اور مفلس ہوتی ہے اس لیے وہ محتاجی کے ڈر سے ان کی خاطر و مدارات نہیں کر سکتی۔ جہاں تک رب تعالیٰ کا معاملہ ہے تو وہ ایسی ہستی ہے جس کے علم نے تمام امور کے ظاہر اور باطن کا احاطہ کر رکھا ہے، وہ کسی ایسی ہستی کا محتاج نہیں جو اسے اس کے بندوں اور اس کی رعایا کے احوال سے آگاہ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کرے وہ سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر سخی ہے، وہ مخلوق میں سے کسی ہستی کا محتاج نہیں جو اسے بندوں پر رحم کرنے پر آمادہ کرے، بلکہ رب تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرتا ہے جتنا وہ خود اپنے آپ پر یا ان کے والدین ان پر رحم کرتے ہیں۔ وہ انہیں ترغیب دیتا ہے کہ وہ ایسے اسباب اختیار کریں جن کی بنا پر وہ اس کی رحمت کو حاصل کر لیں وہ ان کی بھلائی چاہتا ہے جو وہ خود بھی اپنے لیے نہیں چاہتے۔ اللہ تعالیٰ غنی ہے جو کامل غنائے مطلق کا مالک ہے۔ وہ ایسی ہستی ہے کہ اگر اول سے لے کر آخر تک تمام مخلوق ایک میدان میں اکٹھی ہو جائے اور وہ اس سے اپنی اپنی ضرورت اور تمنا کے مطابق سوال کریں تو وہ سب کو عطا کرے گی۔ وہ اس کی غنا میں سے ذرہ بھر کمی کر سکتے ہیں نہ اس کے خزانوں میں، مگر اتنی سی کہ جو سمندر میں سوئی ڈبونے سے اس کے پانی میں کمی واقع ہوتی ہے۔ پھر تمام سفارشی اس سے ڈرتے ہیں، ان میں سے کوئی بھی اس کی اجازت کے بغیر سفارش نہیں کر سکتا۔ تمام تر سفارش کا صرف وہی مالک ہے۔ اس فرق سے مشرکین کی جہالت، حماقت اور اللہ تعالیٰ کے حضور کی جسارت ظاہر ہوتی ہے اور اس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ شرک کے مرتکب کے لیے عدم مغفرت میں کیا حکمت ہے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ شرک اللہ تعالیٰ کی ذات میں جرح وقدح کو متضمن ہے۔ (تفسیر سعدی:3/2317-2319)

سوال 4: قیامت کے دن اختلافات کا فیصلہ ہو جائے گا، اس کی وضاحت ﴿إِنَّ اللَّهَ... كَفَّارٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کے درمیان اُن تمام باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مختلف ادیان کے لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دے گا اور انہیں وہ جزا دے گا جس کے وہ مستحق ہوں گے۔ (فتح القدیر:4/563)

(2) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اختلافات کا فیصلہ کر دے گا۔ ہر ایک کو اس کے عمل کی پوری جزا مل جائے گی جیسا کہ فرمایا: ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ (۴۰) قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ ۖ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ (۴۱)﴾ ''اور جس دن وہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا پھر وہ فرشتوں سے کہے گا: ''کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کرتے تھے؟'' وہ کہیں گے: ''پاک ہے تیری ذات، اُن کی بجائے آپ ہی ہمارے دوست ہیں بلکہ وہ تو جنوں کی عبادت کرتے تھے، ان کے اکثر اُن ہی پر ایمان لانے والے تھے۔'' (سبا:41,40) (3) اللہ تعالیٰ نے اپنے فیصلے کا اپنی کتاب میں علم دیا ہے کہ اخلاص والے جنت میں جائیں گے اور



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



مشرکوں پر جنت حرام ہے،ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

(4)﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي﴾ ”یقیناً اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا“ اللہ تعالیٰ حق کی طرف ،دین اسلام کی طرف ، اپنی وحدانیت کے اقرار اور اس کے لیے توفیق کی طرف ہدایت نہیں دیتا۔

(5)﴿مَنْ هُوَ كٰذِبٌ﴾ ”اس شخص کو جو جھوٹا ہو“ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے اور باطل کو اس کی طرف منسوب کرتا ہے۔اس کی طرف ان صفات کی اضافت کرتا ہے جو اس کی صفات نہیں اور یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے۔

(6)﴿كَفَّارٌ﴾ ”بہت ناشکرا ہو“ یعنی جو اس کی نعمتوں کا اور اس کی ربوبیت کا انکار کرتا ہے۔(جامع البیان:196/23)

(7)یعنی جس کا وصف کذب اور کفر ہے،اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی نشانیاں اور نصیحتیں آتی ہیں،مگر اس کے برے اوصاف دور نہیں ہوتے ، اللہ تعالیٰ اسے بڑے بڑے معجزات دکھاتا ہے مگر یہ ان کا انکار کر دیتا ہے ان کے ساتھ کفر کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے۔پس ان حالات میں ایسے شخص کے لیے ہدایت کیسے ہو سکتی ہے جس نے اپنے لیے ہدایت کا دروازہ بند کر دیا ہو اور انجام کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اس کے دل پر مہر لگا دی،لہٰذا وہ ایمان نہیں لائے گا۔(تفسیر سعدی:2319/3)

(8)سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:”جس نے دین میں کوئی ایسا کام کیا جس کی بنیاد شریعت میں نہیں وہ کام مردود ہے۔“(بخاری:2697)

(9)سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:”حمد وثنا کے بعد (یاد رکھو) بہترین بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت محمد ﷺ کی ہدایت ہے اور بدترین کام دین میں نئی بات ایجاد کرنا ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“(مسلم:2005)

(10)اللہ تعالیٰ نے جس دین کو پسند کیا وہ اسلام ہے پھر وہ کسی اور دین پر قائم رہنے والے کو کیسے ہدایت دے سکتا ہے جب کہ اس نے فرمایا:﴿وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ ”اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔“(المائدۃ:3)

﴿لَوْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ

”اگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا کہ وہ کسی کو بیٹا بنالے تو وہ ان میں سے جنہیں وہ پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ضرور منتخب کرتا۔

سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾

وہ پاک ہے،وہی اللہ تعالیٰ جو اکیلا ہے،بہت غلبے والا ہے“(4)

سوال:اللہ تعالیٰ اولاد والا نہیں ہے،اس کی وضاحت ﴿لَوْ أَرَادَ اللّٰهُ...الْقَهَّارُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿لَوْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا﴾ ”اگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا کہ وہ کسی کو بیٹا بنالے“ یعنی جیسا احمق لوگ خیال



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



کرتے ہیں۔ مشرکوں نے کہا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں، یہود نے کہا عزیر اللہ کے بیٹے ہیں، نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کے بیٹے ہیں۔

(2)﴿لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ﴾ ”تو وہ ان میں سے جنہیں وہ پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ضرور منتخب کرتا“ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن کر اپنے لیے خاص کر لیتا اسے اپنا بیٹا بنا لیتا۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ﴾ ”آپ کہہ دیں! اگر رحمان کا کوئی بیٹا ہوتا تو سب سے پہلے میں عبادت کرنے والا ہوتا۔“ (الزخرف:81)

(4)﴿سُبْحٰنَهٗ﴾ ”وہ پاک ہے“ اللہ تعالیٰ اولاد سے اور ان تمام باتوں سے پاک ہے جن کا ملحد، کافر اور مشرک گمان کرتے ہیں۔

(5)﴿هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ﴾ ”وہی اللہ تعالیٰ جو اکیلا ہے، بہت غلبے والا ہے“ اللہ تعالیٰ ایک ہے، وہ بے نیاز ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ اپنی قدرت سے اپنی مخلوق پر غالب ہے ہر چیز اس کے سامنے جھکی ہوئی ہے۔

(6) اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات، اپنے افعال میں ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی شبیہ ہے نہ مثل۔

(7)﴿بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ۭ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (١٠١) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ (١٠٢)﴾ ”آسمانوں اور زمین کا وہی موجد ہے، اس کی کوئی اولاد کیسے ہو سکتی ہے جب کہ اس کی کوئی بیوی نہیں! اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہی ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہے جو تمہارا رب ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ہر چیز کا خالق ہے، چنانچہ تم اسی ایک کی عبادت کرو، اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔“ (الانعام:102,101)

﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ

”اُس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا، وہی رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور اُسی نے

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ﴾

سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے، ہر ایک اپنی مدت مقررہ تک چلتا ہے، سن لو! وہ سب پر غالب، نہایت بخشنے والا ہے“ (5)

سوال 1: خالق کائنات اللہ ہی ہے، اس کی وضاحت ﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ ... الْغَفَّارُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ﴾ ”اُس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا“ اللہ تعالیٰ ہی خالق کائنات ہے اس نے کائنات کو حکمت اور مصلحت کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ وہ مالک اور بادشاہ ہے۔ اپنے بندوں پر اپنے ضابطے نافذ کرتا ہے اور ان کو ثواب وعذاب دے گا۔



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



(2) جس نے حق کے ساتھ کائنات بنائی ہے اس نے حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے۔

(3) ﴿يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ﴾ ''وہی رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے'' یعنی وہ رات کو دن سے اور دن کو رات سے بدل دیتا ہے۔ رات اور دن کو اپنے اپنے مقام پر رکھتا ہے کبھی دونوں ایک نہیں ہوتے۔ ایک آئے تو دوسرا چلا جاتا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا﴾ ''وہ رات کو دن پر اوڑھا تا ہے وہ تیزی سے اس کے پیچھے چلا آتا ہے۔'' (الاعراف:54)

(4) اس میں واضح اشارہ ہے کہ زمین گول ہے کیونکہ لپیٹنے کے لیے کسی چیز کا گول ہونا ضروری ہے۔ (الاساس فی التفسیر:4856/9)

(5) ﴿وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ﴾ ''اور اُسی نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے'' اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو اس طرح مسخر کیا کہ دونوں ایک خاص رفتار سے انتہائی منظم طور پر مسخر ہیں۔

(6) ﴿كُلٌّ يَّجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى﴾ ''ہر ایک اپنی مدّتِ مقررہ تک چلتا ہے'' یعنی سورج اور چاند ایک مقررہ مدت تک چل رہے ہیں جس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ جب ان کی مقررہ مدت پوری ہو جائے گی تو قیامت آجائے گی۔ تب اللہ تعالیٰ سورج، چاند اور ساری مخلوقات کو تباہ کر دے گا تا کہ وہ اپنے اپنے ٹھکانے میں چلے جائیں یعنی جنت اور جہنم میں۔

(7) ﴿أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ﴾ ''سن لو! وہ سب پر غالب، نہایت بخشنے والا ہے'' یعنی وہ العزیز یعنی غالب اور قادر ہے اور اپنی عزت وعظمت اور کبریائی کے ساتھ وہ ان نافرمانوں کو جو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں بخشنے والا ہے۔
(الاساس فی التفسیر:4856/9)

(8) ﴿وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى﴾ ''اور بلاشبہ جس شخص نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیے، پھر سیدھی راہ پر چلا، تو یقیناً میں بہت بخشنے والا ہوں۔'' (طٰہٰ:82) یعنی میں اس شخص کو بھی بخش دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیوں کو دیکھنے اور شرک کرنے کے بعد ایمان لے آئے۔ (تفسیر سعدی:2321/3)

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات العزیز اور الغفار کا شعور کیسے دلایا ہے؟

جواب: (1) اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی تخلیق سے اپنے العزیز ہونے کا شعور دلایا ہے وہ یقیناً تخلیق کے ہر کام پر غالب ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے رات اور دن پر اپنے مکمل غلبے سے اپنے العزیز ہونے کا شعور دلایا ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو انسان کے کام میں لگا دینے سے اپنے غلبے یعنی العزیز ہونے کا شعور دلایا ہے۔

(4) اللہ تعالیٰ نے مقررہ مدت تک چلنے سے اپنے العزیز ہونے کا شعور دلایا ہے یقیناً وہ جیسے چاہے، جب تک چاہے بڑی بڑی مخلوق کو چلا سکتا ہے۔



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(5) اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے گناہوں کے باوجود زمین وآسمان، سورج اور چاند کے انسان کی خدمت میں لگا دینے سے یہ شعور دلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی خطاؤں سے درگزر کر سکتا ہے، گناہوں کو بخش سکتا ہے کیونکہ اگر وہ گناہوں پر پکڑنا چاہتا تو کسی کو زندہ نہ چھوڑتا اور جہان کا یہ نظام یوں نہ چلتا۔

﴿خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ

''اُس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا، پھر اُس جان سے اس کا ایک جوڑا بنایا اور اُس نے تمہارے لیے مویشیوں میں سے

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ

(نر اور مادہ) اُتارے، وہی تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں، تین تاریکیوں میں، ایک شکل کے بعد دوسری شکل میں پیدا کرتا ہے، آٹھ

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴾

قسمیں یہی اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے، بادشاہی اُسی کی ہے، اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تم کدھر سے پھرائے جا رہے ہو؟'' (6)

سوال 1: اللہ تعالیٰ نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا ہے، اس کی وضاحت ﴿خَلَقَكُمْ ... اَزْوَاجٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ ''اُس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا'' دنیا میں انسانوں کی کثیر تعداد ہے جو مختلف علاقوں میں رہتے ہیں مختلف زبانیں بولتے ہیں، جن کی صورتیں مختلف، جن کے رنگ مختلف ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے سب کو ایک جان یعنی سیدنا آدم علیہ السلام سے پیدا کیا۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی سے اس کی بیوی پیدا کی اور اس نے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیئے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرکر رہو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتہ داری (کو بگاڑنے) سے بھی ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ سے پورا نگہبان ہے۔'' (النساء:1)

(2) ﴿ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا﴾ ''پھر اُس جان سے اس کا ایک جوڑا بنایا'' یعنی یہ اس ذات واحد کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہارے لیے جوڑے بنائے تا کہ تم اس کے پاس سکون حاصل کرو جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



﴿لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ ”اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس ہی سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان سے سکون حاصل کر سکو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھ دی، بلاشبہ اس میں یقیناً ان لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔“ (الروم:21)

(3) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کی پشت سے بنی آدم کی روحوں کو نکالا، اور پھر جنتی اور دوزخ کی روحوں کو الگ الگ کیا، اس حدیث کے موافق صحابہ کی ایک جماعت کا قول ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام کے جنت میں جانے اور سیدہ حوا علیہا السلام کی جسمانی پیدائش سے پہلے تمام بنی آدم کی روحیں آدم علیہ السلام کی پشت میں پیدا کی جا چکی تھیں اس لئے پہلے ﴿خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾ فرما کر پھر سیدہ حوا علیہا السلام کی جسمانی پیدائش کا ذکر فرمایا۔ (جامع ترمذی:155/2، احسن التفاسیر:54/6)

(4) ﴿وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ﴾ ”اور اُس نے تمہارے لیے مویشیوں میں سے آٹھ قسمیں (نر اور مادہ) اُتارے“ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری یہ چار نوع ہیں ان کے نر و مادہ ملا کر کل آٹھ جوڑے ہوئے۔ یہی چار نوع یا آٹھ جوڑے تھے جو اہل عرب پالتے تھے۔ اور انہیں میں ان کی شرکیہ رسوم جاری تھیں۔ اسی لئے ان کا ہی ذکر کیا گیا جبکہ ہمارے ہاں اونٹ بہت کم ہوتا ہے اور دودھ وغیرہ کی اغراض کے لئے گائے کی بجائے بھینسیں زیادہ پالی جاتی ہیں۔ ہمارے ہاں بھی ان جانوروں کا دودھ مزاروں پر چڑھایا جاتا ہے۔ (تیسیر القرآن:37/4)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ﴾ ”آٹھ قسمیں ہیں، دو بھیڑ سے اور دو بکری سے“ (الانعام:143) اور فرمایا: ﴿وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ﴾ ”اور دو اونٹ سے اور دو گائے سے“ (الانعام:144)

سوال 2: تمہارا معبود حقیقی تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں پیدا کرتا ہے، اس کی وضاحت ﴿يَخْلُقُكُمْ ... تُصْرَفُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ﴾ ”وہی تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں، تین تاریکیوں میں، ایک شکل کے بعد دوسری شکل میں پیدا کرتا ہے“ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارا معبود حقیقی تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں ایک کے بعد دوسرے مرحلے سے گزار کر پیدا کرتا ہے۔ نطفے سے علقہ یعنی جما ہوا خون پھر مضغہ یعنی گوشت کی بوٹی پھر عظاماً یعنی ہڈیاں پھر ہڈیوں کو گوشت چڑھایا جاتا ہے پھر اس کو دوسری مخلوق ہی بنا کر اٹھا کھڑا کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿ثُمَّ



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ (۱۳) ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ق ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ط فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ (۱۴)﴾ ''پھر ہم نے اُسے ایک محفوظ ٹھکانے میں نطفہ بنا دیا۔ پھر ہم نے نطفے کو جما ہوا خون بنایا، پھر ہم نے اس جمے ہوئے خون کو بوٹی بنا دیا، پھر ہم نے اس بوٹی کو ہڈیاں بنایا، پھر ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت پہنایا، پھر ہم نے اُسے ایک دوسری صورت میں بنا کھڑا کیا، سو بڑا ہی برکت والا ہے اللہ تعالیٰ، بہترین پیدا کرنے والا ہے۔'' (المومنون:14,13)

(2) ﴿فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ﴾ ''تین تاریکیوں میں'' یعنی پہلا پیٹ کا اندھیرا، دوسرا رحم کا اندھیرا، تیسرا جھلی کا اندھیرا جس میں بچہ لپٹا رہتا ہے۔ جہاں کسی مخلوق کا ہاتھ نہیں چھو سکتا۔ جہاں کسی کی آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔

(3) ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ﴾ ''یہی اللہ تعالیٰ تمہارا رب ہے'' یعنی وہ تمہارا خالق تمہارا معبود حقیقی ہے۔

(4) ﴿لَهُ الْمُلْكُ﴾ ''بادشاہی اُسی کی ہے'' جس نے تمہیں بنایا، تمہارے والدین کو، پوری کائنات کو وہی مالک ہے، وہی بادشاہ ہے، کائنات میں اسی کی بادشاہت ہے وہی کائنات میں تصرف کا اختیار رکھتا ہے۔

(5) ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ ''اُس کے سوا کوئی معبود نہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے سوا کسی کی عبادت درست نہیں۔ (ایسر التفاسیر:326)

(6) ﴿فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ﴾ ''پھر تم کدھر سے پھرائے جا رہے ہو؟'' یعنی تم ہدایت سے گمراہی اور حق سے باطل کی طرف کیسے پھرائے جاتے ہو؟

(7) اللہ تعالیٰ نے اس کے توسط سے انسان کو توجہ دلائی ہے کہ پیچھے جھانک کر دیکھو وہ کون ہے جس کی یہ کوششیں ہیں۔

﴿اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ قف وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ج وَاِنْ تَشْكُرُوْا

''اگر تم ناشکری کرو تو اللہ تعالیٰ تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کے لیے ناشکری کو پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو

يَرْضَهُ لَكُمْ ط وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ط ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ

وہ اُس کو تمہارے لیے پسند کرتا ہے اور کوئی بوجھ اُٹھانے والی (جان) کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گی۔ پھر تم سب کو اپنے رب کی طرف

فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ط اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾

لوٹنا ہے تو وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے، یقیناً وہ سینوں والی باتوں کو خوب جاننے والا ہے'' (7)

سوال 1: اللہ تعالیٰ کفر اور ناشکری کو ناپسند کرتا ہے اور شکر سے راضی ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنْ ... لَكُمْ﴾ کی



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنۡ تَكۡفُرُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنۡكُمۡ﴾ ''اگر تم ناشکری کرو تو اللہ تعالیٰ تم سے بے نیاز ہے'' اللہ تعالیٰ مخلوق سے بے نیاز ہے تمہاری اطاعت اور شکر گزاری اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور تمہارا کفر اور ناشکری اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

(2) اگر تم کفر کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال، تمہارے ایمان سے بے نیاز ہے تم اس کے محتاج ہو کیونکہ کفر تمہیں نقصان پہنچاتا ہے اور ایمان تمہیں نفع دیتا ہے (الاساس فی التفسیر:4858/9) جیسا کہ فرمایا: ﴿وَقَالَ مُوۡسٰۤی اِنۡ تَكۡفُرُوۡۤا اَنۡتُمۡ وَمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ حَمِیۡدٌ﴾ ''اور موسیٰ نے کہا کہ اگر تم بھی کفر کرو گے اور زمین کی تمام مخلوق بھی تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ یقیناً بڑا بے پرواہ، بے حد تعریف والا ہے۔'' (ابراہیم:8)

(3) سیدنا ابوذر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر، تمہارے انسان اور جنات سب اس شخص کی طرح ہو جائیں جس کے دل میں تم میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے تو یہ بات میری بادشاہی میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اول اور آخر، تمہارے انسان اور جنات اس شخص کی طرح ہو جائیں جو تم میں سے سب سے زیادہ فاجر و فاسق ہے تو یہ چیز میری بادشاہی میں کوئی کمی نہیں کر سکتی۔'' سعید بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابو ادریس خولانی رحمہ اللہ جب بھی یہ حدیث بیان کرتے تو اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑتے۔ (مسلم:6572)

(4) ﴿وَلَا یَرۡضٰی لِعِبَادِهِ الۡكُفۡرَ﴾ ''اور وہ اپنے بندوں کے لیے ناشکری کو پسند نہیں کرتا'' یعنی وہ اپنے مومن بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا جو اس کے لیے اپنی عبادت اور اطاعت کو کفر سے خالص کرتے ہیں۔ (جامع البیان:201/23)

(5) اور وہ اپنے بندوں کے لیے ناشکری پسند نہیں کرتا، کیونکہ ان پر اس کا کامل احسان ہے۔ اسے معلوم ہے کہ کفران کو ایسی بدبختی میں مبتلا کر دے گا کہ اس کے بعد انہیں کبھی خوش بختی نصیب نہ ہوگی، نیز اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے اور یہی وہ غرض وغایت ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا، اس لیے اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ بندے اس مخلوق کو پکاریں جس کو اس مقصد کے لیے تخلیق نہیں کیا گیا۔ (تفسیر سعدی:2322/3)

(6) ﴿وَاِنۡ تَشۡكُرُوۡا یَرۡضَهُ لَكُمۡ﴾ ''اور اگر تم شکر کرو تو وہ اُس کو تمہارے لیے پسند کرتا ہے'' یعنی اگر تم ایمان، توحید، عبادت، عمل صالح اور اس کے لیے دین میں اخلاص کے ذریعے شکر کرو تو وہ تمہارے لیے شکر کو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ تمہاری کامیابی

15



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



کا ذریعہ ہے اور تم ایسا کام کرو گے جس کے لیے تمہیں پیدا کیا گیا۔ وہ تمہیں جنت تک پہنچانے والا ہے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شکر کو تمہارے لیے پسند کرتا ہے اور اپنے فضل سے تمہاری نعمتوں میں اضافہ فرماتا ہے۔ (الاساس فی التفسیر:9/4858)

(7) اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا راستہ تو شکر ہی کا راستہ ہے۔

سوال 2: ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا، اس کی وضاحت ﴿وَلَا تَزِرُ... الصُّدُوْرِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ ''اور کوئی بوجھ اُٹھانے والی (جان) کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گی'' یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر عدل اور اس کے مظاہر میں سے ہے۔ (ایسر التفاسیر:1327)

(2) کسی کے گناہوں کا بوجھ دوسروں پر نہیں ڈالا جائے گا۔ گناہ تو گناہ گار پر ہی لادے ہوئے ہوں گے۔ (مختصر ابن کثیر:2/1728)

(3) ﴿ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ﴾ ''پھر تم سب کو اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے'' یعنی موت کے بعد اپنے رب کے پاس ہی لوٹنا ہے۔

(4) ﴿فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾ ''تو وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے'' یعنی وہ تمہیں تمہارے کھلے چھپے، چھوٹے بڑے اعمال کی خبر دے گا۔ اس نے اپنے علم سے سب کے اعمال کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ معزز کاتبین نے انہیں درج کر رکھا ہے۔ تمہارے اعضاء بھی گواہی دیں گے۔ وہ رب تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے گا۔

(5) ﴿اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ ''یقیناً وہ سینوں والی باتوں کو خوب جاننے والا ہے'' اللہ تعالیٰ سینوں کے اندر چھپی ہوئی نیکیوں اور بدیوں کو جانتا ہے۔ وہ ہر ایک کے خیالات اور رجحانات سے بھی واقف ہے۔ وہ تمہارے ساتھ عدل کرے گا۔ اس کا نظام جزا و سزا کامل عدل پر مبنی ہے۔

﴿وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً

''اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کو پکارتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرنے والا ہوتا ہے، پھر جب وہ اسے اپنی جناب سے کوئی

مِّنْهُ نَسِیَ مَا كَانَ يَدْعُوْۤا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ

نعمت عطا کرتا ہے تو وہ اُس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس کی طرف وہ پہلے پکار رہا تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کے لیے شریک بناتا ہے

عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖۗ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ﴾

تاکہ اُس کے راستے سے گمراہ کر دے آپ کہہ دیں کہ اپنی ناشکری سے تھوڑا فائدہ اُٹھا لو، یقیناً تم دوزخ والوں میں سے ہو'' (8)



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



سوال1: مصیبت میں رب یاد آتا ہے، اس کی وضاحت ﴿وَاِذَا ۔۔۔ اِلَیۡهِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ ضُرٌّ﴾ ''اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے'' اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندے پر اپنے فضل وکرم اور اپنے احسان اور بندے کی ناشکری کا ذکر کرتا ہے۔ بندے کو جب مرض اور فقر وفاقہ وغیرہ کی کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا وہ سمندر وغیرہ میں گھر جاتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2323/3)

(2) ﴿دَعَا رَبَّهٗ مُنِیۡبًا اِلَیۡهِ﴾ ''تو وہ اپنے رب کو پکارتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرنے والا ہوتا ہے'' اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت حال میں اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا۔ تو نہایت عاجزی اور انابت کے ساتھ اسے پکارتا ہے اور اس مصیبت کو دور کرنے میں گڑگڑا کر اس سے مدد طلب کرتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2323/3)

(3) قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے مخلص ہو جاتا ہے۔ (الدر المنثور:604/5)

(4) یعنی عاجزی سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس کا فرمابردار بن جاتا ہے، اس سے فریادیں کرتا ہے کہ وہ مصیبت اور سختی دور فرما دے۔ (تفسیر قرطبی:174/8)

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَاِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنۡۢبِهٖۤ اَوۡ قَاعِدًا اَوۡ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفۡنَا عَنۡهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنۡ لَّمۡ يَدۡعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلۡمُسۡرِفِيۡنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ﴾ ''اور انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں اپنے پہلو پر یا بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہوئے پکارتا ہے پھر جب ہم اس کی وہ تکلیف اس سے دور کر دیتے ہیں تو وہ چل دیتا ہے گویا کہ اس نے ہمیں اس تکلیف میں پکارا ہی نہ تھا جو اسے پہنچی ہو۔ ایسے ہی حد سے گزر جانے والوں کے لیے خوش نما بنا دیا گیا جو وہ عمل کیا کرتے تھے۔'' (یونس:12)

سوال2: مصیبت کے بعد انسان کو جب خوش حالی نصیب ہوتی ہے تو اس کا رویہ کیسا ہو جاتا ہے، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ اِذَا ۔۔۔ سَبِیۡلِهٖ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعۡمَةً مِّنۡهُ﴾ ''پھر جب وہ اُسے اپنی جناب سے کوئی نعمت عطا کرتا ہے'' یعنی جب اللہ تعالیٰ مصیبت دور کر دیتا ہے اور اسے نجات دیتا ہے۔

(2) ﴿نَسِیَ مَا كَانَ یَدۡعُوۡۤا اِلَیۡهِ مِنۡ قَبۡلُ﴾ ''تو وہ اُس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس کی طرف وہ پہلے پکار رہا تھا'' وہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنا چھوڑ دیتا ہے اور غیر اللہ کی عبادت کرنے لگتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ﴿فَاِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۫ ثُمَّ اِذَا خَوَّلۡنٰهُ نِعۡمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوۡتِیۡتُهٗ عَلٰی عِلۡمٍ﴾ ''پھر جب انسان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



تو وہ ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اُسے اپنی طرف سے کوئی نعمت دیتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ مجھے صرف علم کی بناء پر ہی دی گئی ہے۔'' (الزمر:49)

(3)﴿وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾ ''اور وہ اللہ تعالیٰ کے لیے شریک بناتا ہے تاکہ اُس کے راستے سے گمراہ کردے'' یعنی عافیت کی حالت میں شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ خود بھی گمراہ ہوں اور دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکا دیں۔

سوال 3: اپنے کفر سے فائدہ اٹھالو، اس وضاحت ﴿قُلْ ... النَّارِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا﴾ ''آپ کہہ دیں کہ اپنی ناشکری سے تھوڑا فائدہ اُٹھالو'' یعنی دنیا کی جن لذتوں اور چکا چوند میں ہو اس سے تھوڑا فائدہ اٹھالو یہ انتہا کی سخت دھمکی ہے۔

(2)﴿اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ﴾ ''یقیناً تم دوزخ والوں میں سے ہو'' تمہارا انجام جہنم ہے۔ اب جتنا جی چاہے ان نعمتوں سے فائدہ اٹھالو یہ سب کچھ کل تمہارے کام نہیں آئے گا۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ﴾ ''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنا رکھے ہیں کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکا دیں۔ آپ کہہ دیں مزے کرو! بلاشبہ آگ ہی کی طرف تمہیں پلٹنا ہے۔'' (ابراہیم:30)

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ﴾ ''ہم انہیں بہت تھوڑا سامان دے رہے ہیں، پھر ہم انہیں ایک بہت سخت عذاب کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے۔'' (لقمان:24)

﴿اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا

''(کیا یہ اچھا ہے) یا جو شخص مطیع فرمان ہے، رات کی گھڑیوں میں سجدے کرنے والا اور قیام کرنے والا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے

رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۭ

کی رحمت کی اُمید رکھتا ہے؟ آپ کہہ دیں کہ کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے، برابر ہوتے ہیں؟

اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾

یقیناً نصیحت تو عقل والے ہی قبول کرتے ہیں'' (9)

ع 1 9 15



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



سوال 1: فرماں بردار اور گناہ گار برابر نہیں، اس کی وضاحت ﴿ أَمَّنْ هُوَ ... رَبِّهِ ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ ﴾ "(کیا یہ اچھا ہے) یا جو شخص مطیع فرمان ہے" یعنی جو مطیع ہے، نماز میں خشوع کرنے والا ہے، اپنے رب کی طرف بلانے والا ہے۔ نحاس رحمہ اللہ نے کہا: جو اطاعت کرنے والا ہے۔ (فتح القدیر: 568/4)

(2) ﴿ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا ﴾ "رات کی گھڑیوں میں سجدے کرنے والا اور قیام کرنے والا ہے" یعنی جو تہجد گزار ہے رات کی گھڑیوں میں اپنے رب کی رضا کا امیدوار رہتا ہے۔

(3) ﴿ يَحْذَرُ الْآخِرَةَ ﴾ "آخرت سے ڈرتا ہے" جو آخرت میں اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے۔

(4) ﴿ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ﴾ "آخرت سے ڈرتا ہے" دوسری طرف وہ رب سے اچھی امیدیں بھی رکھتا ہے۔ عبادت میں خوف ورجاء کا ہونا ضروری ہے۔ (مختصر ابن کثیر: 1729/2)

(5) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نوجوان کے پاس آئے اور وہ سکرات کے عالم میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنے کو کیسا پا رہے ہو؟" اس نے عرض کیا: اللہ کی قسم، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اللہ سے امید ہے اور اپنے گناہوں سے ڈر بھی رہا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ دونوں چیزیں اس جیسے وقت میں جس بندے کے دل میں جمع ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا کر دیتا ہے جس کی وہ اس سے امید رکھتا ہے اور اسے اس چیز سے محفوظ رکھتا ہے جس سے وہ ڈر رہا ہوتا ہے۔" (ترمذی: 983)

(6) پس اپنے رب کی اطاعت روگرداں اور خواہشات کی پیروی کرنے والا اس شخص کے مانند نہیں ہو سکتا ہے جو افضل اوقات یعنی رات کے اوقات میں بہترین عبادت، یعنی نماز کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے بہترین اعمال کو کثرت کے ساتھ بجالانے کے وصف سے موصوف کیا، پھر اسے خوف اور امید کی صفات سے موصوف کیا، نیز ذکر فرمایا کہ خوف ان گناہوں کے بارے میں آخرت کے عذاب سے تعلق رکھتا ہے، جو اس سے سرزد ہو چکے ہیں اور امید کا تعلق اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہوتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2324/3)

(7) وہی شخص ہے جو تنگی ترشی اور خوشحالی غرض ہر طرح کے حالات میں صرف اللہ تعالیٰ پر ہی تکیہ کرتا ہے اور اسے ہی پکارتا ہے۔ رات کے اندھیروں میں اس کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے۔ اسی سے ڈرتا ہے اور اسی سے اس کی رحمت کی توقع بھی رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو "عالم یا جاننے والے" کے نام سے پکارتا ہے۔ اس مفہوم کی تائید قرآن کریم کے ایک اور جملہ ﴿ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ﴾ سے بھی ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اہل عقل وخرد کے سامنے یہ سوال رکھتا ہے کہ بتاؤ ان دونوں کی طرز زندگی ایک جیسی ہے یا ان دونوں کا انجام ایک جیسا ہو سکتا ہے؟ (تیسیر القرآن: 39/4)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال 2: عالم اور جاہل برابر نہیں ہوتے، اس کی وضاحت، ﴿قُلْ ... الْاَلْبَابِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ﴾ ''آپ کہہ دیں'' اے نبی ﷺ آپ کہہ دیجیے۔

(2) ﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ﴾ ''کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں وہ برابر ہو سکتے ہیں؟'' جو علم رکھتے ہیں عالم تو حق کو پہچانتا ہے، استقامت کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ اس کی اتباع کرتا ہے، اس پر عمل کرتا ہے۔ (تفسیر منیر: 283/12)

(3) کہہ دیجیے کیا وہ برابر ہو سکتے ہیں جو جانتے ہیں، جو اپنے رب، اس کے دین شرعی، دین جزائی اور دین کے اسرار اور حکمتوں کا علم رکھتے ہیں۔ (تفسیر سعدی: 2325,2324/3)

(4) ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور جو نہیں جانتے'' اور جو ان مذکورہ امور کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے؟ یہ دونوں قسم کے لوگ کبھی برابر نہیں ہوتے جس طرح رات اور دن، روشنی اور اندھیرا اور آگ اور پانی برابر نہیں ہوتے۔

(تفسیر سعدی: 2325,2324/3)

(5) سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کا امام وہ آدمی بنے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کو سب سے زیادہ جاننے والا ہو، اور اگر قرآن مجید کے جاننے میں سب برابر ہوں تو پھر وہ آدمی بنے جو رسول اللہ ﷺ کی سنت کا سب سے زیادہ جاننے والا ہو۔ تو اگر سنت کے جاننے میں سب برابر ہوں تو وہ آدمی امام بنے جس نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا ہو اور کوئی آدمی کسی کی سلطنت میں جا کر امام نہ بنے اور نہ اس کے گھر میں اس کی مسند پر بیٹھے سوائے اس کی اجازت کے۔'' (مسلم: 1532) (6) عالم اور جاہل، مشرک اور مومن برابر نہیں ہو سکتے۔

(7) ﴿اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ ''یقیناً نصیحت تو عقل والے ہی قبول کرتے ہیں'' عالم اور جاہل برابر نہیں ہوتے یعنی عالم اور جاہل کا فرق تو عقل والے جانتے ہیں اسی لیے وہ توحید پر قائم اور شرک سے بے زار رہتے ہیں۔

(8) جو صاف ستھری اور تیز عقل کے مالک ہیں۔ پس یہی لوگ اعلیٰ کو ادنیٰ پر مقدم رکھتے ہیں، چنانچہ یہ لوگ علم کو جہالت پر اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو اس کی مخالفت پر ترجیح دیتے ہیں کیونکہ ان کی عقل ان کو عواقب میں غور و فکر کرنے کی دعوت دیتی ہے۔ اس کے برعکس بے عقل شخص اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا لیتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2325/3)

(9) یعنی مومنوں میں سے عقل والے۔ (تفسیر قرطبی: 176/8)

﴿قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ

''آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! اپنے رب سے ڈر جاؤ، ان لوگوں کے لیے جنھوں نے اس دنیا میں نیکی



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



﴿وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾

کی، بڑی بھلائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی زمین بڑی وسیع ہے، یقیناً صبر کرنے والوں کو اُن کا اجر بغیر حساب کے پورا دیا جائے گا'' (10)

سوال 1: تقویٰ کے حکم کی وضاحت ﴿قُلْ...حَسَنَةٌ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! اپنے رب سے ڈر جاؤ'' اے نبی ﷺ! آپ ﷺ کہہ دیں اے اللہ تعالیٰ کے بندو جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر ایمان لائے ہو اپنے رب کے عذاب سے ڈر کر اس کے احکامات کو بجالاؤ اور نواہی سے اجتناب کرو اور اس کی اطاعت اور تقویٰ پر چلتے رہو۔ (تفسیر منیر 290/1)

(2) یعنی اپنے اور عذاب کے درمیان ایمان اور تقویٰ کی وجہ سے خوف الٰہی کو لے آؤ۔ (ایسر التفاسیر: 1329,1328)

(3) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اشرف المخلوقات یعنی اہل ایمان کو دینی امور میں سے سب سے بہتر چیز تقویٰ کا حکم دیتے ہوئے کہہ دیجیے اور ان کے سامنے اس سبب کا بھی ذکر کیجیے جو تقویٰ کا موجب ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت اور اس کی نعمتوں کا اقرار، جو ان سے تقویٰ اختیار کرنے کا تقاضا کرتی ہیں اور ان میں سے ایک نعمت یہ ہے کہ اس نے ان کو ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا، جو تقویٰ کا موجب ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے آپ کسی سخی شخص سے کہیں اے سخی! صدقہ کر اور کسی بہادر شخص سے کہیں اے بہادر! لڑائی کر، پھر اللہ تعالیٰ نے ثواب کا ذکر فرمایا جو دنیا میں ان کے اندر نشاط پیدا کرتا ہے۔ (تفسیر سعدی: 2325/3)

(4) ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ﴾ ''ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کی، بڑی بھلائی ہے'' یعنی جنہوں نے دنیا میں اچھی عبادت کی ان کے لیے حَسَنَةٌ یعنی جنت ہے۔ (ایسر التفاسیر: 1329)

(5) جنہوں نے دنیا میں احسان اور اخلاص والی زندگی گزاری ان کے لیے بھلائی اور لامحدود رزق ہے جیسا کہ فرمایا ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ''جو شخص نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو اسے ہم ضرور زندگی دیں گے، پاکیزہ زندگی اور ہم ضرور بدلے میں اُن کا اجر زیادہ اچھا دیں گے جو وہ عمل کرتے تھے۔'' (النحل: 97)

(6) جو اخلاص والی زندگی بسر کریں ان کے لیے انشراح قلب اور اطمینان ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ہجرت کر جاؤ، اس کی وضاحت ﴿وَاَرْضُ اللّٰهِ...حِسَابٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع ہے'' یعنی اگر زمین کا ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



کے لیے تنگ کر دیا جائے تو دوسرے حصے میں ہجرت کر جاؤ تا کہ تم اپنے رب کی عبادت کر سکو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہے۔ رب العزت نے فرمایا ﴿یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ﴾ ”اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! بلاشبہ میری زمین بہت وسیع ہے، چنانچہ تم صرف میری ہی عبادت کرو۔“ (العنکبوت:56)

(2) ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ ۭ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ۭ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا ۭ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا (۹۷) اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ حِیْلَةً وَّلَا یَهْتَدُوْنَ سَبِیْلًا (۹۸) فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا (۹۹)﴾ ”یقیناً جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے، اُن کی روحیں فرشتے اس حال میں قبض کرتے ہیں کہ اُن سے (فرشتے) کہتے ہیں: ”تم کس حال میں تھے؟“ وہ جواب دیتے ہیں: ”ہم زمین میں کمزور تھے۔“ فرشتے اُن سے کہتے ہیں: ”کیا اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟“ تو یہی لوگ ہیں ان ہی کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بہت ہی بری لوٹنے کی جگہ ہے۔ ان کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے سوا جو نہ کسی تدبیر کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ ہی نکلنے کا راستہ پاتے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ ہیں، اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہی نہایت معاف کرنے والا، بے حد بخشنے والا ہے۔“ (النساء:97-99)

(3) اور چونکہ یہ نص عام ہے، لہٰذا اس مقام پر بعض لوگوں کے لیے یہ کہنے کی مجال تھی کہ جو شخص بھی نیک کام کرے گا اس کے لیے دنیا میں بھلائی ہے، تو اس شخص کا کیا حال ہے جو کسی خطۂ زمین میں ایمان لایا بایں ہمہ وہ مظلوم اور محکوم و مجبور ہے اور وہ اس بھلائی سے محروم ہے؟ اس لیے اس گمان کا جواب ان الفاظ میں فرمایا: ﴿وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ﴾ ”اور اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع ہے۔“ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی اس بشارت کو ان الفاظ میں منصوص فرمایا: میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا۔ کسی کا ان سے علیحدہ ہونا اور مخالفت کرنا انہیں کوئی نقصان نہ دے سکے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آپہنچے گا اور یہ گروہ حق اسی نہج پر ہوگا۔ (بخاری:7460) (تفسیر سعدی:2325،2326)

(4) ﴿اِنَّمَا یُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ﴾ ”یقیناً صبر کرنے والوں کو اُن کا اجر بغیر حساب کے پورا دیا جائے گا“ یعنی صبر کرنے والوں کو جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم رہتے ہیں اس کے نواہی سے رکتے ہیں اور مصیبت میں جزع فزع نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی تکلیف دہ قضا و قدر پر صبر کرتے ہیں ایسے لوگوں سے رب العزت کا وعدہ ہے کہ ان کے لیے بے حساب اجر ہے۔ صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنے انعامات سے مالا مال کر دے گا۔



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



سوال 3: انسان صبر کرنے کے لیے کیسے تیار ہو سکتا ہے؟

جواب: (1) جزع فزع اور بے صبری سے کوئی مصیبت ٹل نہیں سکتی انسان سے جو خیر اور فائدہ چلا جاتا ہے وہ دوبارہ مل نہیں سکتا۔ جب یہ بات ہے تو صبر کر کے مزید اجر کیوں نہ حاصل کر لیں؟

(2) ایمان اور تقویٰ کے راستے میں مشکلات پر صبر نہ ہو تو تقویٰ چھوٹ جاتا ہے۔ اس لیے صبر کرنا ضروری ہے۔

﴿قُلْ اِنِّيْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ﴾

''آپ کہہ دیں کہ یقیناً مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنے والا ہو کر اُس کی عبادت کروں'' (11)

سوال: اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کے حکم کی وضاحت ﴿قُلْ اِنِّيْۤ ... الدِّيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلْ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ'' اے رسول ﷺ لوگوں سے کہہ دیں۔

(2) ﴿اِنِّيْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ﴾ ''یقیناً مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں دین کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کرنے والا ہو کر اُس کی عبادت کروں'' یعنی اپنے تمام دینی، ظاہری اور باطنی اعمال میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو پیش نظر رکھوں۔ کیونکہ دین خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہے اسی نے فرمایا ﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ﴾ ''چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں کہ اسی کے لیے دین کو خالص کرنے والے ہو۔'' (الزمر: 2)

(3) خالص دین اللہ تعالیٰ کی محبت، اس سے خوف، اس سے امید، اس پر توکل، اس کی طرف انابت ہے یہی دین ہے جو دلوں کی اصلاح کرتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۱۶۱) قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۱۶۲) لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ (۱۶۳)﴾ ''آپ کہہ دیں: ''میرے رب نے مجھے سیدھی راہ دکھلائی ہے کہ وہ ایک مضبوط دین ہے، ملت ابراہیم ہے جو ایک ہی طرف کے تھے، مشرکوں میں سے نہ تھے۔'' آپ کہہ دیں: ''بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لیے جو جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا فرماں بردار ہوں۔'' (الانعام: 161-163)

﴿وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾

''اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ فرماں برداروں میں سے پہلا میں ہو جاؤں'' (12)



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



سوال: مجھے سب سے پہلے اسلام لانے کا حکم دیا گیا،اس کی وضاحت ﴿وَاُمِرْتُ...الْمُسْلِمِيْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَاُمِرْتُ﴾ ”اور مجھے حکم دیا گیا ہے“ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے۔

(2)﴿لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ ”کہ فرماں برداروں میں سے پہلا میں ہو جاؤں“ کہ میں سب سے پہلے اسلام لانے والا بنوں۔

(3) کیونکہ میں مخلوق کے لیے داعی اور ان کے رب کی طرف ان کی راہنمائی کرنے والا ہوں، یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جس کام کا حکم دیا جائے میں تمام لوگوں سے پہلے اس حکم کی تعمیل کروں اور سب سے پہلے میں اس کے سامنے سر تسلیم خم کروں۔ اس حکم کو بجا لانا رسول اللہ ﷺ پر اور ان لوگوں پر لازم ہے جو آپ ﷺ کی اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ظاہری اعمال میں اسلام پر عمل کرنا اور ظاہری اور باطنی اعمال میں اللہ کے لیے اخلاص کو مدنظر رکھنا واجب ہے۔ (تفسیر سعدی: 2327/3)

## ﴿قُلْ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّیْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ﴾

”آپ کہہ دیں کہ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو یقیناً میں ایک ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں“ (13)

سوال 1: نبی ﷺ نافرمانیوں سے ڈرتے تھے، اس کی وضاحت ﴿قُلْ...عَظِيْمٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿قُلْ﴾ ”آپ کہہ دیں“ رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ کہہ دیں۔

(2)﴿اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّیْ﴾ ”اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو یقیناً میں ڈرتا ہوں“ یعنی اگرچہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں لیکن مجھے اس کی نافرمانی سے خوف آتا ہے کہ میں اس کی عبادت میں اخلاص اور توحید کو چھوڑ دوں۔

(3)﴿عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ﴾ ”ایک ہولناک دن کے عذاب سے“ یعنی قیامت کے دن دہشت ناک احوال سے ڈر لگتا ہے۔ کیونکہ جس نے شرک کیا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔ جس نے گناہ کیے اسے عذاب دیا جائے گا۔

(4) مستدرک حاکم کے حوالے سے نعمان بن بشیر کی صحیح حدیث ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ اکثر وعظ میں ایسے مصروف ہوتے تھے کہ آپ کی چادر کاندھے پر سے اتر کر گر پڑتی تھی۔ اس حدیث سے یہ بات اچھی طرح سمجھ آجاتی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے توحید اور دین کے احکام اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمائے اسی تاکید سے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے وہ احکام لوگوں کو پہنچا دیئے۔ (احسن التفاسیر: 59/6)

سوال 2: رسول اللہ ﷺ کے اعلان کی کیا اہمیت ہے؟



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



جواب:(1)اس اعلان کی وجہ سے مقام الوہیت اور مقام بندگی الگ الگ ہوجاتے ہیں۔

(2)اس اعلان سے عقیدہ توحید اور عقیدہ رسالت واضح ہوجاتا ہے۔

(3)اس اعلان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور بندگی کی حد سے آگے نہیں جاسکتے اور تمام انسان بھی بندگی کے مقام پر برابر ہیں اور اللہ تعالیٰ نگہبان ہے۔

﴿قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ﴾

"آپ کہہ دیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے دین کو خالص کرنے والا ہو کر اُس کی عبادت کرتا ہوں"(14)

سوال:میں تو خلوص سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں،اس کی وضاحت ﴿قُلِ...دِيْنِيْ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿قُلِ﴾ "آپ کہہ دیں" اے ہمارے رسول ﷺ مشرکوں سے کہہ دیں۔

(2)﴿اللّٰهَ اَعْبُدُ﴾ "اللہ تعالیٰ کی میں عبادت کرتا ہوں" یعنی میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا۔

(3)﴿مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ﴾ "خالص کرنے والا ہو کر اس کے لیے اپنے دین کو" یعنی میں صرف اس کی اطاعت کرتا ہوں۔

(4)یعنی میں خلوص سے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں۔

﴿فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ۭ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

"چنانچہ تم اُس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو،آپ کہہ دیں کہ یقیناً خسارہ اُٹھانے والے وہ ہیں جنہوں نے

وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ﴾

اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن خسارے میں ڈال دیا،سن لو!یہی کھلا خسارہ ہے"(15)

سوال:اصل نقصان اسی کا ہے جو قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو نقصان پہنچائے،اس کی وضاحت ﴿فَاعْبُدُوْا...الْمُبِيْنُ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب:(1)﴿فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ﴾ "چنانچہ تم اُس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو" یعنی رب العزت نے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپ کہہ دیں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جس کی چاہو تم عبادت کرو۔میں تو اخلاص سے صرف اس کی عبادت کروں گا۔جیسا کہ فرمایا ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ(۱)لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ(۲)وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ(۳)وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ(۴)وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ(۵)لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ(۶)﴾ "آپ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کہہ دیں کہ اے کافرو! میں اُن کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم اُس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ میں اُن کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی عبادت تم نے کی ہے اور نہ تم اُس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین ہے۔'' (الکافرون:1-6)

(2) ﴿قُلْ﴾ ''آپ کہہ دیں'' اے نبی ﷺ آپ کہہ دیں۔

(3) ﴿اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ﴾ ''کہ یقینا خسارہ اُٹھانے والے ہیں'' یعنی حقیقی نقصان اٹھانے والے جن کا دیوالیہ نکل جائے گا یہ وہ لوگ ہوں گے۔

(4) ﴿الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ﴾ ''وہ لوگ جنہوں نے خسارے میں ڈالا اپنے آپ کو'' یعنی جنہوں نے خود کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ثواب سے محروم کرلیا اور گناہوں کی وجہ سے بدترین عذاب کے مستحق ٹھہرے۔

(5) ﴿وَاَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ﴾ ''اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن'' خسارے میں وہ لوگ ہوں گے جو اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن نقصان پہنچائیں گے۔ ایسے لوگوں کی کبھی ایک دوسرے سے ملاقات نہیں ہوگی۔

(6) بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کے لیے جنت میں ایک مکان اور متعلقین (بیوی وغیرہ) مقرر کر دیئے ہیں اب اگر بندہ اطاعت گزار ہے تو وہ مکان اور متعلقین اس کو مل جائیں گے اور اگر نافرمان ہے تو وہ گھر اور متعلقین کسی دوسرے اطاعت گزار بندہ کو دے دیئے جائیں گے۔ (تفسیر مظہری:104/10)

(7) ﴿اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ﴾ ''سن لو! یہی کھلا خسارہ ہے۔'' ایسا کوئی اور خسارہ نہیں کیونکہ دنیا میں جب ایک بار کسی کو خسارہ ہوتا ہے تو دوبارہ بہتری کے امکانات رہتے ہیں جب کہ وہ خسارہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہوگا جس کے بعد کبھی نفع نہیں ہوگا۔

﴿لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ

''اُن کے اوپر بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور اُن کے نیچے سے بھی، یہ وہ (عذاب) ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے،

یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ﴾

اے میرے بندو! پس مجھ ہی سے ڈرو'' (16)

سوال: آگ انہیں اوپر نیچے سے گھیرے گی، اس کی وضاحت ﴿لَهُمْ ... فَاتَّقُوْنِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ﴾ ''ان کے اوپر آگ کے سائبان ہوں گے'' ازلی خسارے میں



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



مبتلا ہونے والے لوگوں کے بارے میں رب العزت نے فرمایا ان کے اوپر آگ کے بادل ہوں گے۔

(2)﴿وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ﴾ ''اوران کے نیچے بھی (آگ کے) سائبان ہوں گے۔'' ان کے نیچے بھی آگ کے بادل ہوں گے۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ﴾

''اُن کے لیے جہنم کا بچھونا ہے اور اُن کے اوپر اُسی کا اوڑھنا ہے اور ہم ظالموں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔'' (الاعراف:41)

(4)﴿يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

''جس دن عذاب انہیں ان کے اوپر سے ڈھانک لے گا اور ان کے قدموں کے نیچے سے بھی اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ چکھو (اس کا مزہ) جو کچھ تم کرتے تھے۔'' (العنکبوت:55)

(5)﴿ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ﴾ ''وہ (عذاب) ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، اے میرے بندو! پس مجھ ہی سے ڈرو'' اللہ تعالیٰ جہنمیوں کے حالات کے بارے میں خبر دے کر اپنے بندوں کو ڈرا رہا ہے تاکہ وہ گناہوں سے باز آجائیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاسکیں، رسول اللہ ﷺ کی اتباع کریں اور آخرت کے عذاب سے نجات پالیں۔

(6) اے میرے بندو! ایمان اور تقوی کے ذریعے امن پاؤ۔ اپنے فرائض ادا کرکے مجھ سے بچ جاؤ۔

(7) یعنی جہنمیوں کے عذاب کا یہ وصف جو ہم نے بیان کیا ہے ایک ایسا کوڑا ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی رحمت کے سائے کی طرف ہانکتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2328/3)

﴿وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ

''اور جن لوگوں نے طاغوت سے اجتناب کیا کہ وہ اُس کی عبادت کریں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا،

لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ﴾

اُن کے لیے خوش خبری ہے سو آپ میرے بندوں کو بشارت سنا دیں۔'' (17)

سوال1: اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والوں کے لئے بشارت ہے، اس کی وضاحت ﴿وَالَّذِيْنَ ... عِبَادِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا﴾ ''اور جن لوگوں نے طاغوت سے اجتناب کیا کہ وہ



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



اُس کی عبادت کریں''یعنی جن لوگوں نے غیر اللہ کی عبادت سے اجتناب کیا۔

(2) طاغوت سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اطاعت یا عبادت کی جاتی ہو یا خود اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اپنی اطاعت یا عبادت لوگوں سے کروانا پسند کرتا ہے۔ گویا طاغوت سے مراد دنیادار چودھری اور حکمران بھی ہو سکتے ہیں کوئی ادارہ پارلیمنٹ بھی ہو سکتی ہے۔ بت، شیطان اور جن بھی ہو سکتے ہیں اور ایسے پیر وفقیر بھی ہو سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اپنی اطاعت کروانا پسند فرماتے ہیں اور شریعت پر طریقت کو ترجیح دیتے ہیں۔ (تیسیر القرآن:4/41)

(3)﴿وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ﴾''اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا''یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اس کی طرف رجوع کیا، اس کی توحید کا اقرار کیا اس کی اطاعت والے اعمال کیے اور اس کے سوا دوسرے معبودوں سے برأت کا اظہار کیا۔ (جامع البیان:209/23) (4) جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ پر ایمان، اس کی عبادت اور اس کی توحید کے ذریعے اس کی طرف رجوع کیا۔ (ایسر التفاسیر:1330)

(5) یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

(6)﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى﴾''اُن کے لیے خوش خبری ہے''ان کے لیے ایسی خوش خبری ہے۔ جس کا اندازہ صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں اور صرف وہی لوگ اس سے واقف ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس خوش خبری سے سرفراز فرمایا ہے۔ اس میں دنیا کے اندر وہ بشارت بھی شامل ہے جو بندہ مومن کو ثنائے حسن، سچے خوابوں اور عنایت ربانی کی صورت میں حاصل ہوتی ہے۔ انہیں اس بشارت کے اندر صاف دکھائی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اپنے بندوں کا اکرام چاہتا ہے۔ ان کے لیے موت کے وقت، قبر کے اندر اور قیامت کے روز خوش خبری ہے اور ان کے لیے آخرت کی بشارت ہے جو رب کریم ان کو اپنی دائمی رضا، اپنے فضل واحسان اور جنت کے اندر امان کی صورت میں دے گا۔ (تفسیر سعدی:2329/3) جیسا کہ فرمایا:﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾''ان کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوش خبری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں، یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔'' (یونس:64)

(7)﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ﴾''سو آپ میرے بندوں کو بشارت سنا دیں''رب العزت نے مومنوں کو خوش خبری دی ہے اور اس صفت کا ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے وہ خوش خبری کے مستحق ٹھہرے۔

﴿الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ

''جو بات کو غور سے سنتے ہیں پھر ان میں سے سب سے اچھی کی پیروی کرتے ہیں،



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



﴿وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾

یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے اور یہی لوگ عقل مند ہیں۔'' (18)

سوال: جو قرآن کو غور سے سن کر، سمجھ کر اس پر عمل کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ ہدایت دیتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿الَّذِينَ... الْأَلْبَابِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ﴾ ''جو بات کو غور سے سنتے ہیں'' یعنی جو قرآن کو غور سے سنتے ہیں، اسے اچھے طریقے سے سمجھتے ہیں۔

(2) ﴿فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ﴾ ''پھر ان میں سے سب سے اچھی کی پیروی کرتے ہیں'' وہ اس کی بہترین بات کی پیروی کرتے ہیں یعنی کلام اللہ پر عمل کرتے ہیں رب العزت نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا کرنے کے بعد فرمایا: ﴿وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِن كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا ۚ سَأُورِيكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ﴾ ''اور ہم نے تختیوں میں اس کے لیے ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کے لیے تفصیل لکھ دی، سو ان کو قوت سے پکڑو اور اپنی قوم کو بھی حکم دو کہ وہ ان کی اچھی باتیں پکڑے رکھیں، جلد ہی میں تجھے نافرمانوں کے گھر دکھاؤں گا۔'' (الاعراف:145)

(3) ﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ﴾ ''وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے'' ان لوگوں کو ہی اللہ تعالیٰ بہترین اخلاق، عمدہ اعمال کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں جو لوگ حق کو نہیں سنتے وہ ایسے معبود بناتے ہیں جو نہ نفع دے سکیں اور نہ نقصان۔ (جامع البیان: 210/23)

(4) ایسے لوگوں کے لیے دنیا اور آخرت میں ہدایت ہے۔

(5) ﴿وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾ ''اور یہی لوگ عقل والے ہیں'' یعنی یہی لوگ سیدھی فطرت والے اور صحیح عقل و فہم والے ہیں۔

(6) اور یہی لوگ عقل مند ہیں۔ یعنی پاک عقل کے مالک ہیں۔ یہ ان کی عقل مندی اور ان کا حزم و احتیاط ہے کہ انہوں نے قول حسن اور غیر حسن کو پہچان لیا اور پھر اس قول کر ترجیح دی جس کو ترجیح دی جانی چاہیے تھی اور یہ عقل مندی کی علامت ہے، بلکہ عقل مندی کے لیے اس کے علاوہ کوئی اور علامت نہیں ہے، کیونکہ وہ شخص جو قول حسن اور غیر حسن میں امتیاز نہیں کر سکتا، ان لوگوں کے زمرے میں نہیں آتا جو عقل صحیح کے مالک ہیں یا وہ اچھی اور بری بات کے درمیان امتیاز تو کر سکتا ہے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



لیکن جب شہوت نفس وعقل پر غالب آجاتی ہے اور عقل شہوت کی محض تابع ہو جاتی ہے تو وہ بہترین کلام کی تعظیم نہیں کرتا تب وہ ناقص العقل قرار پاتا ہے۔(تفسیر سعدی: 2330/3)

(7) عباداللہ کی ابتدا سے انتہا تک کی صفات بتائی گئیں وہ ایمان، اتباع حسن، اور ہدایت کی علامات ہیں۔

﴿اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ﴾

''تو کیا وہ شخص جس پر عذاب کی بات ثابت ہوگئی؟ تو کیا آپ ایسے شخص کو بچائیں گے جو آگ میں ہے؟'' (19)

سوال: ازلی بدبختوں کو گمراہی اور جہنم سے کوئی نہیں بچا سکتا، اس کی وضاحت ﴿اَفَمَنْ ... فِي النَّارِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ﴾ ''تو کیا وہ شخص جس پر عذاب کی بات ثابت ہوگئی؟'' عذاب کے کلمے سے مراد اللہ تعالیٰ کا قول ہے جو اس نے سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش کے موقع پر شیطان کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے قول سے عذاب واجب ہوگیا کہ میں جہنم کو تجھ سے اور تیری پیروی کرنے والوں سب سے بھر دوں گا۔(ایسر التفاسیر: 1330)

(2) یعنی وہ شخص جس کے گمراہی، عناد اور کفر پر جمے رہنے کے باعث، اس پر عذاب کا حکم واجب ہوگیا، تو اس کی ہدایت کے لیے آپ کے پاس کوئی چارہ ہے؟ (تفسیر سعدی: 2330/3)

(3) ﴿اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ﴾ ''تو کیا آپ ایسے شخص کو بچائیں گے جو آگ میں ہے؟'' یعنی کیا آپ اسے آگ سے بچا سکتے ہیں جو ازلی بدبخت ہو۔ کیا آپ ایسے شخص کو گمراہی اور ہدایت سے بچا سکتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور جسے وہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔

﴿لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ

''لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈر کر رہے اُن کے لیے بلند عمارتیں ہیں جن کے اوپر بلند عمارتیں بنی ہوں گی،

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ﴾

جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا'' (20)

سوال: متقیوں کے لیے بلند عمارتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، اس کی وضاحت ﴿لٰكِنِ الَّذِيْنَ ... الْمِيْعَادَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ﴾ ''لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈر کر رہے'' یعنی جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سے ثواب کی امید رکھ کر اس کی اطاعت کی اور اس کے عذابوں کے خوف سے اس کے نواہی سے رکتے رہے۔

(2) جن لوگوں نے اپنے رب کا خوف کیا، ایمان لائے اور اس کی اطاعت کی۔ (ایسر التفاسیر:1330)

(3) ﴿لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا﴾ ''اُن کے لیے بلند عمارتیں ہیں'' ان کے لیے عالی شان بلند و بالا محلوں پر بالا خانے ہیں جو سونے چاندی کی اینٹوں سے تعمیر کیے گئے ہوں گے، جن کا گارا مشک ہے۔ جن کا حسن اور صفائی ایسی ہے کہ بلندی سے غروب ہونے والے تارے کی طرح نظر آئیں گے جیسا کہ فرمایا: ﴿أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا (۷۵) خَالِدِينَ فِيهَا ۚ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا (۷۶)﴾ ''یہی لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کی جزا میں بالا خانے دیے جائیں گے۔ اور اس میں اُن کا استقبال زندگی کی دُعا اور سلام سے کیا جائے گا۔ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ بہت اچھی ٹھہرنے اور رہنے کی جگہ ہے۔ (الفرقان:75،76)

(4) سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں ایسے محل ہیں جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے صاف دکھائی دیتا ہے ایک دیہاتی نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کن کے لیے ہیں؟ فرمایا: ''ان کے لیے جو نرم گفتگو کریں، کھانا کھلائیں، روزوں پر مداومت کریں اور راتوں کو جب لوگ میٹھی نیند میں ہوں یہ اللہ تعالیٰ کے لیے (اس کے سامنے کھڑے ہو کر گڑگڑائیں اور) نماز پڑھیں۔'' (ترمذی:2527)

(5) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت والے اپنے اوپر کے بالا خانہ والوں کو اس طرح دیکھیں گے کہ جس طرح تم مشرقی یا مغربی کناروں میں چمکتے ہوئے ستاروں کو دیکھتے ہو۔ اس وجہ سے کہ جنت والوں کے درجات میں آپس میں تفاوت ہوگا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وہ انبیاء علیہم السلام کے درجات ہوں گے کہ جن تک ان کے علاوہ کوئی نہیں پہنچ سکے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! ان لوگوں کو بھی وہ درجات عطا کیے جائیں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور اس کے رسولوں کی تصدیق کریں۔'' (مسلم:7144)

(6) ﴿تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ﴾ ''جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی'' ان کے نیچے سے تیزی سے رواں پانی کی نہریں بہہ رہی ہونگیں جو جنت کے خوب صورت باغات کو سیراب کر رہی ہوں گی۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ (۵۴) فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ (۵۵)﴾ ''بلاشبہ متقی لوگ باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔ صدق کی مجلس میں، بڑے ذی اقتدار بادشاہ کے پاس۔'' (القمر:54،55)

(7) سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سو (100) درجے ہیں، ہر دو درجوں





" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان وزمین میں اور فردوس سب سے اوپر کا درجہ ہے۔ اس میں جنت کی چاروں طرف نہریں بہتی ہیں اور اس کے اوپر عرش ہے پھر جب تم اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔'' (ترمذی:2531)

(8) ﴿وَعْدَ اللّٰهِ﴾ ''اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے'' اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔

(9) ﴿لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ﴾ ''اللہ تعالیٰ کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا'' اللہ تعالیٰ نے متقیوں سے اجرو ثواب کا وعدہ کر رکھا ہے۔ وہ اپنے وعدے کے خلاف کبھی نہیں کرتا۔

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ

''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کچھ پانی اُتارا پھر اسے چشموں کی صورت زمین میں جاری کر دیا،

ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ

پھر وہ اُس کے ساتھ مختلف رنگوں کی کھیتی نکالتا ہے، پھر وہ پک کر تیار ہو جاتی ہے تو آپ اسے زرد دیکھتے ہیں

حُطَامًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ﴾ ع 2 12 16

پھر وہ اُن کو ریزہ ریزہ کر دیتا ہے، بلاشبہ اس میں عقل مندوں کے لیے یقیناً ایک نصیحت ہے۔'' (21)

سوال 1: زمین میں آسمان کا پانی ہے، اس کی وضاحت ﴿اَلَمْ تَرَ ... فِي الْاَرْضِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً﴾ ''کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کچھ پانی اُتارا'' رب العزت نے فرمایا کیا تم نے کبھی غور کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا، زمین میں پانی آسمان سے آتا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا﴾ ''اور وہی ہے جس نے اپنی رحمت کے آگے آگے ہواؤں کو خوش خبری بنا کر بھیجا اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی نازل کیا۔'' (الفرقان:48)

(2) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: زمین میں جہاں بھی پانی ہے آسمان سے اترا ہوا ہے۔

(3) ﴿فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ﴾ ''پھر اسے چشموں کی صورت زمین میں جاری کر دیا'' رب العزت اس پانی کو زمین میں چشموں کی صورت میں محفوظ کرتے ہیں۔ جہاں سے یہ پانی آسانی سے نکال دیا جاتا ہے۔ زمین کے پاس یہ پانی امانت ہے۔

سوال 2: اللہ تعالیٰ پانی سے طرح طرح کی چیزیں پیدا کرتے ہیں، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ ... الْاَلْبَابِ﴾ کی روشنی



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



میں کریں؟

جواب:(1)﴿ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ﴾ ’’پھر وہ اُس کے ساتھ مختلف رنگوں کی کھیتی نکالتا ہے‘‘ اللہ تعالیٰ آسمان سے نازل ہونے والے پانی سے طرح طرح کی اشیاء پیدا فرماتے ہیں جن کے رنگ، ذائقے، شکلیں اور فوائد مختلف ہوتے ہیں۔(2) اسی پانی سے غلے، پھل اور سبزیاں پیدا ہوتی ہیں۔

(3)﴿ثُمَّ يَهِيْجُ﴾ ’’پھر وہ پک کر تیار ہو جاتی ہے‘‘ پھر کھیتیاں پوری طرح پک جاتی ہیں یا کسی آفت کی وجہ سے سوکھ جاتی ہیں۔

(4)﴿فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا﴾ ’’تو آپ اسے زرد دیکھتے ہیں پھر وہ اُن کو ریزہ ریزہ کر دیتا ہے‘‘ پھر لہلہانے والی کھیتیاں زرد پڑ جاتی ہیں پھر ریزہ ریزہ ہو جاتی ہیں۔

(5)﴿اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ﴾ ’’بلاشبہ اس میں عقل مندوں کے لیے یقیناً ایک نصیحت ہے۔‘‘ عقل والے سمجھ لیتے ہیں کہ دنیا کی مثال بھی اسی طرح ہے۔(i) دنیا کی رونقیں، لذتیں، شادابیاں اور آسائشیں عارضی ہیں جن میں انسان کو دل نہیں لگانا چاہیے بلکہ موت کی تیاری میں مشغول رہنا چاہیے۔(ii) اس سے عقل والے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہر چیز کے مقررہ وقت اور کردار کی طرح انسانوں کا بھی وقت مقرر ہے اور اس کا بھی دنیا میں ایک کردار ہے جو مقررہ وقت پر ختم ہو جاتا ہے۔ لہٰذا دنیا میں بہترین کردار ادا کر کے لوٹ جانے کی تیاری کرنی چاہیے کہ وہ زندگی لازوال ہے۔(iii) فتح القدیر میں اس مثال کے بارے میں ہے کہ یہ قرآن اور اہل ایمان کے سینوں کی مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے قرآن مجید نازل کیا وہ مومنوں کے دلوں میں داخل ہوتا ہے تو اس کے ذریعے حق باہر نکالتا ہے جو ایک دوسرے سے بہتر ہوتا ہے اس طرح مومن ایمان اور یقین میں بڑھ جاتے ہیں۔ جس کے دل میں روگ ہوتا ہے وہ اس طرح خشک ہو جاتا ہے جیسے کھیتی خشک ہو جاتی ہے۔

(6) بلاشبہ عقل مندوں کے لیے البتہ اس میں نصیحت ہے۔ وہ ان کھیتیوں کے ذریعے سے اپنے رب کی عنایات اور بندوں پر اس کی بے پایاں رحمت کو یاد کرتے ہیں کہ اس نے ان کے لیے اس پانی کے حصول کو آسان بنایا اور ان کے مصالح کے مطابق اس پانی کو زمین کے خزانوں میں جمع کیا۔ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کو یاد کرتے ہیں کہ مردوں کو اسی طرح زندہ کرے گا جس طرح اس نے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کیا۔ وہ یہ بھی یاد کرتے ہیں کہ ان تمام افعال کو سرانجام دینے والی ہستی ہی درحقیقت عبادت کی مستحق ہے۔

اے اللہ! ہمیں ان عقل مندوں میں شامل فرما، جن کا تو نے نام بلند کیا، انہیں عقل سے بہرہ مند کر کے راہ راست پر گامزن



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



کیااوران کے سامنے اپنی عظیم کتاب کے اسراراوراپنی آیات سے پردہ اٹھایا جن اسرار کی معرفت ان کے سوا کسی اور کو حاصل نہ ہوسکی، بے شک تو ہی عطا کرنے والا ہے۔(تفسیر سعدی:2331/3)

(7)﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا﴾ ”اور آپ انہیں دنیا کی زندگی کی مثال بیان کردیں، جیسا کہ پانی، جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا پھر اس سے زمین کی نباتات خوب گھنی ہوگئیں پھر وہ چورا ہو گئیں، جسے ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔“ (الکہف:45)

﴿اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ

”کیا پھر وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا،سو وہ اپنے رب کی طرف سے ایک روشنی پر ہے؟

لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾

(کسی کافر جیسا ہوسکتا ہے)پس اُن کے لیے تباہی ہے جن کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے سخت ہوگئے،یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں“(22)

سوال1: روشن دل اور سنگ دل برابر نہیں ہوسکتے،اس کی وضاحت ﴿اَفَمَنْ ... مُّبِيْنٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1)﴿اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ﴾ ”کیا پھر وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا“یعنی جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت کے لیے کھول دیا ہواور وہ اس کی وحدانیت اور ربوبیت کا اقرار کرے اور اس کی اطاعت کے لیے جھک جائے۔(جامع البیان:212/23)(2)یعنی جس کے سینے کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہواور اس کے قلب وذہن میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کے لیے قبولیت اور اس پر عمل کے لیے وسعت ہواور وہ شرح صدر کے ساتھ اسلام کے راستے پر چل رہا ہو۔(3)(i)﴿فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ﴾ ”سو وہ اپنے رب کی طرف سے ایک روشنی پر ہے؟“ رب کی روشنی اس کا دیا ہوا علم ہے جس کو قبول کرنے سے،اُس کے راستے کو اپنانے سے انسان رب کی روشنی میں آجاتا ہے۔(ii)رب کا دیا ہوا علم جب انسان کے دل تک پہنچتا ہے تو وہ چمک اُٹھتے ہیں۔اس طرح انسان کے دل سے یہ روشنی اس کے عمل میں آتی ہے اور انسان رب کی روشنی میں آجاتا ہے۔

(4)﴿فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ ”پس اُن کے لیے تباہی ہے جن کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے سخت ہو گئے“یعنی جن کے دل قرآن قبول کرنے کے لیے سخت ہوگئے ہوں وہ نہ ایمان لائیں اور نہ اس پر عمل کریں۔(ایسر التفاسیر:1331)

(5)پس ہلاکت ہے ان کے لیے جن کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے سخت ہورہے ہیں۔یعنی ان کے سخت دل اس کی کتاب کو



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



سمجھنے کے لیے نرم ہوتے ہیں نہ اس کی آیات سے نصیحت پکڑتے ہیں اور نہ اس کے ذکر سے اطمینان ہی حاصل کرتے ہیں بلکہ اس کے برعکس وہ اپنے رب سے روگردانی کر کے غیر کی طرف التفات کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لیے شدید ہلاکت اور بہت بڑی برائی ہے۔(تفسیر سعدی:2332/3)

(6) سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا زیادہ باتیں نہ کیا کرو کیونکہ کلام کی کثرت دل کو سخت کر دیتی ہے اور سخت دل والا اللہ تعالیٰ سے بہت دور ہو جاتا ہے۔“(ترمذی:2411)

(7) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ذکر الٰہی کے سوا زیادہ کلام مت کرو اس لیے کہ ذکر الٰہی کے بغیر کثرت کلام دل کی سختی کا سبب ہے اور آدمیوں میں اللہ تعالیٰ سے دور تر سخت دل والا ہے۔“(ترمذی:2412)

(8) (i) اللہ تعالیٰ کی یاد کی وجہ سے اُس کا سینہ تنگ ہو جاتا ہے جس کو حق قبول کرنے کی توفیق نہ ملے۔
(ii) جس کو خیر کا راستہ اپنانے کی توفیق نہ ملے۔ (iii) جس کے پاس رب کا دیا ہوا علم نہ ہو۔ جو رب کے دیے ہوئے علم کو دل تک راستہ نہ دے۔ پھر دل تنگ ہو جاتا ہے اور ایسا انسان گمراہ ہو جاتا ہے اور تاریکیوں میں بھٹکتا ہے۔

(9) ﴿أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ ”یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں“ اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جس کا دل اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بارے میں سخت ہو گیا ہو۔

(10) مالک بن دینار رحمہ اللہ نے کہا: قساوت قلب سے بڑھ کر کوئی سزا (عقوبت) بندہ کے لیے مقرر نہیں کی گئی اور اللہ تعالیٰ کا غضب کسی قوم پر اسی وقت نازل ہوتا ہے جب ان کے دلوں سے نرمی ختم ہو جاتی ہے۔(تفسیر مظہری:107/10)

(11) رب العزت نے فرمایا: ﴿أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ ”اور کیا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اُسے زندہ کیا اور ہم نے اُس کے لیے ایک روشنی بنا دی جس کے ساتھ وہ لوگوں میں چلتا ہے، اُس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اندھیروں میں ہے اور اُس سے نکلنے والا نہیں ہے اسی طرح کافروں کے لیے خوشنما بنا دیے گئے جو وہ عمل کرتے تھے۔“(الانعام:122)

(12) ﴿أَفَمَن يَمْشِي مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّن يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾ ”تو کیا وہ شخص زیادہ ہدایت یافتہ ہے جو اوندھے منہ چلتا ہے؟ یا وہ شخص جو درست ہو کر سیدھے راستے پر چلتا ہے؟“(الملک:22)

(13) دو طرح کے لوگ برابر نہیں ہو سکتے روشن دل اور پتھر دل برابر نہیں ہو سکتے۔

سوال 2: ﴿أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ ”یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں“ سے کیسے انسان کے شعور کو بے دار کرنے کی کوشش کی گئی ہے؟



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com



جواب: اللہ تعالیٰ کا نور لینے والوں کے مقابلے میں "ضلل مبین" گمراہی کے اندھیروں میں رہنے کی خبر سے انسانی شعور کو بے دار کیا گیا ہے کہ کیا روشنی میں رہنے والا فائدے میں ہے یا تاریکیوں میں بھٹکنے والا، راستہ گم کر دینے والا؟ یوں گمراہ ہونے والا اپنے حالات پر مطمئن نہیں رہتا اور روشنی کے اثرات کو دیکھتے ہوئے روشنی کی خواہش کو دل کے اندر اُبھرتا ہوا پاتا ہے۔

﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ

"اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل کیا ہے، ایسی کتاب جو آپس میں ملتی جلتی ہے، جو بار بار دہرائی جانے والی ہے، اس سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو

رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ

جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، پھر اُن کی کھالیں اور اُن کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف نرم ہو جاتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے

يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ﴾

اس سے وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے وہ گمراہ کر دیتا ہے تو اُس کے لیے کوئی ہدایت دینے والا نہیں"(23)

سوال 1: اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام اتارا ہے، اس کی وضاحت ﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ ... مَّثَانِيَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ﴾ "اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل کیا ہے" اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے۔ احسن الحدیث سے مراد قرآن مجید ہے۔

(2) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے۔" (مسلم:2005)

(3) قرآن بہترین کلام اس لحاظ سے ہے کہ اس کی آیات ٹھوس حقائق پر مبنی ہیں۔ اس کا انداز بیان دلنشین ہے۔ اس کے دلائل عام فہم ہیں۔ جن سے ایک دیہاتی بھی ایسے ہی مستفید ہو سکتا ہے جیسے ایک جید عالم، اور اس کے احکام و فرامین دنیا میں بہترین زندگی کا راستہ بتاتے ہیں۔ نیز اسکے احکام محض نظریاتی نہیں بلکہ سب قابل عمل ہیں اور اگر ان پر عمل کیا جائے تو اخروی فلاح کے ضامن ہیں۔ (تیسیر القرآن:44/4)

(4) ﴿كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا﴾ "ایسی کتاب جو آپس میں ملتی جلتی ہے" یعنی آیت سے آیت اور حرف سے حرف مشابہ ہے۔

(5) اپنے حسن تالیف اور ہر لحاظ سے عدم اختلاف کے اعتبار سے اس کے تمام اجزا ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہیں حتی کہ اگر کوئی اس میں غور و فکر کرے تو اسے اس میں ایسی مہارت، اس کے معانی میں ایسی گہرائی نظر آئے گی جو دیکھنے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



والوں کو حیران کر دیتی ہے۔ اور اسے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ (بے عیب) کلام حکمت اور علم والی ہستی کے سوا کسی اور سے صادر نہیں ہو سکتا۔ اس مقام پر متشابہ سے یہی مراد ہے۔ ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ﴾ ''وہی ہے جس نے آپ پر کتاب اُتاری، جس میں سے بعض محکم آیات ہیں وہی کتاب کی اصل ہیں اور کچھ دوسری کئی معنوں میں ملتی جلتی ہیں، پھر جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اس میں سے ان آیات کے پیچھے لگ جاتے ہیں جو کئی معنوں میں ملتی جلتی ہیں'' (آل عمران:7) تو اس سے مراد وہ آیات کریمہ ہیں جو بہت سے لوگوں کے فہم سے پوشیدہ اور مشتبہ ہوتی ہیں۔ یہ اشتباہ اس وقت تک زائل نہیں ہوتا جب تک کہ ان کو آیات محکمات کی طرف نہ لوٹایا جائے۔ (تفسیر سعدی: 2333,2332/3)

(6) ﴿مَّثَانِيَ﴾ ''جو بار بار دہرائی جانے والی ہے'' مثانی سے مراد ایک تو ایسی آیات ہیں جو بار بار پڑھی اور دہرائی جاتی ہیں۔ اسی لحاظ سے سورۃ فاتحہ کو سبع من المثانی کہا گیا ہے کہ سورت کم از کم نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔ پھر نماز کے علاوہ بھی پڑھی جاتی ہے۔ دوسری مراد وہ آیات ہیں جو قرآن میں بہ تکرار وارد ہیں۔ مثلاً ﴿وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴾ یا ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ یا ﴿فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ﴾ اور ایسی آیات جو دو یا تین بار وارد ہیں وہ بہت ہیں۔ تیسری مراد اقوام سابقہ کے انجام سے خبردار کرنے والی آیات یا انبیاء کے قصص ہیں جو قرآن میں بار بار مختلف پیرایوں میں مذکور ہوئے ہیں۔ ایسے ہی شرک کے ابطال اور توحید کے دلائل ہر سورت کی بے شمار آیات میں مذکور ہیں۔ جو سب ایک دوسری کی تائید کرتی ہیں اور چوتھی مراد ایسی آیات ہیں جن میں نوعی تقابل پایا جاتا ہے۔ مثلاً جہاں اہل جنت کا ذکر ہے وہاں اہل دوزخ کا ذکر بھی آجاتا ہے اور اس کے برعکس بھی۔ جہاں رات کا ذکر ہے وہاں دن کا بھی ذکر ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ کی صفت قہار کا ذکر ہے تو اگلی آیت میں صفت غفار یا غفور کا بھی ذکر آ گیا ہے۔ (تیسیر القرآن: 44/4)

(7) قرآن مجید ذہن نشین کرنے کے لیے ایک ہی مضمون کو بار بار دہراتا ہے تاکہ لوگ اچھے طریقے سے سمجھ لیں۔ (مختصر ابن کثیر: 1734/2)

(8) یعنی اس بہترین کلام میں قصص و احکام، عدل و وعید، اہل خیر کے اوصاف اور اہل شر کے اعمال کو بار بار دہرایا جاتا ہے، نیز اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا بار بار ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ اس کلام کا حسن و جلال ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ مخلوق اس کلام کے معانی کے محتاج ہیں جو دلوں کو پاک اور اخلاق کی تکمیل کرتے ہیں اس لیے اس نے ان معانی کو دلوں کے لیے وہی حیثیت دی ہے جو درختوں اور پودوں کے لیے پانی کی ہے۔ جس طرح درخت اور پودے عدم سیرابی کے باعث ناقص بلکہ بسا اوقات تلف ہو جاتے ہیں اور پودوں کو جتنا زیادہ بار بار سیراب کیا جائے گا اتنے ہی وہ خوبصورت ہوں گے اور اتنا ہی زیادہ پھل لائیں گے۔ اسی طرح دل بھی کلام اللہ کے معانی کے تکرار کے ہمیشہ محتاج رہتے ہیں۔ اگر تمام قرآن میں ایک معنی اس کے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سامنے ایک ہی مرتبہ بیان کیا جائے تو معنی اس کی گہرائی میں جاگزیں ہو گا نہ اس سے مطلوبہ نتائج ہی حاصل ہوں گے (تفسیر سعدی:2334-2332/3)

سوال 2: قرآن مجید کے اثرات کی وضاحت ﴿تَقْشَعِرُّ ۔۔۔ ذِكْرِ اللهِ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ﴾ "اس سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں" قرآن مجید سن کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ کانپنے لگتے ہیں پھر ان کے جسم اور دل اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے موم بن جاتے ہیں۔ یہ نیکوں کی صفت ہے کہ وہ جبار و قہار اور رحمٰن و غفار کا کلام سن کر کانپ اٹھتے ہیں، کیونکہ اپنے کانوں سے رب کے وعدے اور اس کی دھمکیاں سنتے ہیں جن سے ان کے جسم کا رُواں رُواں کھڑا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر لرزنے لگتے ہیں پھر اس کے رحم کے امیدوار بن کر دل و جان سے اس کی عبادت میں لگ جاتے ہیں۔ (مختصر ابن کثیر:1734/2) (2) اس کے اندر بے قرار کر دینے والا خوف اور ڈر ہے۔

(3) ﴿ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ﴾ "پھر اُن کی کھالیں اور اُن کے دل نرم ہو جاتے ہیں" یعنی ان کے دل اور جلدیں نرم پڑ جاتی ہیں۔

(4) ﴿اِلٰى ذِكْرِ اللهِ﴾ "اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف" یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اہل ایمان اور اہل تقویٰ کے لیے جنت اور جو کچھ اس میں ہمیشہ رہنے والی نعمتیں ہیں۔ (ایسر التفاسیر:1332)

(5) اللہ تعالیٰ کا ذکر انہیں بھلائی کے کاموں کی ترغیب دیتا ہے اور برے کاموں سے روکتا ہے۔

(6) ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٢﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٤﴾﴾ "بلاشبہ مومن وہی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی آیات اُن کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں وہ اُن کا ایمان بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر اعتماد کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی دراصل سچے مومن ہیں ان کے رب کے پاس ان کے درجات اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔" (الانفال:2-4)

(7) ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٨﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿٦٠﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿٦١﴾﴾ "یقیناً وہ لوگ جو اپنے رب کے خوف سے ڈرنے والے



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



ہیں۔اور وہ لوگ جو اپنے رب کی آیات پر ایمان لاتے ہیں۔اور وہ لوگ جو اپنے رب کے ساتھ شرک نہیں کرتے۔اور وہ لوگ جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور اُن کے دل کانپتے ہیں کہ بے شک وہ اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو نیک کاموں میں بھاگ دوڑ کرتے ہیں اور اُنہی میں سبقت لے جانے والے ہیں۔'' (المؤمنون:57-61)

(8)﴿وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ ۖ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ (83) وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَن يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصَّالِحِينَ (84)﴾ ''اور جب وہ سنتے ہیں جو رسول کی طرف نازل کیا گیا تو آپ دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہہ رہی ہوتی ہیں اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے، چنانچہ ہمارا نام گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے اور ہمیں کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس حق پر ہم ایمان نہ لائیں جو ہمارے پاس آیا ہے؟ جب کہ ہم یہ حرص رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ شامل کر لے۔'' (المائدۃ:83،84)

(9) رسول اللہ ﷺ کے صحابیوں کے سامنے جب قرآن پڑھا جاتا تو ان کی کیا حالت ہوتی تھی۔سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ان کی حالت وہی ہوتی تھی جیسی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے کہ آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے میں نے کہا کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جب قرآن ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو وہ بیہوش ہو کر گر پڑتے ہیں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے (جواب میں) فرمایا میں شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتی ہوں (یعنی یہ حرکت شیطان مردود کی ہے)۔بغوی کا بیان ہے کہ ایک عراقی شخص گرا پڑا تھا سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ادھر سے گزر ہوا دریافت فرمایا: اس کی کیا حالت ہے لوگوں نے کہا اس شخص کے سامنے جب قرآن پڑھا جاتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سنتا ہے تو بیہوش ہو کر گر جاتا ہے۔سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں لیکن (قرآن سن کر بیہوش ہو کر نہیں گر پڑتے آپ نے یہ بھی فرمایا: کہ شیطان بعض لوگوں کے اندر گھس جاتا ہے اور بیہوش کر کے گرا دیتا) رسول اللہ ﷺ کے صحابہ تو ایسا نہیں کرتے تھے یہ فعل ان کا نہ تھا۔(تفسیر مظہری:109/10)

(10) جب ابن سیرین رحمہ اللہ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ کچھ لوگ قرآن سن کر بیہوش ہو جاتے ہیں تو فرمایا: ایسے آدمی کو کسی چھت کے کنارے پر نیچے کو پاؤں لٹکا کر بٹھایا جائے پھر قرآن پڑھا جائے، اگر وہ قرآن سن کر بیہوش ہو کر نیچے گر پڑے تو سمجھ لو سچا ہے (ورنہ جھوٹا ہے مکار ہے)۔(تفسیر مظہری:109/10)

سوال3: تاثیر قرآن اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے، اس کی وضاحت ﴿ذَٰلِكَ ... مِنْ هَادٍ﴾ کی روشنی میں کریں؟



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



جواب:(1)﴿ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ﴾''یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے'' یہ قرآن کی تاثیر اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے جو اس کے فضل اوراحسان میں سے ہے۔

(2)﴿يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾''اس سے وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے'' اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے تاثیر قرآن کے ذریعے ہدایت دیتا ہے جیسا کہ فرمایا:﴿يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ﴾''اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس کو سلامتی کے راستے کی ہدایت دیتا ہے جو اس کی رضا کے پیچھے چلا۔''(المائدہ:16)

(3)''اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے'' اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہدایت اللہ تعالیٰ کے ارادے اور توفیق سے ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والا ہے کسی ہدایت کی خواہش رکھنے والے، ہدایت کے لیے کوشش کرنے والے کو ضائع نہیں کرتا۔

(4)﴿وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ﴾''اور جسے وہ گمراہ کر دیتا ہے تو اُس کے لیے کوئی ہدایت دینے والا نہیں'' یعنی اللہ تعالیٰ کی توفیق کے سوا کوئی راستہ نہیں جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہو، کتاب اللہ پر توجہ مرکوز کرنے کی توفیق بھی اسی سے ملتی ہے۔پس اگر اللہ کی توفیق نصیب نہ ہو تو راہ راست پر چلنے کا کوئی طریقہ نہیں، تب واضح گمراہی اور رسوا کن بدبختی کے سوا کچھ بھی نہیں۔(تفسیر سعدی:2334/3)

سوال 4:اللہ تعالیٰ کی کتاب سے مومنوں کی حالت اور کم فہم لوگوں کی حالت میں کیسا فرق پیدا ہوتا ہے؟

جواب:

| مومنوں کا سماع قرآن | کم فہم لوگوں کا سماع قرآن |
|---|---|
| (1)مومنوں کے دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپ اُٹھتے ہیں۔ | (1)کم فہم لوگ بدحواس ہو جاتے ہیں۔ |
| (2)مومنوں کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔ | (2)کم فہم لوگ مدہوش ہو جاتے ہیں۔ |
| (3)مومنوں کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ | (3)کم فہم لوگ لوگوں کو'حال' پڑ جاتا ہے۔ |
| (4)مومنوں کی جلدیں نرم پڑ جاتی ہیں۔ | (4)کم فہم لوگ وجد میں آ جاتے ہیں۔ |
| (5)مومن علم اور فہم سے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ | (5)کم فہم لوگ کھیل کود میں مصروف رہتے ہیں۔ |



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



| | |
|---|---|
| (6) مومن سماعِ قرآن کے وقت ادب اور تواضع اختیار کرتے ہیں۔ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی طرف جھک جاتے ہیں۔ | (6) کم فہم لوگ شور کرتے ہیں۔ |
| (7) اہل ایمان کے علم و فہم میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ رب کے قریب ہوجاتے ہیں۔ | (7) کم فہم لوگ لوگوں کے اندر شیطان داخل ہوجاتا ہے اور ان میں عقل و ہوش باقی نہیں رہتا۔ |

﴿اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ

''تو کیا وہ شخص جو اپنے چہرے کے ساتھ قیامت کے دن بُرے عذاب سے بچے گا (وہ جنت والے کی طرح ہوسکتا ہے؟) اور ظالموں

ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ﴾

کے لیے کہہ دیا جائے گا کہ چکھو جو تم کمایا کرتے تھے'' (24)

سوال 1: ظالم اور عادل برابر نہیں ہوسکتے، اس کی وضاحت ﴿اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ ... تَكْسِبُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ﴾ ''تو کیا وہ شخص جو اپنے چہرے کے ساتھ قیامت کے دن بُرے عذاب سے بچے گا (وہ جنت والے کی طرح ہوسکتا ہے؟)'' یعنی جو شخص برے عذاب سے قیامت کے دن اپنا چہرہ بچانا چاہتا ہے اسے شرمندہ کرنے کے لیے کہا جائے گا کہ آج اپنی اپنی کمائیوں کے مزے لوٹو۔

(2) ﴿وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ﴾ ''اور ظالموں کے لیے کہہ دیا جائے گا کہ چکھو جو تم کمایا کرتے تھے'' آج اپنی اپنی کمائیوں کے مزے لوٹو۔

(3) کفر اور معاصی کے ذریعے اپنے اوپر ظلم کرنے والوں سے کہا جائے گا اپنے اعمال کا مزہ چکھو۔

(4) کیا یہ شخص، جس کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور اپنے اکرام و تکریم کے گھر پہنچانے والے راستے پر گامزن ہونے کی توفیق سے بہرہ مند کیا ہے اور وہ شخص برابر ہوسکتے ہیں، جو اپنی گمراہی پر جما ہوا دائمی عناد میں سرگرداں ہے یہاں تک کہ قیامت آپہنچے اور بڑا عذاب اسے گھیر لے اور اپنے چہرے کو اس عذاب سے بچانے کی ناکام کوشش کرے؟ چہرہ تمام اعضاء میں سب سے زیادہ شرف کا حامل سمجھا جاتا ہے۔ ادنیٰ سا عذاب اس پر بہت زیادہ اثر کرتا ہے۔ وہ اپنے چہرے کو بہت برے عذاب سے بچانے کی کوشش کرے گا، لیکن اس کے ہاتھ اور پاؤں جکڑے ہوئے ہوں گے۔ (تفسیر سعدی: 2335/3)



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



(5) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا، اے اللہ کے نبی! کافر کو قیامت کے دن اس کے چہرے کے بل کس طرح چلایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا جس اللہ تعالیٰ نے اسے اس دنیا میں دو پاؤں پر چلایا ہے وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ قیامت کے دن اسے اس کے چہرے کے بل چلا دے؟'' (بخاری:4760)

سوال2: قیامت کے دن ظالم بدترین عذاب کی ڈھال اپنے چہرے کو کیوں بنائے گا؟

جواب: انسان کی کوشش ہوتی ہے کہ اپنے چہرے کو چوٹ سے بچائے مگر قیامت کے دن انسان اپنے جسم کے کسی حصے کو عذاب کی زد میں آنے سے نہیں بچا سکے گا اس لئے وہ عذاب کے سامنے ایسے کھڑا ہوگا گویا اپنے چہرے کو ڈھال بنائے ہوئے ہے۔

﴿كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾

''اُن سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلا دیا تو اُن پر عذاب آیا جہاں سے وہ سوچتے نہ تھے'' (25)

سوال1: پہلے جھٹلانے والے لوگ بھی تباہ ہو گئے، اس کی وضاحت ﴿كَذَّبَ... يَشْعُرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ ''اُن سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلا دیا'' یعنی اہل مکہ سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا۔ انہوں نے انبیاء کو نہیں مانا۔

(2) ﴿فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ ''تو اُن پر عذاب آیا جہاں سے وہ سوچتے نہ تھے'' یعنی اپنے دل میں وہ خود کو امن میں محسوس کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے غافل تھے۔

(3) ان پر یہ عذاب غفلت کے اوقات میں آیا تھا۔

(4) کفار مکہ سے کہا گیا کہ پچھلی قوموں نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہلاکت کو پہنچیں اور تم رسول کی تکذیب کر رہے ہو تو بُرے انجام سے بچ نہ پاؤ گے۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٧﴾﴾ ''یقیناً ان لوگوں نے خفیہ تدبیریں کیں جو ان سے پہلے تھے، تو اللہ تعالیٰ بنیادوں سے اُن کی عمارت کو آیا،



'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com



پس ان کے اوپر سے چھتیں ان پر گر پڑیں اور ایسے رخ سے ان پر عذاب آیا جہاں سے وہ سوچتے نہیں تھے۔ پھر قیامت کے دن وہ اُن کو رسوا کرے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم جھگڑا کیا کرتے تھے؟ جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ یقیناً آج کے دن رسوائی اور برُائی کافروں پر ہے۔" (النحل:27,26)

﴿فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الۡخِزۡیَ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا ۚ وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَکۡبَرُ ۘ

"پس اللہ تعالیٰ نے اُنہیں دنیا کی زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھایا اور یقیناً آخرت کا عذاب زیادہ بڑا ہے،

لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ﴾

کاش وہ جانتے ہوتے!" (26)

سوال 1: دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب کی وضاحت ﴿فَاَذَاقَهُمُ ... یَعۡلَمُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ﴾ "پس اللہ تعالیٰ نے اُنہیں مزہ چکھایا" یعنی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اُنہیں اپنے عذاب کا مزہ چکھایا اور اس کے ذریعے۔

(2) ﴿الۡخِزۡیَ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا﴾ "دنیا کی زندگی میں رسوائی کا" اُنہیں دنیا میں رسوا کیا یعنی مسخ، ذلت اور اہانت سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے درمیان رسوا ہو گئے۔

(3) ﴿وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَکۡبَرُ﴾ "اور یقیناً آخرت کا عذاب زیادہ بڑا ہے" آخرت کا عذاب تو ان جیسوں کے لیے تیار ہے وہ تو بہت بڑا ہے۔

(4) ﴿لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ﴾ "کاش وہ جانتے ہوتے!" کاش انہیں سمجھ ہوتی تو وہ خاتم الانبیاء کو، قرآن کو، آخرت کو نہ جھٹلاتے اور نہ کفر کرتے۔

(5) سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ہے جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "آخرت کے عذاب کا پورا حال اگر میں لوگوں کے سامنے بیان کروں تو لوگ گھر بار چھوڑ کر جنگل کو نکل جائیں اور سوائے رات دن رونے کے اور کچھ کام ان سے نہ ہو سکے۔" (احسن التفاسیر)

﴿وَلَقَدۡ ضَرَبۡنَا لِلنَّاسِ فِیۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ کُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ﴾

"اور بلاشبہ یقیناً ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں کہ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں" (27)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال: شرک کی مثال کی وضاحت ﴿وَلَقَدْ ... یَتَذَكَّرُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ﴾ "اور بلاشبہ یقیناً ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں" یعنی اللہ تعالیٰ نے اس قرآن میں پچھلی قوموں کی ہر طرح کی مثالیں دی ہیں یعنی اچھے اور برے لوگوں کی مثالیں، توحید اور شرک کی مثالیں جس سے ایک آدمی بھی اشیاء کے حقائق اور حکمتوں کو سمجھ جاتا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا یَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ﴾ "اور یہ مثالیں ہیں جو ہم لوگوں کے لیے ہی بیان کرتے ہیں اور اُنہیں علم رکھنے والوں کے سوا کوئی نہیں سمجھتا۔" (العنکبوت:43)

(2) ﴿ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِیْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِیْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ﴾ "اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری اپنی ذات سے ایک مثال بیان کی ہے، کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی اُس رزق میں تمہارے شریک ہیں جو ہم نے تمہیں دے رکھا ہے کہ تم اُس میں برابر ہو؟ تم ایک دوسرے سے ڈرنے کی طرح اُن سے بھی ڈرتے ہو؟ اسی طرح ہم آیات کھول کر بیان کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو سمجھتے ہیں۔" (الروم:28)

(3) ﴿لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ﴾ "تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں" یعنی جب ہم انہیں حق سمجھائیں تو وہ اس کو قبول کریں اور اس پر عمل کریں۔

## ﴿قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ﴾

"یہ عربی قرآن ہے جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں تاکہ وہ بچ جائیں" (28)

سوال: قرآن فصیح ہے اس میں کوئی الجھاؤ نہیں، اس کی وضاحت ﴿قُرْاٰنًا ... یَتَّقُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا﴾ "یہ عربی قرآن ہے" یعنی قرآن عظیم کو عربی زبان میں نازل کیا جو آسان اور واضح ہے۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ﴾ "جس آدمی کی طرف وہ غلط منسوب کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ واضح عربی زبان ہے۔" (النحل:103)

(3) ﴿اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ "یقیناً ہم نے عربی قرآن بنا اسے کر نازل کیا ہے تاکہ تم سمجھو۔" (یوسف:2)

(4) ﴿اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ "یقیناً ہم نے اسے عربی قرآن بنایا ہے تاکہ تم سمجھو۔" (الزخرف:3)

(5) ﴿وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا وَّصَرَّفْنَا فِیْهِ مِنَ الْوَعِیْدِ لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ اَوْ یُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا﴾



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



''اور اسی طرح ہم نے اسے قرآنِ عربی بنا کر نازل کیا ہے اور اس میں ہم نے ہر حکم سے طرح طرح کی کچھ وعیدیں بیان کی ہیں، شاید کہ لوگ ڈر جائیں یا وہ (قرآن) ان کے لیے کوئی نصیحت پیدا کر دے۔'' (طٰہٰ:113)

(6)﴿وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ﴾ ''اور اگر ہم اس کو عجمی قرآن بناتے تو وہ کہتے کہ کیوں نہ اس کی آیات کھول کر بیان کی گئیں؟ کیا عجمی (کلام) اور عربی (رسول)؟'' (فصلت:44)

(7)﴿وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (١٩٢) نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ (١٩٣) عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ (١٩٤) بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ (١٩٥)﴾ ''اور بلاشبہ یہ یقیناً جہانوں کے رب کا نازل کیا ہوا کلام ہے۔ اسے روح الامین لے کر اُترا ہے۔ آپ کے دل پر تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔ واضح عربی زبان میں۔'' (الشعراء:192-195)

(8)﴿وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا﴾ ''اور ہم نے اسی طرح آپ کی طرف عربی قرآن وحی کیا ہے تاکہ آپ بستیوں کے مرکز (مکہ) اور اُس کے ارد گرد رہنے والوں کو خبردار کر دیں۔'' (الشوریٰ:7)

(9)﴿وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۭ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَاۗءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ﴾ ''اور اسی طرح ہم نے اس کو ایک عربی فرمان بنا کر آپ پر نازل کیا ہے۔ اور یقیناً اگر اپنے پاس علم آجانے کے بعد بھی آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں آپ کے لیے نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا۔'' (الرعد:37)

(10)﴿غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ﴾ ''جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں'' اس کی الفاظ اور معانی میں کوئی ٹیڑھا پن اور الجھاؤ نہیں ہے یعنی وہ اسے سمجھ سکتے ہیں۔

(11) یعنی کسی بھی لحاظ سے اس میں کوئی خلل اور کوئی نقص نہیں ہے، نہ اس کے الفاظ میں اور نہ اس کے معنی میں۔ یہ وصف اس کے کمال اعتدال اور کمال استقامت کو متلزم ہے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا (١) قَيِّمًا (٢)﴾ ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی۔ بالکل سیدھی ہے۔'' (الکہف:1،2) (تفسیر سعدی:2336/3)

(12)﴿لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ﴾ ''تاکہ وہ بچ جائیں'' تاکہ صاف اور روشن کتاب کے ڈراووں سے لوگ ڈر جائیں اور اس کے وعدوں پر عمل کریں۔ (مختصر ابن کثیر:1736/2)

(13) شاید کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں، کیونکہ ہم نے ان کے لیے اس عربی قرآن مستقیم کے ذریعے سے، جس میں اللہ تعالیٰ



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com





نے ہر مثال بیان کی ہے۔ علمی اور عملی تقویٰ کی راہ استوار کر دی ہے۔ (تفسیر سعدی:2336/3)

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ

"اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کی مثال بیان کی ہے جس کی ملکیت میں کئی ایک دوسرے سے جھگڑنے والے آقا شریک ہیں اور ایک آدمی ہے،

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

پورے کا پورا ایک آدمی کے لیے ہے، کیا یہ دونوں مثال میں برابر ہیں؟ تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے، بلکہ اُن میں سے اکثر نہیں جانتے" (29)

سوال 1: مشرک اور توحید پرست کی مثال کی وضاحت ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ ... يَعْلَمُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا﴾ "اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کی مثال بیان کی ہے" رب العزت نے شرک اور توحید کو سمجھنے کے لیے ایک مثال بیان فرمائی ہے۔

(2) ﴿فِيهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ﴾ "جس کی ملکیت میں کئی ایک دوسرے سے جھگڑنے والے آقا شریک ہیں" یعنی ایک غلام کی مثال ہے جس میں کئی بدخصلت آقا شریک ہیں۔

(3) ایک دوسرے کی مخالفت کرنے والے بہت سے لوگ اس غلام کی ملکیت میں شریک ہیں جو کسی حالت میں کسی بھی معاملے پر متفق نہیں ہوتے کہ اس کے لیے آرام کرنا ممکن ہو سکے بلکہ وہ ایک دوسرے سے اختلاف کرتے اور جھگڑتے ہیں۔ ہر ایک شریک کا اپنا اپنا مفاد ہے جسے وہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تمہارے خیال میں، ان اختلاف کرنے والے اور جھگڑنے والے شرکا کے مابین، اس غلام کی کیا حالت ہوگی۔ (تفسیر سعدی:2336/3)

(4) ﴿وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ﴾ "اور ایک آدمی ہے، پورے کا پورا ایک آدمی کے لیے ہے" یعنی دوسرا غلام ہے جس کی ملکیت میں کوئی شریک نہیں۔ وہ اپنے مالک کے مزاج اور مقاصد کو سمجھ کر اسے آرام پہنچاتا ہے۔

(5) ﴿هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا﴾ "کیا یہ دونوں مثال میں برابر ہیں؟" یہ دونوں ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح مشرک بھی کئی معبودوں کا بندہ ہے۔

(6) یہ دونوں شخص کبھی برابر نہیں ہو سکتے، مشرک کی یہی حالت ہے۔ اس میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھنے والی بہت سی ہستیاں شریک ہیں۔ وہ کبھی اس کو پکارتا ہے اور کبھی اس کو پکارتا ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ اسے قرار آتا ہے نہ کسی مقام پر اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس موحد اپنے رب کے لیے مخلص ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو غیر کی شرکت سے پاک رکھا ہے اس لیے وہ کامل راحت اور کامل اطمینان میں ہوتا ہے۔ (تفسیر سعدی:2336/3)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



(7)﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ ''تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے'' حق ظاہر ہونے اور باطل کے بطلان پر اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اس کا شکر ہے۔ (8) اللہ تعالیٰ کی حمد ہے کہ وہ جاہلوں کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

(9)﴿بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''بلکہ اُن میں سے اکثر نہیں جانتے'' مشرکوں پر حجت قائم ہوگئی مگر اکثر لوگ جہالت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔

## ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾

''یقیناً آپ بھی مرنے والے ہیں اور یقیناً یہ لوگ بھی مرنے ہی والے ہیں'' (30)

سوال: ہر ایک کو مرنا ہے، اس کی وضاحت ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟ 17

جواب: (1)﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ﴾ ''یقیناً آپ بھی مرنے والے ہیں'' یعنی اپنے وقت پر آپ ﷺ کو بھی مرنا ہے۔

(2)﴿وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ ''اور یقیناً یہ لوگ بھی مرنے ہی والے ہیں'' یعنی جب تقدیر کا لکھا وقت آجائے گا تو وہ بھی مر جائیں گے۔ ہر ایک نے مرنا ہے۔

(3)﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ﴾ ''اور ہم نے آپ سے پہلے کسی انسان کو ہمیشگی نہیں دی، سو کیا اگر آپ وفات پا جائیں تو وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں؟'' (الانبیاء:34)

(4) یہ آیت بھی ان آیات میں سے ہے جن سے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات پر استدلال کیا تھا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یقین آگیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوگئے ہیں۔ اس موقعہ پر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت بھی پڑھی تھی۔ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔـا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ﴾ ''اور نہیں ہیں محمد مگر ایک رسول، یقیناً اس سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے ہیں، تو کیا اگر وہ وفات پا جائے یا قتل کر دیا جائے تم اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاؤ گے؟ اور جو شخص اپنی ایڑیوں پر پلٹے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائے گا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا'' (آل عمران:144)

3 ع 10 17

## ﴿ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ﴾

''پھر یقیناً تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑا کرو گے'' (31)



" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com



سوال 1: قیامت کے دن تم رب کے سامنے اپنے مقدمے پیش کرو گے، اس کی وضاحت ﴿ثُمَّ ... تَخۡتَصِمُوۡنَ﴾ کی روشنی میں کریں؟

جواب: (1) ﴿ثُمَّ اِنَّكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عِنۡدَ رَبِّكُمۡ تَخۡتَصِمُوۡنَ﴾ ”پھر یقیناً تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑا کرو گے“ تم قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے جھگڑو گے اور مقدمے پیش کرو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان عدل کرے گا اور ہر ایک کو اس کے عمل کا پورا پورا بدلہ دے گا۔

(2) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر کسی شخص کا ظلم کسی دوسرے کی عزت پر ہو یا کسی طریقہ (سے ظلم کیا ہو) تو اسے آج ہی، اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرا لے جس دن نہ دینار ہوں گے نہ درہم، بلکہ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لے لیا جائے گا اور کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہوگا تو اس کے ساتھی (مظلوم) کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔“ (بخاری:2449)

(3) بیہقی رحمہ اللہ نے سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا کہ جب آیت ﴿ثُمَّ اِنَّكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ عِنۡدَ رَبِّكُمۡ تَخۡتَصِمُوۡنَ﴾ نازل ہوئی تھی تو ہم نے کہا تھا ہم آپس میں (قیامت کے دن) کیسے جھگڑیں گے ہمارا رب ایک ہے ہمارا دین ایک ہے اور ہماری کتاب ایک ہے یہاں تک کہ میں نے (اب) دیکھ لیا کہ ہم میں بعض بعض کے چہروں پر تلواریں مار رہے ہیں اب میں نے پہچانا کہ یہ آیت ہمارے حق میں نازل ہوئی، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت بھی اسی طرح آئی ہے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے ذیل میں فرمایا: ہم کہتے تھے ہمارا رب ایک ہے ہمارا نبی ایک ہے، ہماری کتاب ایک ہے پھر (قیامت کے دن) یہ باہمی حق طلبی کیا ہوگی، آخر جب جنگ صفین کا دن آیا اور ہم میں سے بعض نے بعض پر تلواروں سے حملے کیے تو ہم نے کہا ہاں یہ وہی ہے۔ (تفسیر مظہری:114/10)

(4) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہم میں سے مفلس وہ آدمی ہے جس کے پاس مال و اسباب نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت کے دن میری امت کا مفلس وہ آدمی ہوگا کہ جو نماز، روزے، زکوٰۃ وغیرہ سب کچھ لے کر آئے گا لیکن اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا تو ان سب لوگوں کو اس آدمی کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں ان کے حقوق کی ادائیگی سے پہلے ہی ختم ہوگئیں تو ان لوگوں کے گناہ اس آدمی پر ڈال دیے جائیں گے، پھر اس آدمی کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔“ (مسلم:6579)



” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

ALNOOR-PUBLICATIONS

النور

النّور پبلیکیشنز